فہمِ اسلام

3

بی اے کے طلبۂ اسلامیات کے لیے

مؤلفہ

پروفیسر عبدالقیوم ایم اے

شعبۂ عربی و اسلامی علوم

گورنمنٹ کالج لاہور

ناشر

یونیورسٹی بک ایجنسی ۲ کچہری روڈ لاہور

۲۹۷۶۰۸
ع ۵۰ ف
۸۵۲۲

طبع اوّل نومبر ۱۹۵۷ء
تعداد ۱۰۰۰
کل صفحات ۴۱۶
آر۔ ایچ ۔ ڈی خالد نے
اتحاد پرنٹنگ پریس، بل روڈ،
لاہور سے چھپوا کر یونیورسٹی
بک ایجنسی کچہری روڈ لاہور سے
شائع کی

قیمت چار روپے Rs. 4/-

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
پہلا باب	
مبادیات مطالعۂ قرآن	۳-۴۴
وحی	۳
وحی اور الہام کا فرق	۴
اقسام وحی	۵
نزول قرآن	۷
جمع و تدوین قرآن	۱۲
عہد ابوبکرؓ میں حفاظت قرآن	۱۵
مصحفِ قرآن	۱۸
ترتیبِ قرآن	۲۳
اہمیت قرآن	۲۵
اعجاز قرآن	۲۸
مضامین قرآن کا تعارف	۳۰
ترجمہ و تفسیر کا مفہوم	۳۳
مشہور تفاسیر	۳۵
قرآن کے اردو ترجمے	۳۹
لغات قرآن	۴۱
قرآن کے انگریزی ترجمے	۴۱
کتب حوالہ	۴۲
دوسرا باب	
مبادیات مطالعہ حدیث نبوی	۴۵-۷۸
حدیث اور سنت کا مفہوم	
حدیث	۴۵
سنت	۴۶
روایت و درایت کا مفہوم	
علم روایت	۴۷
راوی کے اوصاف	۴۹
اقسام حدیث: صحیح	۵۰
حسن، ضعیف، مرفوع، موقوف، مقطوع	۵۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مرسل، منقطع، معضل، غریب، منکر، مقلوب	۵۲	۶۔ سنن ابن ماجہ	۷۲
		حدیث نبوی کی اہمیت	۷۳
علم درایت	۵۲	کتب حوالہ	۷۷
اقسام علوم حدیث	۵۴	سوالات	۷۸
نمونۂ حدیث	۵۶		
جمع و تدوین حدیث	۵۸	تیسرا باب	
عہد نبوی میں کتابت حدیث		فقۂ اسلامی کا ارتقاء	۷۹-۱۱۲
پہلا دور	۵۹	فقہ کی تعریف	۷۹
دوسرا دور	۶۲	حدودِ فقہ	۷۹
تیسرا دور	۶۳	اصول فقہ	۸۰
امام مالکؒ	۶۴	۱۔ قرآن	۸۱
چوتھا دور	۶۵	۲۔ سنت	۸۵
صحاح ستہ	۶۶	۳۔ اجماع	۹۰
۱۔ صحیح بخاری	۶۷	۴۔ قیاس	۹۱
۲۔ صحیح مسلم	۶۹	مذاہب اربعہ	
۳۔ سنن ابی داؤد	۷۰	۱۔ حنفی مذہب	۹۴
۴۔ جامع ترمذی	۷۱	۲۔ مالکی مذہب	۹۸
۵۔ سنن نسائی	۷۲	۳۔ شافعی مذہب	۱۰۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۔ حنبلی مذہب	۱۰۹	عربی گرامر کے اشارات	۱۳۷-۱۴۴
کتب حوالہ	۱۱۱	سورۃ المائدہ: ترجمہ و	۱۴۵
			تا
سوالات	۱۱۲	مطالب	۴۰۹
ربع اول از پارہ اول	۱۱۳-۱۳۶	یونیورسٹی کے پرچہ جات	۴۱۰

Marfat.com

بی، اے کے طلبۂ اسلامیات (لازمی)
کے لیے

نصابِ علومِ اسلامی

پرچہ (الف) وقت تین گھنٹے کل نمبر ۷۵

۱۔ مبادیاتِ مطالعۂ قرآن و حدیث و فقہ ۱۵ نمبر

۲۔ سورۃ المائدہ کا ترجمہ و مطالب ۳۵ نمبر

۳۔ انتخابِ حدیث (مطبوعہ یونیورسٹی) ۲۵ نمبر

نوٹ:۔ جب تک انتخاب حدیث طبع نہیں ہوتی، اس کے ۲۵ نمبر سورۃ المائدہ میں شامل تصور کئے جائیں چند برس سے یہی دستور چلا آرہا ہے

پرچہ (ب) وقت تین گھنٹے کل نمبر ۷۵

۱۔ اسلام کی سیاسی اور ثقافتی تاریخ ۵۰ نمبر
(بنو امیہ اور بنو عباس)

۲۔ ربع اول از پارہ اول مع گرامر ۲۵ نمبر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

کتاب "فہم اسلام" پنجاب یونیورسٹی کے مقرر کردہ نصاب تعلیم کے مطابق بی اے کے طلبۂ اسلامی علوم (لازمی اختیاری) کے لیے تالیف کی گئی ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے: پہلا حصہ مبادیات مطالعۂ قرآن و حدیث و فقہ کو حاوی ہے۔ دوسرے حصے میں پارہ اول کا ربع اول مع ترجمہ درج ہے۔ اور حواشی میں تشریح طلب الفاظ کے معانی اور لسانی و ادبی مسائل قلمبند کئے گئے ہیں، نیز صرفی و نحوی مسائل میں رہنمائی کے لیے چند اشارات شامل کر دیے گئے ہیں۔ تیسرے حصے میں سورۃ المائدہ کا متن ترجمہ اور مطالب درج ہیں۔ مزید برآں مشکل الفاظ و تراکیب کے لسانی محاسن اور صرفی و نحوی توضیحات بھی مندرج ہیں۔ مطالب و مفہوم کے ساتھ بعض مسائل بھی زینت کتاب ہیں۔

طلبہ کے فائدہ کے لیے ہر باب کے آخر میں امتحانی طرز کے سوالات بھی درج کر دیے گئے ہیں نیز مزید معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند طلبہ کی رہنمائی کے لیے مصادر و مآخذ کی فہرست شامل کر دی گئی ہے۔

Marfat.com

ہر چند کوشش کی گئی ہے کہ بی اے کے طلبہ کے لیے ہر قسم کی ضروری اور مفید معلومات فراہم کر دی جائیں۔

امید واثق ہے کہ یہ کتاب اپنی معلومات اور افادیت کے لحاظ سے بی اے کے طلبہ کے علاوہ دین پسند اور علم دوست حضرات کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی اور ان کے لیے تسکینِ ذوق کا سامان مہیا کر سکے گی۔

حصہ تاریخ اسلام کو حذف کر دیا گیا ہے۔ تاکہ خواہ مخواہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھ جائے۔ پھر اس لیے بھی کہ اکثر طلبہ نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور اس موضوع پر بہت سی کتابیں بآسانی دستیاب ہو سکتی ہیں۔

البتہ طلبہ کو مندرجہ ذیل عنوان خاص طور پر تیار کرنے چاہئیں: امیر معاویہ بحیثیت حاکم و انسان، خلیفہ عبدالملک بن مروان کی اصلاحات، خلیفہ ولید بن عبدالملک کی فتوحات، خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی اصلاحات، بنو امیہ کے زوال کے اسباب ان کے عہد کے انتظامی امور و فوجی نظم و نسق اور مالی اصلاحات، عہد اُموی کی سیاسی، تمدنی اور علمی خصوصیات، حجاج بن یوسف کے حالاتِ زندگی اور سیرت، خلیفہ سفاح کا عہد حکومت، خلیفہ منصور کی خدماتِ استحکام سلطنت، ہارون رشید کا عہد حکومت، خلیفہ مامون اور علوم کی سرپرستی، عہد عباسی میں علوم و فنون کی ترقی، سلطان صلاح الدین کے کارنامے اور سیرت، معتزلہ، خوارج، اسمعیلی فرقہ۔ ابو مسلم خراسانی اور اس کی دعوت انقلاب، برمکی وزراء ترکی اقتدار۔ عہد عباسی میں مختلف ثقافتوں کا امتزاج۔

کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے لیے اساتذہ کرام کے مفید مشورے بصد شکریہ قبول کیے جائیں گے۔

گورنمنٹ کالج، لاہور
۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء

عبدالقیوم

Marfat.com

مبادیات مطالعۂ

قرآن و حدیث

اور

فقہ

Marfat.com

شریعت اسلام کا اولین سرچشمہ قرآن ہے۔
دوسرا اہم ماخذ حدیث و سنت نبوی ہے۔
قرآن و سنت کے بعد اجماع اور قیاس کا
درجہ ہے اور اعمالِ شرعیہ کے مسائل کا علم
فقہ کہلاتا ہے

Marfat.com

پہلا باب

مبادیات مطالعۂ قرآن

قرآن مجید وہ پاک اور مقدس کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین خاتم النبیین سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑی تھوڑی کرکے تقریباً تئیس برس کی مدت میں نازل فرمائی۔ قرآن مجید بذریعہ وحی نازل ہوا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام یہ وحی لے کر آتے تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امینؑ سے سن کر حرفاً حرفاً صحابہ کرامؓ کو سنا دیا کرتے تھے۔ اور کاتبانِ وحی قلمبند کر لیتے تھے۔

وحی

ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ قرآنِ مجید وحیِ الٰہی ہے۔ لہذا وحی کا مفہوم و مطلب جاننا ضروری ہے۔ لغت کے اعتبار سے وحی کا معنیٰ ہے پیغام دینا، اشارہ کرنا، چپکے چپکے دوسروں سے چھپا کر بات کہنا، دل میں کوئی بات ڈالنا۔

Marfat.com

قرآن مجید نے لفظِ وحی مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے۔ فرمایا:

۱۔ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیَآئِھِمْ (اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں (الانعام: ۱۲۱)

۲۔ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ (اور ہم نے موسیٰ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اس کو دودھ پلاؤ)۔ (القصص: ۷)

۳۔ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ (اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو سکھایا) (النحل: ۶۸)

پہلی آیت میں لفظ وحی بمعنی وسوسہ ڈالنا، دوسری میں بمعنی دل میں بات ڈالنا اور تیسری میں بمعنی سکھانا استعمال ہوا ہے۔ ان سب مقامات میں لفظ وحی کو چھپا کر اطلاع دینے کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد خاص وہ ذریعہ غیبی ہے۔ جس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی کو کوئی علم حاصل ہوتا ہے۔ اس میں کسی شخص کے غور و فکر کسب و نظر اور تجربہ و استدلال کو قطعاً کوئی دخل نہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور لطف و انعام ہے۔ پھر پیغام الٰہی اور احکام خداوندی بھی وحی کے مفہوم میں داخل ہیں

وحی اور الہام کا فرق

لغت میں الہام کے معنے ہیں کسی چیز کا دل میں ڈالنا چنانچہ

Marfat.com

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا (اللہ نے نفس انسانی میں بُری باتیں اور نیک باتیں ڈال دی ہیں)۔ (الشمس ۔ ۸)

الہام اور وحی دونوں کسی چیز کے معلوم کر لینے کا غیبی ذریعہ ہیں۔ لیکن الہام عام ہے۔ جو ہر شخص کو حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ ایک قسم کا احساس ہے۔ جو بھوک، پیاس، غم اور خوشی کے احساس کی طرح ہے۔ الہام نبی اور غیر نبی دونوں کو ہوتا ہے۔ مگر وحی صرف انبیاء کرامؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے لوگوں کو یہ ذریعہ غیبی حاصل نہیں ہوسکتا غیر نبی کا الہام حجت شرعی نہیں البتہ نبی کا الہام یقینی ہے۔ اور حجت شرعی ہے۔

اقسامِ وحی وحی کی مختلف صورتیں اور قسمیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ رویائے صادقہ یعنی سچے خواب کے ذریعے اللہ تعالیٰ کوئی بات بتا دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کا آغاز رویائے صادقہ سے ہوا۔ آپؐ جو خواب دیکھتے، وہ صبح کے روشن اجالے کی طرح سچ نکلتا تھا۔

۲۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ فرشتہ آپ کے دل میں بغیر نظر

Marfat.com

آئے کوئی بات ڈال دیتا تھا۔

۳۔ کبھی وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ ایک مرتبہ حارث بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپؐ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کبھی کبھی وحی میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ وحی میرے لیے سخت ہوتی ہے۔ جب وحی ختم ہو جاتی ہے۔ تو مجھے سب کچھ یاد ہو جاتا ہے۔ آپ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کو اضطراب پیدا ہو جاتا تھا۔ سخت سردی میں بھی پیشانی پسینے سے تر ہو جاتی تھی۔ ایک بھاری بوجھ محسوس ہوتا تھا۔ چہرۂ مبارک کا رنگ بدل جاتا اور سانس تیز ہو جاتا تھا۔ آپؐ اس وقت سر جھکا لیتے تھے۔

۴۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ فرشتہ انسانی شکل میں یا اپنی اصلی شکل میں خدا کا پیغام لے کر آیا۔

۵۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے براہِ راست وحی نازل فرمائی، جیسے شبِ معراج میں پانچ نمازیں فرض کیں۔ یا خدا براہِ راست کلام کرے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طورِ سینا پر۔

Marfat.com

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرشتہ خدا کا پیغام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا تھا۔ اور آپ کے قلب مطہر پر پیغام الٰہی القا کرتا تھا۔

نزولِ قرآن

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی محبوب ہو گئی۔ تو آپؐ غارِ حرا میں جاکر کچھ دن گزارتے تھے۔ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور کئی راتیں عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ جب سامان ختم ہو جاتا تو گھر واپس تشریف لاکر اور سامانِ خورد نوش لے جاتے تھے۔

اسی طرح تنہائی میں بیٹھ کر عبادت میں کئی سال گزر گئے آخر ایک دن غار میں آپ کے سامنے خدا کا فرشتہ نمودار ہو کر کہنے لگا: پڑھ۔ آپ نے فرمایا:- میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ یہ سن کر فرشتے نے آپؐ کو پکڑ کر اتنا دبایا کہ آپ تھک گئے۔ پھر فرشتے نے چھوڑ کر کہا: پڑھ۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ فرشتے نے پھر اس زور سے دبایا۔ کہ آپؐ تھک گئے۔ پھر کہا کہ پڑھ۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری مرتبہ پکڑ کر دبایا۔ اور چھوڑنے کے بعد کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ	پڑھ اپنے رب کے نام سے

Marfat.com

الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ (العلق: ۱-۵)	جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا۔ جسے وہ نہیں جانتا۔

یہ پہلی وحی تھی جو آپؐ پر نازل ہوئی۔ اس وقت آپؐ کی عمر چالیس برس تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وحی کے بعد گھر واپس تشریف لائے۔ چونکہ زندگی میں یہ پہلا تجربہ تھا، اور امت کی تعلیم اور اسلام کی تبلیغ کا بارِ عظیم آپؐ پر ڈال دیا گیا تھا، اس لیے آپؐ ڈر گئے، قلبِ مبارک لرز گیا۔ اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: مجھے کمبل اُڑھا دو انہوں نے کمبل اُڑھا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خوف وہراس اور دہشت کی حالت جاتی رہی اور ذرا سکون ہوا۔ تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے سارا ماجرا بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلّی دی۔ اور کہا خدا آپؐ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ محتاجوں اور بیکسوں کے کام آتے ہیں۔ حق معاملات میں غریبوں کی امداد فرماتے ہیں۔ مہمانوں کی

Marfat.com

عزت اور خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ مصیبت میں غیروں کے کام آتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل بوڑھا ہو چکا تھا، عیسائی مذہب رکھتا تھا۔ انجیل اور توریت کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے سارا ماجرا سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے۔ جو اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ پھر کہا کہ اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب قوم آپ کو وطن سے نکال دے گی۔

اس کے بعد وحی کا آنا کچھ دنوں کے لیے بند ہو گیا۔ اسے اصطلاح میں فترتِ وحی کہتے ہیں۔ وحی کے رُک جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج و ملال ہوا۔ جب دوبارہ وحی کا آنا شروع ہوا۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں :-

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ (الایۃ) (المدثر : ۱ - ۵)	اے کملی والے! اٹھ اور لوگوں کو متنبہ کر۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔

اس کے بعد وحی کا سلسلہ وصال تک برابر جاری رہا۔

قرآن مجید وحی الٰہی ہے فرمایا:-

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورہ نجم ۳، ۴)	یعنی نبی کریمؐ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ آپ تو وحی الٰہی سناتے ہیں۔

Marfat.com

ابتدا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی کے وقت اپنے لب مبارک کو جلدی جلدی حرکت دیتے تھے۔ تاکہ کہیں کوئی چیز رہ نہ جائے۔ اس موقع پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۔ (القیامۃ ۱۶، ۱۷)	آپ اپنی زبان کو قرآن سیکھنے کے لیے جلدی جلدی حرکت نہ دیں بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارا ذمہ ہے۔

اس آیت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت ہوگئی۔ کہ جب جبریلؑ آتے تو آپؐ بالکل خاموش ہوکر سنتے تھے۔ جبریلؑ کے چلے جانے کے بعد آپؐ اس وحی کو اسی طرح پڑھتے تھے۔ جس طرح روح القدس سے سنا تھا۔

آپؐ کی آخری عمر میں وحی بکثرت نازل ہونے لگی۔

پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ کہ آغازِ نبوت میں آپؐ فرشتۂ وحی کو دیکھ کر ہراساں اور خوفزدہ ہو جاتے تھے۔ لیکن جب مانوس ہوگئے۔ تو شوقِ ملاقات کا یہ عالم تھا۔ کہ ذرا تاخیر ہو جانے سے آپؐ بے چین اور مضطرب ہو جاتے تھے۔

فرشتۂ وحی کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ صبح ہو یا شام، دن ہو یا رات، سفر ہو یا حضر، جب حکمِ الٰہی ہوتا، حضرت جبریلؑ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر خدا کا پیغام پہنچا

Marfat.com

دیتے تھے۔

ماہ رمضان میں جبرئیل روزانہ حاضر ہوتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرآن مجید سنتے اور آپ کو سناتے تھے۔

قرآن مجید کے نزول کی کل مدت تقریباً تیئس سال ہے اس میں سے بارہ برس کے قریب مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے گزرے اور باقی مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد۔

قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کی شہادت خود قرآن مجید میں موجود ہے فرمایا:

۱۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:۱)	بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا
۲۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (الدخان:۳)	بے شبہ ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا
۳۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا (الدھر:۲۳)	تحقیق ہم نے قرآن مجید آپ پر ٹھیر ٹھیر کر اتارا ہے
۴۔ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى (طٰہٰ:۴)	یہ قرآن مجید اس ذات کی طرف سے اترا ہے۔ جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔
۵۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا	بلاشبہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف

Marfat.com

رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (السجدۃ ۳۲-۲)	نازل ہوئی ہے۔ جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔

مختصر یہ کہ نزولِ قرآن کے ضمن میں مندرجہ ذیل چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔

۲۔ حضرت جبریلؑ اسے لے کر نازل ہوئے۔

۳۔ یہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا

۴۔ قرآن مجید مع عربی الفاظ وحی الٰہی ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا۔ (۱۲:۲) ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (۴۳:۳) دوسری جگہ فرمایا۔ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ۔ (۲۶:۱۹۵) صاف عربی زبان میں ہے۔

جمع و تدوین القرآن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا۔ کہ جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو صحابہ کرام کو حرفاً حرفاً سنا دیتے تھے۔ بعض لوگ اسے زبانی یاد کر لیتے تھے۔ اور قرآن مجید نے انہی حفاظ قرآن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (العنکبوت ۴۹) یعنی یہ قرآن مجید روشن آیات کا مجموعہ ہے۔ جو علم والوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ عہد نبویؐ اور عصر صحابہؓ میں ان حفاظ کو قرّاء بھی کہتے تھے۔

Marfat.com

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو محفوظ کرنے کے لیے چند لکھنے والے مقرر فرما رکھے تھے۔ یہ لوگ کاتبانِ وحی کہلاتے تھے۔ جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو آپؐ کاتبان وحی کو فوراً لکھوا دیتے تھے ساتھ یہ بھی فرما دیتے کہ اس کو فلاں سورت میں فلاں مقام پر رکھا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب عہد نبوی میں بحکم الٰہی عمل میں آچکی تھی۔

مکّے میں وحی لکھنے کا کام حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے سپرد تھا۔ مدینے پہنچ کر ان کاتبان وحی کے علاوہ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت زبیر بن عوّامؓ بھی شامل کر لیے گئے۔ یہ لوگ تو بارگاہِ نبوی کی طرف سے وحی لکھنے پر مامور تھے۔

ان حضرات کے علاوہ کئی صحابیؓ ایسے تھے۔ جنہوں نے اپنے طور پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بنؓ عاص کہتے ہیں۔ کہ میں نے عہد نبوی میں سارا قرآن مجید جمع کیا تھا۔ اور رات بھر پڑھتا رہتا تھا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ میں ختم کرنے کا حکم دیا (مسند احمد و سنن نسائی)۔

خود قرآن مجید میں اس بات کی شہادت موجود ہے کہ

Marfat.com

یہ قرآن کتابی صورت میں موجود ہے۔ فرمایا:

۱۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں)۔ البقرۃ ۲:۲

۲۔ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ (یہ لکھی ہوئی کتاب ہے)۔ الطور: ۲

۳۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (یہ قرآن عزت والا ہے۔ محفوظ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ اس کو پاک لوگ (صحابہ کاتبانِ وحی) ہاتھ لگاتے ہیں)۔ (الواقعۃ: ۷۷۔۷۹۔

۴۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (یہ قرآن مجید (لکھا جاتا ہے) کاندھے کی چوڑی چوڑی ہڈیوں پر جو حفاظت سے رکھی جاتی ہیں)۔ البروج: ۲۱، ۲۲

۵۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (حضرت رسولِ خدا نوشتۂ پاک کی تلاوت فرماتے ہیں) البیّنۃ: ۲۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے آیت مذکورہ میں خبر دی ہے کہ قرآنِ مجید صحیفوں میں لکھا ہوا جمع ہے۔

عہدِ نبوی میں قرآن مجید کی کتابت اور جمع کا ثبوت اس آیت سے بھی ملتا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (القیٰمۃ: ۱۷) تحقیق قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے

Marfat.com

ذمہ ہے۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کی بہن کے گھر میں جو قرآن مجید پڑھا جا رہا تھا۔ وہ بھی لکھا ہوا ہی تھا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے۔ کہ قرآن مجید زمانۂ نزول میں سرکاری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ہدایت سے لکھا جاتا تھا۔ اور بہت سے لوگ پڑھنے کے لیے اپنے طور پر بھی لکھ لیتے تھے۔ بعض کے پاس پورا قرآن لکھا ہوا موجود تھا اور بعض کے پاس قرآن کا کچھ حصہ۔

امام قرطبی کا قول ہے۔ کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ کہ صحابہؓ میں سے اُبَیّ بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، زید بن ثابتؓ اور ابو زیدؓ نے پورا قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر جمع کیا تھا۔ کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا۔ اور کچھ دوسروں سے؎

عہدِ ابوبکرؓ میں حفاظتِ قرآن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت کا ذکر ہے۔ کہ جنگِ یمامہ میں بہت سے حُفّاظِ قرآن شہید ہوگئے تھے حضرت فاروقؓ نے سوچا کہ اگر دوسرے معرکوں میں بھی حُفّاظ اسی طرح شہید ہونے لگے۔ تو پھر قرآن مجید کی حفاظت

Marfat.com

مخدوش ہو جانے کا احتمال ہے۔آپ نے بڑے غور و خوض کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس بات کا ذکر کیا کہ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظِ قرآن نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔اگر دوسری لڑائیوں میں بھی حفاظ اسی رفتار سے شہید ہوئے۔ تو قرآن مجید کے کچھ حصے ضائع ہو جانے کا خدشہ ہے

حضرت ابوبکرؓ نے بحث و تمحیص کے بعد حضرت زید بن ثابتؓ کو بلا کر حکم دیا کہ ان حالات اور وجوہات کے پیش نظر قرآن مجید کی حفاظت کا اہتمام کرو۔ حضرت زیدؓ کچھ تامل کے بعد جمع و حفاظت کی تدبیر سوچنے لگے۔

یہ بات تو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ پورا قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا ہوا موجود تھا البتہ وہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا۔یعنی کچھ حصہ چمڑے کے ٹکڑوں پر، کچھ پتھر کی سلوں پر، کچھ کھجور کی چھال پر اور کچھ چوڑی چوڑی ہڈیوں (لوح) پر۔اب خدشہ یہ تھا۔ کہ اگر سارے حفاظ شہید ہو گئے۔تو پھر ترتیب و تدوین میں رد و بدل کا جائزہ لینے والا کوئی نہ رہے گا۔حفاظت قرآن کے پیش نظر ضروری تھا کہ ان مختلف ٹکڑوں کو عہد نبوی کی تدوین و ترتیب کے مطابق حفاظِ قرآن کی مدد سے یکجا کر دیا جائے۔تاکہ کسی قسم کے رد و بدل کا احتمال باقی نہ رہے

Marfat.com

چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ نے خلیفۂ وقت حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے صرف اتنا کام کیا، کہ قرآن مجید کو جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا، حفاظ کے حافظے سے ازسرِنو مقابلہ کرکے یکجا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مقابلے اور تصحیح کے اصولوں کے پیشِ نظر لوگوں کو حکم دیا تھا۔ کہ جس جس شخص کے پاس جتنا جتنا قرآن مجید لکھا ہوا موجود ہو وہ حضرت زیدؓ کی خدمت میں پیش کرے۔ نیز تمام حفاظ کو حکم دیا۔ کہ جس شخص کو جتنا قرآن مجید حفظ ہو وہ آکر تصحیح اور مقابلے میں مدد دے۔

اس طرح زید بن ثابتؓ نے قرآن مجید کو متفرق اجزا سے حفاظِ قرآن کی مدد سے اوراق پر لکھ کر یکجا کر دیا اور ترتیب وہی رکھی جو عہد نبوی میں موجود تھی۔ موجودہ ترتیب بھی وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ اسی ترتیب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال جبریلؑ کے ساتھ مل کر دورہ کرتے تھے۔ اور جس سال وصال ہوا، آپؐ نے روح الامین حضرت جبریلؑ کے ساتھ مل کر دو مرتبہ قرآن مجید کو دہرایا۔ صحابہ کرامؓ روزانہ اسی ترتیب کے ساتھ تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کے مقابلے اور تصحیح کے بعد

Marfat.com

اوراق پر لکھا ہوا نسخہ قرآن حضرت ابو بکرؓ کے پاس رکھ دیا گیا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔ جب حضرت فاروق اعظم نے وفات پائی تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حفصہؓ کی حفاظت میں رکھ دیا گیا۔

حافظ ابن حزم اندلسی نے کتاب الفصل فی الملل والنحل (جلد ۲ ص ۸۰) میں رقم کیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت مصر، شام اور عراق و یمن کے ملکوں میں قرآن مجید کے ایک لاکھ نسخے موجود تھے۔

مُصحفِ عثمانؓ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بھی حفاظتِ قرآن کی ضرورت پیش آئی۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ عہد عثمانیؓ کے ایک سپہ سالار حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے آذر بیجان میں لشکر کشی کرتے ہوئے دیکھا۔ کہ مسلمانوں میں تلاوت قرآن مجید میں اختلاف ہے انہوں نے واپسی پر حضرت سعیدؓ بن عاص سے اس اختلافِ قراءت کا ذکر کرتے ہوئے بڑی تشویش کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ اہل حمص یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید حضرت مقداد بن اسودؓ سے سیکھا ہے اس لیے ان کی قراءت سب سے بہتر ہے۔ اسی طرح اہل دمشق، اہل کوفہ، اہل بصرہ اور دوسرے علاقوں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان میں سے ہر ایک کی قراءتِ قرآن دوسروں سے

Marfat.com

بہتر ہے۔

پھر حضرت حذیفہؓ نے امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارے حالات بیان کیے اور عرض کیا کہ یہ وقت ہے۔ کہ اس بات کا انتظام کر لیا جائے۔ اگر بر وقت اس معاملے کو نہ سمیٹا گیا تو ڈر ہے کہ بات ہمیشہ کے لیے بگڑ جائے گی اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ سرکاری نسخہ شائع کر دیا جائے۔

یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور انہیں حالات سے آگاہ کرتے ہوئے مشورہ طلب کیا۔ وہ سب حضرت حذیفہؓ کے ہم خیال تھے۔ کہ اس اختلاف قراءت کے روکنے کے لیے ایک سرکاری مصدّقہ نسخہ جاری کرنا ضروری ہے

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ والا نسخہ قرآن ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے منگوا کر اس کی کئی نقلیں کرائیں اور ان نسخوں کو سارے عالم اسلامی میں پھیلا دیا۔ اس نقل نویسی کے کام کے لیے حضرت زید بن ثابتؓ کو منتخب کیا گیا۔ اور ان کی اعانت کے لیے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن عاصؓ، حضرت عبدالرحمن بن ہشامؓ کو مقرر کر دیا گیا۔ اور ساتھ ہی حکم دیا کہ ہر اختلافی رسم الخط کو قریش کے رسم الخط میں لکھ دیا جائے۔

اب دو چیزیں وضاحت طلب ہیں، ایک تو حفاظت قرآن کے

Marfat.com

سلسلے میں حضرت زید بن ثابتؓ کا انتخاب اور دوسرے اختلاف قراءت۔

حضرت زید بن ثابتؓ کو اس کام کے لیے کیوں منتخب کیا گیا جب کہ اکابر صحابہؓ اور بالخصوص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ موجود تھے؛ اس کی وجہ یہ تھی جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جمع قرآن کے لیے مقرر کرتے وقت فرمایا تھا: تم نوجوان، سمجھ دار اور عقلمند ہو۔ ہمیں تم پر اعتماد ہے۔ تم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ خوب محنت اور تحقیق و تلاش سے یہ کام انجام دو۔

اس ترجیح کے بارے میں قرطبی کی رائے یہ ہے۔ کہ حضرت زیدؓ کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نسبت قرآن زیادہ یاد تھا۔ حضرت زیدؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں سارا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ اور حضرت عبداللہؓ کو تقریباً ستر سورتیں یاد تھیں۔

علاوہ ازیں جب حضرت زیدؓ کا لکھا ہوا قرآن مجید جبریلؑ کے سامنے رکھا گیا۔ تو وہ خود بھی موجود تھے۔ اور آخری دورۂ قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریلؑ کے ساتھ شریک تھے یہ وہ شرف تھا۔ جو کسی دوسرے صحابی کے حصے میں نہیں آیا۔

اسی تجربے اور فضیلت کی بنا پر حضرت عثمانؓ نے بھی

Marfat.com

حضرت زید بن ثابتؓ کو اس کام کے لیے منتخب فرمایا۔

عہد صدیقیؓ میں تو حفاظت اور جمع قرآن کا مقصد یہ تھا کہ قرآن مجید کو بر وقت ایک جگہ اوراق میں لکھ دیا جائے تاکہ آئندہ کے لیے کسی حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ عہد عثمانی میں جمع اور حفاظت قرآن سے یہ مقصد تھا۔ کہ عوام مختلف قراءتیں چھوڑ کر تلاوت کے وقت ایک ہی قراءت اختیار کریں۔

عربوں کے مختلف قبیلوں میں ایک ہی لفظ مختلف طریق سے بولا جاتا تھا۔ قبائل کے لب و لہجہ کا اختلاف قرآن مجید کی قراءت پر بھی اثر انداز ہوا۔ جیسے بعض قبیلے نَسْتَعِيْنُ پڑھتے تھے اور بعض نِسْتَعِیْنُ بعض نَسْمَعُ اور بعض نِسْمَعُ اور کوئی قبیلہ حَتّٰی کو عَتّٰی کہتا تھا۔ پھر طرز تحریر اور رسم الخط سب کے جدا تھے اس وجہ سے قراءتیں مختلف ہو جاتی تھیں۔ لیکن یہ اختلاف قراءت معانی پر اثر انداز نہیں ہوتا تھا۔ مفہوم و مطلب وہی رہتا اس کے علاوہ اختلافِ قراءت کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ عجمیوں اور عربوں کا اختلاط اور میل جول بڑھنے سے لب و لہجہ پر اثر پڑا۔ پھر عجمیوں کی قراءت بھی تسلی بخش نہ تھی۔ یہ اختلاف قراءت تبدیلی اور تحریف کا پہلا زینہ بن سکتا تھا۔ بقول حافظ ابن اثیر اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے حضرت عثمانؓ نے اپنی

Marfat.com

خلافت میں ایک رسم الخط اور ایک قراءت پر سب کو جمع کر دیا

حضرت عثمانؓ کا امت اسلامیہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے عہد نبوی کی جمع و ترتیب کے مطابق نسخۂ قرآن کو حضرت حفصہؓ سے حاصل کر کے اس کی بہت سی نقلیں کرائیں اور ان نقلوں کو سلطنت کے اطراف و اکناف میں بھیج دیا۔ حضرت عثمانؓ جامع قرآن نہیں۔ جامع قرآن تو خدائے رحمان ہے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ والے نسخۂ قرآن کی نقلیں کرا کے ملک کے مختلف حصوں میں نشر کردیں۔ حضرت حفصہؓ کے پاس وہی نسخہ تھا۔ جو عہد صدیقی میں عہد نبوی کی ترتیب کے مطابق نقل کیا گیا تھا۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ کے نسخہ قرآن کی اس نقل کو مصحفِ عثمانؓ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ آج تک وہی رسم الخط چلا آتا ہے جو اس وقت استعمال ہوا۔

ابتداء میں حروف پر نہ کوئی نقطہ ہوتا تھا۔ اور نہ زبر، زیر، اور پیش۔ عرب محاورے اور تواتر سے پڑھ لیتے تھے اور اہلِ عجم سماعت کے سہارے۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نقطوں اور اعراب کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ عراق کے اُموی والی حجاج بن یوسف (متوفی ۹۵ھ) نے قراءت اور تلاوت کی سہولت اور صحت کے پیش نظر نقطے اور اعراب لگا دیے۔ تاکہ ب، ت اور

Marfat.com

ث، ج اور خ ہیں۔ تمیز ہو سکے۔ اور اعراب میں غلطی کا امکان نہ رہے۔

ترتیب قرآن قرآن مجید کی موجودہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حکم الہی سے عمل میں آچکی تھی۔ قرآن مجید کی ہر سورت، ہر سورت کا نام، ہر سورت کی ترتیب، پھر سارے قرآن کی ترتیب، خدا کے منشا اور حکم کے مطابق ہے۔ اور یہی مفہوم ہے۔ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَهٗ کا (یعنی جمع قرآن خدا کے ذمے ہے) جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو آپؐ کاتبانِ وحی کو ہدایت فرماتے۔ کہ اس کو لکھ کر فلاں جگہ اور مقام پر رکھ دو۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ ہم آیتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لکھتا اور رکھتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب آیت وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡهِ اِلَی اللّٰهِ (الآیة) نازل ہوئی تو جبریلؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ کہ اس آیت کو سورہ بقرہ کی ۲۸۰ آیت کے بعد لکھوایے۔ چنانچہ آج بھی قرآن میں یہ آیت ۲۸۱ نمبر میں ملتی ہے۔

اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورتوں اور آیتوں کی ترتیب کے ساتھ آیتوں کی تعداد بھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کے ذہن میں موجود تھی۔ اور تمام سورتیں آیات کے اعتبار سے مرتب ہو چکی تھیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے۔کہ سورتوں کے آغاز میں بسم اللہ بھی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ اور یہ کہ سورتوں کا آغاز اور اختتام حکم ربانی کے مطابق ہے، اجتہادی نہیں۔سوائے سورہ التوبۃ کے سب سورتیں بسم اللہ سے شروع ہوتی ہیں۔

حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے۔کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن مجید کو پرزوں اور ٹکڑوں سے تالیف اور جمع کیا کرتے تھے۔

مولانا بحرالعلوم شرح مسلم (جزء ۲، صفحہ ۱ طبع مصر) میں تحریر فرماتے ہیں۔کہ جس ترتیب سے آج قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، یہ وہی ترتیب ہے۔جس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ہر سورت کا نام الگ الگ ہے۔بعض سورتیں بڑی لمبی ہیں، بعض متوسط اور بعض چھوٹی ان کو علی الترتیب مُطَوَّل، مفصل اور مختصر کہتے ہیں۔بعض سورتیں مکے یا اس کے قرب و جوار میں نازل ہوئیں، ان کو مکی سورتیں کہتے ہیں، بعض مدینے میں یا اس کے آس پاس اتریں، یہ سورتیں مدنی

Marfat.com

کہلاتی ہیں ۔ قرآن مجید کی ترتیب میں مکی اور مدنی سورتیں ملی جلی ہیں ۔ ابتداء میں لمبی سورتیں ہیں اور بعد میں چھوٹی ۔ بہرحال یہ ترتیب حکمِ الٰہی سے عمل میں آئی تھی۔

مکی سورتوں میں توحید، رسالت، حیات بعد الموت، حشر نشر، قیامت وغیرہ مضامین پیش کیئے گئے ہیں۔ مگر مدنی سورتوں میں اجتماعی اقتصادی اور سیاسی مسائل سے بحث کی گئی، اصول جہانبانی و سیاست کاری کو بیان کیا گیا ہے ۔ جہاد اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب بتائے گئے ہیں ۔ اسی طرح مکی سورتوں کی زبان زیادہ پُر شکوہ اور شاندار ہے لیکن مدنی سورتوں کی زبان ذرا سادہ اور آسان ہے۔

قرآن مجید کی سات منزلیں ان لوگوں کے لیے ہیں، جو سات دن میں ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ اکثر صحابہؓ سات دن میں ختم کرلیتے تھے ۔ مہینے میں ختم کرنے کی غرض سے تیس پارے ہیں ہر ہر پارہ چار حصّوں میں منقسم ہے ۔ ربع، نصف، ثلث ۔ پھر چند آیتوں کا ایک موضوع رکوع کہلاتا ہے ۔

اہمیت قرآن قرآن مجید کی بڑی اہمیت تو یہ ہے کہ یہ خدا کی آخری کتاب اور آخری پیغام ہے اس میں بنی نوع انسان کی رُشد و ہدایت کا پورا نظام اور طریق کار درج ہے ۔ اس کتابِ ہُدیٰ میں نسلِ انسانی کے تمام

Marfat.com

مسائل حیات موجود ہیں۔اور اہمیت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔کہ قرآن مجید اسلامی شریعت کا اولین اور اہم سرچشمہ ہے۔

قرآنِ مجید اپنے پیغام، اپنی زبان، اپنے اسلوب بیان اورطرزِ استدلال کے لحاظ سے بے نظیر کتاب ہے۔اس کا پیغام انقلاب آفریں ہے۔اس کی زبان اتنی شیریں اور فصیح ہے کہ اس کی نثر پر شاعری سو جان سے قربان ہے۔اس کا اسلوب بیان اور طرز استدلال اتنا اچھوتا ہے۔کہ دنیا اس کا جواب پیش کرنے سے قاصر و عاجز رہ گئی۔

قرآن مجید نے تمام اجتماعی مسائل کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔جہان بانی اور سیاست کاری کے نئے اصول بتائے۔ایسا اقتصادی نظام وضع کیا۔کہ امیر بھی خوش ہے ۔ اور فقیر بھی خوش۔

قرآن مجید پیغام رحمت ہے، رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، قوموں کی کامیابی اور فلاح کا ضامن ہے۔ افراد کی آزادی اور کامرانی کا کفیل ہے ۔امن و سلامتی کا علمبردار ہے۔قرآن مجید حریت و مساوات کا داعی ہے۔اس نے کالے اور گورے کے اختلاف کو یک قلم مٹا کر شرافت اور بزرگی کا معیار ذاتی عمل اور انفرادی سیرت و کردار قرار دیا۔ یہ نیکی اوردینداری

Marfat.com

کا مبلغ ہے، قرآن مجید نے افراد و اقوام کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا

قرآن مجید علم و حکمت اور معرفت و دانش کی کتاب ہے۔ اس میں فلسفۂ الہیات بھی ہے۔ اور قوموں کے عروج و زوال کی داستان بھی۔ اس کا موضوع اسرار حیات بھی ہے۔ اور رموز کائنات بھی۔

قرآن مجید کا مطالعہ اس لیے بھی اہم ہے۔ کہ اس میں اعمالِ عبادات، اخلاق و معاملات، اور تدبیر منزل و سیاست مدینہ کے متعلق خاص نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب ہدیٰ میں زمین و آسمان کی تخلیق اور پیدائش انسانی سے بحث کی گئی ہے۔ وعظ و ارشاد کے ساتھ انبیاء کرام اور گذشتہ قوموں کے قصّے بیان کرکے بنی نوع انسان کے لیے سامانِ عبرت و موعظت مہیا کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ کی ایک اہمیت یہ بھی ہے۔ کہ اس کی بدولت بے شمار علوم معرضِ وجود میں آئے اور عربی زبان کا دامن علم و ادب اور حکمت و دانش سے بھر گیا۔ مطالعہ قرآن نے تاریخ اقوامِ عالم کا شوق پیدا کیا۔ نیز اسی کی بدولت علمِ تفسیر، علمِ فقہ، علمِ نحو، علمِ لغت، علمِ کلام، علمِ بلاغت، اور فلسفہ و ادب نے جنم لیا۔

قرآن مجید کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔ کہ اس کی تلاوت موجبِ ثواب اور باعث برکت و سعادت ہے۔

Marfat.com

اِعجازِ قرآن مسلمانوں کے تمام فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے جس کا جواب نہیں۔ قرآن مجید کا لاثانی اور لاجواب ہونا ہی اعجازِ قرآن کہلاتا ہے۔

ایک طرف تو قرآن مجید کے الفاظ، اندازِ بیان اور فصاحت و بلاغت میں اعجاز ہے۔ اور دوسری طرف قرآن مجید حکمت و موعظت پند و نصائح، تعلیم و ہدایت، اوامر و نواہی، رُشد و رہنمائی، تزکیۂ نفوس اور تطہیر قلوب کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے زورِ بیان، صنائع و بدائع، مجازات، ضرب الامثال، اقسام، حقائق و قصص، علوم و معارف، افکار و خیالات، تعلیم و تبلیغ، دعوت و تذکیر، تزکیۂ نفوس اور ذخیرہ معلومات نے دنیا سے اعجاز قرآن کا لوہا منوا لیا ہے۔

غرضکہ قرآن مجید اپنے اسلوب اور پیغام کے لحاظ سے بے نظیر کتاب ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور انسان اس جیسی کتاب پیش کرنے سے بالکل عاجز اور قاصر ہے۔ قرآن مجید نے منکرین کو چیلنج دیا۔ کہ قرآن مجید سے زیادہ ہدایت دینے والی کتاب خدا کے ہاں سے لے آؤ، فرمایا۔

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ أَهْدٰى مِنْهُمَا	(اے نبیؐ!) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن اور تورات سے

Marfat.com

اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
(القصص ۲۸ : ۴۹)

بڑھ کر ہدایت کرنے والی کوئی کتاب خدا کے ہاں سے لا دو، میں اس کا پیرو بننے کے لیے تیار ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا کہ اگر سارے انسان اور جن مل کر قرآن جیسی کتاب پیش کرنا چاہیں۔ تو بھی کر نہیں سکیں گے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝
(بنی اسرائیل ۱۷: ۸۸)

(اے نبیؐ) آپ کہدیں کہ اگر انسان اور جن اس قرآن کا مثل لانے پر جمع ہو جائیں۔ تو مل کر بھی اس جیسی کتاب پیش نہیں کر سکتے۔

جب دیکھا کہ پوری کتاب تو لانے سے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن جیسی دس سورتیں ہی بنا لاؤ۔ اور خدا کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو جمع کر لو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (هود ۱۱: ۱۳)

(اے نبی) کہدو کہ اگر تم سچے تو قرآن مجید کی دس سورتوں جیسی سورتیں بنا لاؤ اور خدا کے سوا جسے جمع کر سکو کر لو۔

جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ یہ لوگ دس سورتیں بھی نہیں

Marfat.com

بنا سکتے تو اتمام حجت کے طور پر انہیں دعوت دی۔ کہ اگر ہو سکے تو ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ فرمایا:

(۱) قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (یونس ۱۰: ۳۸)

(اے نبی) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ اور امداد کے لیے خدا کے سوا جسے بلا سکتے ہو۔ بلا لو

(۲) إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (بقرۃ ۲: ۲۳)

اگر تمہیں اس قرآن کے بارے میں کوئی شک ہے۔ جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس جیسی کوئی سورت تو بنا لاؤ۔ اور خدا کے سوا اپنے گواہوں کو بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو

قرآن نے ساتھ ہی پیشن گوئی فرما دی کہ تم سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ اور ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ اور تاریخ گواہی دیتی ہے۔ کہ آج تک قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی نے جرأت نہیں کی۔

مضامین قرآن کا تعارف

قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بڑی طویل ہے یہاں صرف بطور تعارف چند اہم مضامین کی جانب توجہ منعطف کرانا مقصود ہے۔

Marfat.com

قرآنِ مجید نے خدا تعالیٰ کی توحید پر بڑا زور دیا ہے۔ مختلف طریقوں سے لوگوں کو یہ سمجھایا گیا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ سب کا خالق ہے۔ زمین اور آسمان، سمندر اور پہاڑ، حیوانات، نباتات اور جمادات سب اسی نے پیدا کئے ہیں۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہی ہوا چلاتا ہے۔ وہی اولاد دیتا ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے، وہی پھل پھول پیدا کر دیتا ہے۔ سورج، چاند، ستارے دریا پہاڑ سب اسی نے بنائے ہیں۔

قرآن مجید مقصدِ حیات سے بحث کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ دنیا کی یہ زندگی یہیں ختم نہیں ہو جاتی، بلکہ موت کے بعد ایک دوسری زندگی ہے۔ عالمِ برزخ، قیامت، عالمِ حشر، یوم حساب، جزا، سزا، بہشت اور دوزخ کے متعلق قرآن مجید کا ایک خاص نظریہ ہے

ایمانیات بھی قرآن مجید کا ایک اہم مضمون ہے خدا کے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں، یوم آخرت اور جزا و سزا پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کا انکار کفر ہے۔

قرآن مجید میں عبادات یعنی نماز، روزہ، حج اور زکاۃ سے متعلق احکام اور ہدایات موجود ہیں۔ قرآن مجید میں معاملات یعنی نکاح طلاق، میراث، تجارت و کاروبار، لین دین، جہاد، تقسیم مالِ غنیمت و

Marfat.com

صدقات اور مختلف جرموں کی سزا کے بارے میں بھی پوری تفصیلات درج ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید اخلاق و آداب کا ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ نسخۂ کیمیا روحانیت اور اُنس و محبت، مسئلہ گناہ اور توبہ حقوقِ والدین، حقوق زوجین، حقوق رعایا و حاکم، حقوق حکمران و شہریت عدل و انصاف، ایفائے عہد، صدق و امانت، صبر و تحمل، اعتدال، اور بخل و فضول خرچی کے متعلق بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی فرماتا ہے۔

قرآن مجید نے انبیاء کرامؑ کے قصے بیان کرکے اولادِ آدم کے لیے عبرت و موعظت کا سامان مہیا کیا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی قرآن مجید کا خاص موضوع ہے۔

قرآن مجید نیکی کی دعوت دیتا اور برائی سے روکتا ہے قرآن مجید لوگوں کو صراطِ مستقیم اور جادۂ اِعتدال پر گامزن ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید گناہگاروں کے لیے پیغام رحمت ہے اور شکستہ دل لوگوں کے لیے باعثِ تسکین۔

قرآن مجید کا اسلوبِ بیان نہایت واضح، نہایت شستہ اور مہذب ہے۔

Marfat.com

ترجمہ و تفسیر کا مفہوم

تفسیر کے لفظی معنی کھول کر بیان کرنا ہے۔ امام راغب اصفہانی کہتے ہیں۔ کہ تفسیر کا اطلاق الفاظ و مفرداتِ کلام پر ہوتا ہے۔ ابوطالب الثعلبی کے نزدیک تفسیر کے معنی لفظ کی وضع کا بیان کر دینا ہے خواہ وہ حقیقت ہو یا مجاز، مثلاً صراط کے معنے راستہ، کفرؔ کے معنے انکار اور صیّب کے معنے بارش۔ بعض لوگوں کے نزدیک تفسیر کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو چیز قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اور صحیح حدیث میں اس کی تعیین کر دی گئی ہے، اسے ظاہر کر دیا جائے۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ تفسیر ظاہر کے لیے یہ ضروری ہے۔ کہ آدمی کو عربی ادب میں پوری مہارت اور دسترس ہو اسی طرح حدیث میں کافی دستگاہ رکھتا ہو۔ اس سے اس میں اس بات کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ موارد کلام کو سمجھ سکے۔ اور قرآن مجید کی آیات سے صحیح طریقہ پر استنباط کر سکے۔

تفسیر کے ساتھ ایک دوسری چیز "تاویل" ہے۔ تاویل کے معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں۔ نیز تاویل کا مفہوم کلام کی سیاست سے واقفیت ہے۔ تاویل کا اطلاق جملوں اور معانی پر ہے۔ نیز تاویل کا مطلب ہے۔ باطنِ لفظ کی تفسیر کرنا علامہ بغوی کے نزدیک تاویل سے مراد ہے۔ آیت کا ایک ایسے معنے کی طرف

Marfat.com

لوٹا دینا جو سیاق و سباق کے موافق ہو۔ اور وہ معنے کتاب و سنت کے خلاف نہ ہوں۔ اور ایسے معنے پیدا کرنا استنباط کی غرض سے ہوگا۔

مفتی محمد عبدہٗ مصری کے نزدیک تفسیر کا ادنےٰ مرتبہ یہ ہے۔ کہ اجمالاً وہ چیز بیان کر دی جائے۔ جو قلب کو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے تقدس و پاکیزگی سے پر کردے اور نفس کو شر سے روک کر خیر کی طرف لے آئے۔ اور یہی مقصد ہے قرآن مجید کے آسان ہونے کا۔

اس کے علاوہ تفسیر کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے۔ کہ آدمی میں عربی ادب، حدیث و سنت، تدبر و تفکر اور احکام قرآن میں بصیرت و فہم بدرجۂ کمال موجود ہو۔

قرآن مجید کے سہل ہونے کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اس کی تعلیمات آسان ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا بھی دشوار نہیں۔ قرآن عموماً ایسی باتیں بتاتا ہے۔ جو عالم و جاہل اور عربی و عجمی بآسانی سمجھ سکتا اور ان پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ مثلاً نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکاۃ دو، حج کرو، والدین کی فرمانبرداری کرو، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو، وعدہ پورا کرو، بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرو، جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو، شراب نہ پیو، وغیرہ

پرانے بزرگان دین کا طریقہ تفسیر یہ تھا۔ کہ پہلے قرآن مجید

Marfat.com

کو قرآن کی مدد سے سمجھتے، اس کے بعد کوئی مشکل باقی رہ جاتی تو اس کا حل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال میں تلاش کرتے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی چیز تشریح طلب رہ جاتی تو اس کے لیے صحابہ کرامؓ کے فہم و تدبر اور قول و عمل کو ترجیح دیتے تھے۔

مشہور تفاسیر

قرآن مجید کی تفسیر کی ابتدا عہد نبوی میں ہو چکی تھی۔ جب صحابہ کرامؓ کو کوئی آیت سمجھ میں نہ آتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھ لیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت اُبَیّ بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ قرآن فہمی اور تفسیر کے لیے بڑے مشہور تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے تو بڑا نام پیدا کیا۔ حضرت ابن عباسؓ کے تفسیری نکات کا کچھ حصہ "مسائل نافع بن الازرق" کے نام سے محمد فؤاد عبدالباقی نے "معجم غریب القرآن" کے آخر میں شامل کر دیا ہے۔ ابتدائی تفسیر کے نشانات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

اُس دور کی تفسیر کا خاص پہلو یہ تھا۔ کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول روایت کرتے، پھر فہم

Marfat.com

قرآن میں اپنا اجتہاد بیان کرتے اور اس میں تشریح الفاظ کے لیے عربی ادب اور جاہلی شاعری پر انحصار تھا۔ سب سے آخر میں اسرائیلی روایات بھی شامل کر لیتے تھے۔

صحابۂ کرامؓ کے بعد تابعین کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں مجاہدؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، عکرمہ (مولیٰ ابن عباس) اور سعید بن جبیرؒ خاص طور پر تفسیر قرآن کے لیے مشہور ہیں۔ تابعی دور کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اسرائیلیات نے تفسیر کے حجم و ضخامت کو بہت بڑھا دیا۔

اس کے بعد تیسرا دور تبع تابعین کا ہے۔ اس دور میں علماء نے کتابیں تالیف کیں اور صحابہؓ اور تابعینؒ کی تفسیر کو جمع کیا گیا۔ تیسرے دور میں سفیان بن عیینہ (متوفی ۱۹۸ھ)، وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۶ھ)، عبدالرزاق، شعبہ بن حجاج (متوفی ۱۶۰ھ)، اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) وغیرہ نے بڑا نام پیدا کیا۔ ان لوگوں کی تفاسیر ہم تک نہیں پہنچیں۔ البتہ امام طبریؒ نے اپنی تفسیر میں ان کے تفسیری نکات نقل کیے ہیں۔

قدیم ترین دور کی بڑی جامع اور عظیم الشان تفسیر امام محمد ابن جریر طبریؒ متوفی (۳۱۰ھ) کی جامع البیان فی تفسیر القرآنؒ ہے۔ مؤلف موصوف نے اس تفسیر میں اپنے زمانے تک کی تمام روایات کو جمع کر دیا ہے اور جرح و تعدیل اور نقد و نظر کا کام اہل نظر

Marfat.com

کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ روایات کے ساتھ راویوں کے نام بھی درج کردیے ہیں۔ اس کے علاوہ امام موصوف نے جابجا لغت و نحو سے استدلال کیا ہے۔ اور اہل عرب کے اشعار بھی بطور استشہاد قلمبند کردیے ہیں۔ نیز علم کلام اور فقہ کے مسائل زینت کتاب ہیں۔ بعد کے اکثر مفسرین نے تفسیر طبری سے خوشہ چینی کی ہے۔

ابن جریر طبری کے بعد امام ابن کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تفسیر بڑی مقبول و مشہور ہے۔ تفسیر ابن کثیر درحقیقت تفسیر طبری کا خلاصہ ہے۔ البتہ مؤلف نے روایات کی تنقید محدثین کے اصولوں پر کی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے ✓

تفسیر کی تیسری اہم کتاب "کشاف عن حقائق التنزیل" ہے مؤلف کتاب زمخشری کا اسلوب اور طریقہ اپنے پیشرو مصنفین سے بالکل الگ ہے۔ زمخشری لغت و نحو کے امام ہیں۔ اسی لیے اپنی تفسیر کو لغت و نحو کا خزانہ بنا دیا ہے۔ اشعار عرب سے شواہد بھی پیش کرتے ہیں۔ اور بغیر اسناد کے احادیث کو بھی نقل کرتے ہیں۔

تفسیر کی چوتھی اہم کتاب امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر موسوم بہ "مفاتیح الغیب" ہے۔ امام رازی شرعی اور عقلی دونوں علوم کے امام و استاد تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان

Marfat.com

کی تفسیر قرآن علم و حکمت اور فلسفہ و کلام کا بے بہا ذخیرہ ہے۔ عقلی دلائل اور علمی براہین نے کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ یہ تفسیر اس اعتبار سے بڑی اہم ہے۔ کہ چھٹی صدی کے علمی رجحانات اور مسائل کی آئینہ داری کرتی ہے۔ اور اس زمانے کے مفسر قرآن کی مشکلات کا ایک ہلکا سا احساس دلاتی ہے۔ مختصر یہ کہ متکلمانہ نقطۂ نظر سے تفسیر کبیر امام رازی کا شاہکار ہے۔

اس کے بعد کی تمام تفسیریں مذکورہ بالا تفسیروں کا چربہ ہیں۔ قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) نے ایک ضخیم تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" لکھی۔ یہ تفسیر استنباط مسائل کے لحاظ سے بڑی مفید اور اہم ہے۔ البتہ قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) کی تفسیر "انوار التنزیل و اسرار التاویل" سب سے زیادہ مشہور و مقبول ہے۔ فاضل مؤلف نے زمخشری کی کشاف کے طریق پر یہ تفسیر لکھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ زمخشری معتزلہ خیالات رکھتا تھا۔ جو اس کی تفسیر میں بھی موجود ہیں، مگر قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں اہل السنت کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ورنہ انداز و اسلوب کشاف کا سا ہے۔ نیز امام سیوطی کی تالیف "لباب النقول فی اسباب النزول" اور ابوالحسن واحدی نیشاپوری کی "اسباب النزول" آیات قرآنی کے شان نزول پر قابل قدر کتابیں ہیں۔

Marfat.com

متاخرین تفسیر نگاروں میں امام جلال الدین سیوطی اور شوکانی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام شوکانی کی تفسیر "فتح القدیر" درحقیقت علوم و معارفِ قرآن کا بے بہا خزینہ ہے۔

عصر حاضر کی عربی تفسیروں میں مفتی محمد عبدہٗ کی تفسیر المنار، جوہری طنطاوی کی تفسیر الجواہر اور مراغی کی تفسیر المراغی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قرآن کے اُردو ترجمے

مسلمانوں نے ہمیشہ کوشش کی کہ قرآن مجید کو عربی زبان میں پڑھیں اور سمجھیں۔ لیکن تیرھویں صدی ہجری میں جب دورِ انحطاط شروع ہوا اور ہمتیں پست ہوگئیں۔ تو چند روشن ضمیر علماء نے اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ دیکھا کہ قرآن مجید کو عوام کی زبان میں منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند میں اس کوشش کے آغاز کا سہرہ شاہ ولی اللہؒ کے سر ہے جنہوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کرکے کلام پاک کا سمجھنا آسان اور سہل کر دیا۔ پھر ان کے بعد ان کی اولاد نے قرآن مجید کے اردو ترجمے لکھے۔ ان کے بعد پھر یہ سلسلہ عام ہوگیا۔ بعض لوگوں نے لفظی ترجمہ لکھ کر خدمت انجام دی۔ اور بعض نے با محاورہ پھر کچھ لوگوں نے تو محض ترجمے پر اکتفا کیا۔ اور بعض نے حواشی بھی تحریر کیے۔

Marfat.com

ترجمے کا مفہوم یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کے الفاظ کو دوسری زبان کا جامہ پہنا دیا جائے۔ ایک زبان کے مطالب و معانی کو دوسری زبان میں بعینہٖ پیش کرنا تو بڑا مشکل کام ہے۔ البتہ قریب ترین مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔

بہرحال مندرجہ ذیل حضرات نے قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے' اور ہر ترجمے میں چند خوبیاں اور امتیازی خصوصیتیں ہیں :

شاہ رفیع الدینؒ دہلوی، شاہ عبدالقادر دہلوی، مولوی نذیر احمد دہلوی' مرزا حیرت دہلوی؟ ڈاکٹر عبدالحکیم سیالکوٹی۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا وحید الزمان، مولوی انشاء اللہ خاں لاہوری مولوی فتح محمد جالندھری' مولانا احسان اللہ خاں گورکھپوری' مولانا اشرف علی تھانوی، مولوی فتح دین ازہر خوشابی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی' مولوی عاشق الٰہی میرٹھی؛ خواجہ حسن نظامی' سید فرمان علی، سید مقبول احمد کربلائیؒ و غیرھم ۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل اردو تفسیروں میں بھی قرآن مجید کے اردو ترجمے مرقوم ہیں۔

ترجمان القرآن : نواب صدیق حسن خاں، تفسیر احمدی : سر سید احمد خاں تفسیر مواہب الرحمن : مولوی امیر علی۔ تفسیر ثنائی : مولوی ثناء اللہ امرتسری ترجمان القرآن : مولانا ابوالکلام آزاد۔ تفسیر رؤفی۔ تفسیر حقانی ،

Marfat.com

بیان القرآن۔ مولوی محمد علی لاہوری احمدی نیز مولوی اشرف علی تھانوی

لغات القرآن

قرآن مجید کے الفاظ و محاورات کی تشریح و توضیح کے لیے بہت سی لغات بھی تالیف کی گئیں جن میں امام راغب اصفہانی کی "مفردات" امام ابوبکر سجستانی کی "غریب القرآن" اور محمد فؤاد عبدالباقی کی مرتبہ "معجم غریب القرآن" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اردو لغات میں "لغات القرآن" مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی بڑی قابل قدر لغت ہے۔

قرآن کے انگریزی ترجمے

دنیا کی ہر مشہور زبان میں قرآن مجید کے ترجمے موجود ہیں۔ انگریزی زبان میں مندرجہ ذیل ترجمے ہو چکے ہیں:

۱۔ جارج سیل کا ترجمہ ۱۷۳۴ء (بڑا متعصبانہ ہے)

۲۔ راڈول کا ترجمہ ۱۸۶۱ء صحت اور زبان کے لحاظ سے اچھا ہے۔ لیکن قرآن مجید کی ترتیب تلاوت کے مطابق نہیں بلکہ اس میں سورتوں کو ترتیب نزول کے اعتبار سے جمع کیا گیا ہے۔

۳۔ پامر کا ترجمہ ۱۸۸۰ء۔ دوسروں سے نسبتاً بہتر ہے۔

۴۔ مرزا ابوالفضل کا انگریزی ترجمہ (الہ آباد ۱۹۱۱ء)

۵۔ مرزا حیرت دہلوی کا انگریزی ترجمہ۔

۶۔ مولوی محمد علی ایم اے لاہوری احمدی کا انگریزی ترجمہ

Marfat.com

مع متن و حواشی ۔ (لاہور ۱۹۱۶ء)

۷ ۔ حافظ حاجی غلام سرور ایم اے لاہوری کا انگریزی ترجمہ بغیر متن ۔ زبان اور صحت قابل تعریف ہے ۔ (لندن ۱۹۲۸ء)

۸ ۔ مارماڈیوک محمد پکتھال کا انگریزی ترجمہ اغلاط سے پاک نہیں (لندن ۱۹۳۰ء)

۹ ۔ مسٹر عبداللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ مع متن ۔ اگرچہ لفظی ترجمہ نہیں، لیکن زبان کی لطافت، سلاست اور شیرینی نے ترجمے کو چار چاند لگا دیے ہیں ۔ (لاہور ۱۹۲۸-۱۹۳۴ء)

اس کے علاوہ اور بھی کئی ترجمے معرض وجود میں آچکے ہیں ۔

کتب حوالہ

اگر اساتذۂ کرام یا طلباء مزید معلومات حاصل کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل کتابیں مفید ثابت ہوں گی :

عربی کتب : ۱ ۔ صحیح بخاری: امام بخاریؒ ۔

۲ ۔ حیاۃ محمد: محمد حسین ہیکل

۳ ۔ ابوبکر الصدیق: محمد حسین ہیکل

۴ ۔ الخیر الکثیر: شاہ ولی اللہ

۵ ۔ الاتقان فی علوم القرآن: امام سیوطی ۔

۶ ۔ الوسیط فی الادب العربی و تاریخہ: احمد الاسکندری و مصطفیٰ عنانی

۷ ۔ تاریخ الادب العربی: احمد الزیات

Marfat.com

۸۔ فجر الاسلام جزء اول : احمد امین
۹۔ ضحیٰ الاسلام جزء ۲ : احمد امین
۱۰۔ الوحی المحمدی : رشید رضا۔
۱۱۔ تاریخ القرآن : ابو عبداللہ الزنجانی (طبع مصر ۱۹۳۵ء)
۱۲۔ الجامع الاحکام القرآن جزء اول ۔ امام قرطبی
۱۳۔ فصول فی اصول التشریع الاسلام ۔ سلیمان مصر ۱۹۴۹ء
۱۴۔ تاریخ الاسلام السیاسی والدینی جزء اول ۔ حسن ابراہیم حسن
۱۵۔ اعجاز القرآن : باقلانی۔

اُردو کتب :۔ ۱۔ اردو ترجمہ۔ اتقان مؤلفہ امام سیوطی ۔ مولوی محمد حلیم انصاری۔
۲۔ وحی الٰہی : مولوی سعید احمد اکبر آبادی (طبع دہلی، ۱۹۴۹ء)
۳۔ جمع القرآن والاحادیث ۔ مولوی ابوالقاسم محمد خاں سیف بنارسی (لاہور ۱۹۳۶ء)
۴۔ خیر کثیر ۔ مؤلفہ شاہ ولی اللہؒ اردو ترجمہ از مولوی عبدالرحیم (بمبئی)
۵۔ وحی محمدی مؤلفہ رشید رضا ؛ اردو ترجمہ از مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی
۶۔ فہم قرآن ۔ سعید احمد اکبر آبادی (دہلی ۱۹۴۰ء، ۱۳۵۹ھ)
۷۔ تاریخ القرآن : حافظ محمد اسلم جیراجپوری (علی گڑھ ۱۳۴۱ھ)
۸۔ مقالاتِ شبلیؒ جلد اول : مولانا شبلی نعمانی (اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء)
۹۔ تدبر قرآن ۔ مولوی امین احسن اصلاحی (کراچی ۱۹۵۲ء)

Marfat.com

۱۰- اُسوہ حسنہ: مترجمہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی (لاہور ۱۹۳۲ء)
انگریزی میں Introduction to the study of the Quran مؤلفہ مولوی محمد علی لاہوری- اور فارسی زبان میں نواب صدیق خاں مرحوم کی اکسیر فی اصول التفسیر (مطبع نظامی کانپوری ۱۲۹۰ھ) مفید کتابیں ہیں

سوالات

۱- وحی کا مفہوم بیان کرو- اور بتاؤ- کہ وحی اور الہام میں کیا فرق ہے- نیز وحی کی مختلف اقسام قلمبند کرو؟

۲- بتاؤ کہ تم نزولِ قرآن کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

۳- بتاؤ کہ قرآن مجید کب اور کیسے جمع ہوا؟

۴- بالتفصیل بیان کرو- کہ عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ میں قرآن مجید کی حفاظت کے لیے کیا کیا اہتمام کیا گیا- نیز بتاؤ کہ مصحف عثمانؓ سے کیا مراد ہے؟

۵- مختصراً تحریر کرو کہ قرآن مجید کی ترتیب کب اور کیسے عمل میں آئی؟

۶- اہمیت قرآن کی وجوہات بالتفصیل قلمبند کرو اور بتاؤ کہ قرآن مجید میں کن کن مضامین سے بحث کی گئی ہے؟

۷- تفسیر کا مفہوم بیان کرو اور بتاؤ کہ تفسیر اور تاویل میں کیا فرق ہے؟ نیز تفسیر کے مختلف دور بتاؤ اور اہم تفسیروں پر تبصرہ کرو؟

۸- مندرجہ ذیل عنوانات پر مختصر نوٹ لکھو، قرآن - وحی - کاتبانِ وحی- حضرت زید بن ثابتؓ- ورقہ بن نوفل- غارِ حرا- اعجازِ قرآن-

Marfat.com

دوسرا باب

مُبادیاتِ مُطالعۂ حدیثِ نبویؐ

حدیث اور سُنّت کا مفہوم

حدیث لغت میں حدیث کے معنی خبر، گفتگو، بات، قصہ کہانی اور زبانی روایت کے ہیں۔ پھر قرآن مجید کے لیے بھی خیر الحدیث کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ (یعنی اللہ کی کتاب بہترین حدیث ہے)

اسلامی اصطلاح میں حدیث سے مراد وہ علم ہے۔ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و اعمال اور احوال نیز صحابۂ کرامؓ کے آثار اور ان افعال سے بحث کی گئی ہو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئے گئے تھے اور آپؐ نے انہیں جائز ٹھیرایا، یا رضامندانہ سکوت اختیار فرمایا۔ حدیث کے مفہوم میں صحابۂ کرامؓ کے وہ اقوال بھی شامل ہیں۔ جن میں کسی صحابی نے یہ بتایا۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام کرتے دیکھا یا کچھ فرماتے سنا۔

Marfat.com

حدیث کی جمع احادیث ہے۔ جو شخص علمِ حدیث کا ماہر ہو اسے محدّث کہتے ہیں۔

حدیث کے لیے خَبر اور اَثر کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ خبر کی جمع اخبار اور اثر کی جمع آثار آتی ہے۔

سُنّت

سُنّت کے لغوی معنی طریقہ یا راستہ ہے۔ مگر اسلامی اصطلاح میں سُنّت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔ ہر وہ کام جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا، یا کرنے کا حکم دیا، سنت کہلاتا ہے۔ خلفائے راشدین کے دستور، طریقے اور معمول کو بھی سنت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔ یعنی میرے طریقے اور خلفائے راشدین کے طریقے پر عمل کرو۔

سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمول و تعامل کا نام ہے۔ اور حدیث وہ علم ہے۔ جس میں آپؐ کی سنت مذکورہ محفوظ ہے۔

سنت آپ کے افعال
حدیث انکا ریکارڈ

علم حدیث کا موضوع رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ اور اس علم کی حدود آپؐ کے اقوال، افعال اور احوال ہیں۔

حدیث بیان کرنے والے کو راوی کہتے ہیں۔ راوی کی جمع

Marfat.com

رُواۃ آتی ہے۔

روایت و درایت کا مفہوم

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں، ایک علم روایت اور دوسری علم دِرایت۔

عِلمِ روایت علم روایت میں سلسلۂ روایت اور ضبط حدیث سے بحث ہوتی ہے۔ ضبط حدیث سے مراد یہ ہے کہ راوی نے جو کچھ سنا ہے۔ وہ سب اس کو ایسا یاد ہو۔ کہ جب چاہے بیان کردے یا جو سنے فوراً لکھ لے۔

روایتِ حدیث میں یہ شرط ہے۔ کہ جو الفاظ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہوں حتی الامکان وہی روایت کیے جائیں۔ اس لیے کہ مطلب بیان کرنے میں راوی غلط فہمی کا شکار ہوسکتا ہے۔ البتہ نکتہ سنج اور رمزشناس راوی جن کی مغزِ سخن تک رسائی ہو، ان کی روایت بالمعنی بھی درست ہے۔

امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں: جو شخص روایت بالمعنی یعنی حدیث کا مطلب بیان کرنا چاہتا ہو، اگر وہ الفاظ و مطالب کا ماہر نہیں اور مطلب میں خلل انداز ہونے والی باتوں کو نہیں جانتا تو اہل علم کے نزدیک بالاتفاق اس کی روایت جائز

Marfat.com

نہیں۔لفظ کی تعیین شرط ہے۔"

حدیث کی روایت میں حسب ذیل شرائط کی پابندی ضروری خیال کی جاتی ہے:

۱ روایت کرنے سے پہلے حدیث کی تحقیق کرلینا ضروری ہے

صحابۂ کرامؓ کا یہی دستور تھا کہ روایت کو سننے کے بعد اگر بیان کرنا چاہتے تو پہلے خوب چھان بین کرلیتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔کہ ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے، (بلا تحقیق) بیان کردے۔چنانچہ صحابہ کرامؓ روایت سے پہلے حدیث کی تحقیق میں بہت اہتمام کرتے تھے اُن کے بعد تابعین نے بھی اسناد کو صحت حدیث کا معیار ٹھیرایا۔تابعین حضرات حدیث کی تصدیق اور اپنے اطمینان کے لیے صحابہ کرامؓ سے براہ راست سننا پسند کرتے تھے امام زہری کا قول ہے۔کہ اسناد دین کی بنیاد ہے۔اگر اصول اسناد اُڑا دیا جائے۔تو پھر جس کا جو جی چاہے کہتا پھرے۔ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ہمارے اور صحابہ کرامؓ کے درمیان سلسلۂ اسناد ہے۔

۲۔ ہر شخص کی عقل و فہم کے مطابق حدیث روایت کرنی چاہیئے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے۔کہ جب تم لوگوں سے

Marfat.com

ایسی حدیث بیان کروگے جو اُن کی سمجھ میں نہ آتی ہو تو اُن میں سے بعض لوگ ضرور فتنہ میں پھنس جائینگے
۳۔ جس شخص کی نسبت کسی قسم کا شبہ ہو، اس سے روایت درست نہیں۔
۴۔ روایت کو تاریخ سے جانچ لینا بھی ضروری ہے۔ راوی کی بابت یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کس زمانے کا ہے اور جس شخص سے وہ روایت سنتا ہے۔ آیا وہ اس کا ہم عصر تھا؟ اگر تھا تو کیا ملاقات ہوئی؟

روایتِ حدیث کا ایک امتیازی نشان یہ بھی ہے۔ کہ جو واقعہ روایت کیا جائے، وہ ممکن الوقوع ہو۔

راوی کے اوصاف: راویٔ حدیث میں حسب ذیل اوصاف کا موجود ہونا ضروری ہے:

(۱) جانا پہچانا اور قابلِ اعتبار ہو (۲) کہنے والے کی غرض کو سمجھتا ہو (۳) مبالغہ کی عادت نہ ہو (۴) کسی خاص اثر کے ماتحت حدیث روایت نہ کرتا ہو (۵) رفتار گفتار قابلِ اعتراض نہ ہو (۶) روایت کی تنقیح میں سہل انگاری نہ کرتا ہو۔ (۷) سمجھ، حافظہ اور سماعت وغیرہ میں فرق نہ آیا ہو۔ (۸) بدنام نہ ہو (۹) محتاط ہو اور سلسلۂ سند کو آخر تک پہچانتا ہو۔ اور سلسلۂ سند کی آخری کڑی کے لیے ضروری ہے کہ بذاتِ خود واقعہ

Marfat.com

میں شریک رہا ہو۔

اقسامِ حدیث

روایت اور راویوں کے اعتبار کے لحاظ سے حدیث کے تین مشہور درجے ہیں: (۱) صحیح (۲) حسن (۳) ضعیف۔

صحیح

محدثین کے نزدیک صحیح حدیث وہ ہے۔ جس کی سند عادل[۱] اور ضابط[۲] راویوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو (یعنی شروع سے اخیر تک سند کا سلسلہ کہیں ٹوٹنے نہ پائے اور راویوں کی کوئی کڑی غائب نہ ہو) شاذ نہ ہو۔ (بقول امام شافعیؒ شاذ سے مراد یہ ہے کہ کوئی ثقہ راوی ایسی حدیث بیان کرے جو دوسری روایتوں کے مخالف ہو) اور اس میں کوئی مخفی علت نہ ہو (یعنی اس میں کوئی پوشیدہ سبب طعن موجود نہ ہو۔ جس کی وجہ سے علمائے نقدِ حدیث نے اسے رد کر دیا ہو۔ علّت سے مراد حدیث کے متن یا سند کے وہ خفیف نقائص اور اسقام ہیں جو جرح وتعدیل میں مخفی رہ جاتے ہیں۔)۔

---

[۱] - عادل سے مراد ہے وہ راوی جو نہ بدنام ہو اور نہ گمنام

[۲] ضابط سے مراد وہ راوی ہے جو متن اور سند کو اچھی طرح یاد رکھتا ہو۔ اور جب چاہے مستحضر کر سکے۔

Marfat.com

حسن وہ حدیث ہے۔ جس کا راوی صدق و امانت میں مشہور ہو۔لیکن قوت حفظ اور ملکۂ اخذ میں اس کا مرتبہ صحیح حدیث کے راویوں سے فروتر ہو مگر اپنی روایت میں منفرد اور منکر نہ ہو اور نہ حدیث کا متن شاذ و مجروح ہو۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ اگر کسی حدیث کا راوی ضبط میں قدرے کم ہو تو وہ حدیث حسن ہوگی۔

ضعیف ضعیف حدیث سے مراد یہ ہے۔ کہ کسی حدیث کا راوی عادل نہ ہو، یا درمیان میں سند کا سلسلہ ٹوٹ جائے۔ یا اس کی سند میں کوئی مخفی علت ہو یا راوی کا حافظہ زیادہ خراب ہو۔ مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ ضعیف حدیث وہ ہے۔ جو حسن سے فروتر ہو۔

سند کے اعتبار سے بھی حدیث کی چند قسمیں ہیں مثلاً

مرفوع جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو۔

موقوف جو درمیان میں کسی صحابی تک رہ جائے۔ اور آپؐ تک نہ پہنچے۔

مقطوع وہ حدیث ہے۔ جس کی سند تابعی تک پہنچ کر ختم ہو جائے۔

Marfat.com

مُرسَل وہ حدیث ہے۔ جو متصل نہ ہو۔ بلکہ اس کے سلسلۂ سند میں صحابی کا نام ساقط و مفقود ہو۔ اور تابعی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔

مُنقَطِع وہ حدیث ہے۔ جس کے سلسلۂ اسناد سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

مُعضَل وہ حدیث ہے جس کے سلسلۂ اسناد میں دو یا دو سے زائد راوی غائب ہوں۔ یا کسی تبع تابعی نے روایت کی ہو مگر تابعی اور صحابی دونو کا نام نہ لیا ہو۔

غریب وہ حدیث ہے۔ جس کی روایت کرنے والا صرف ایک ہی راوی ہو۔

مُنکر وہ حدیث ہے۔ جس کی سند میں کوئی راوی کثیر الغلط ہو یا صحت و اتقان میں غفلت برتنے والا یا فاسق ہو۔

مقلوب جس میں تقدیم یا تاخیر ہو مقلوب کہلاتی ہے۔

علمِ درایت علمِ درایت میں حدیث کے مطلب سے بحث کی جاتی ہے۔ یعنی حدیث میں جو واقعہ مذکور ہو اس کے بارے میں یہ تنقیح کر لینا چاہئے۔ کہ وہ انسانی فطرت کے موافق بھی ہے۔ یا نہیں۔ جس زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا، اس زمانے کی خصوصیتیں اس میں کہاں تک موجود ہیں۔ قرینہ عقلی اس کی بابت کیا فیصلہ دیتا ہے۔ جس شخص سے واقعہ منسوب ہے

Marfat.com

وہ عادۃً اس قسم کی باتوں کا خوگر بھی تھا۔ یا نہیں۔
چنانچہ علمِ درایت کے اعتبار سے حدیث کی صحت کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے مذکورہ بالا امور کی روشنی میں محدثین نے چند اصول وضع کیے ہیں۔ ان اصولوں کے پیش نظر مندرجہ ذیل صورتوں میں روایت یا حدیث قابلِ اعتبار نہ ہوگی:

۱۔ جو حدیث یا روایت عقل کے مخالف ہو۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جس بات کے متعلق حدیث میں کوئی قطعی دلیل قائم ہو۔ عقل کی قطعی دلیل اس کے مخالف ہو نہیں سکتی۔
۲۔ جو اصول کے خلاف ہو۔
۳۔ جو مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف ہو۔ مثلاً "بینگن ہر مرض کی دوا ہے"۔
۴۔ جو قرآن مجید کے خلاف ہو۔
۵۔ جو روایت صریح اور متواتر حدیثوں کے خلاف ہو
۶۔ جو روایت اجماع قطعی کے خلاف ہو اور قابلِ تاویل بھی نہ ہو۔
۷۔ وہ حدیث جس میں ایک معمولی سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی اور وعید ہو۔
۸۔ وہ روایت جس میں ذرا ذرا سے کاموں پر بڑے بڑے

Marfat.com

انعام کا وعدہ ہو۔

۹۔ وہ حدیث جس کا سلسلۂ روایت اصولاً قابلِ اعتراض ہو

۱۰۔ وہ حدیث جس کا مضمون اصولاً قابلِ اعتراض ہو۔

محدثین نے روایت کی چھان بین اور تحقیق میں روایت و درایت دونوں کی تعیین اور ان پر عمل کرنے میں یکساں اہتمام کیا ہے۔ اور تنقیدِ روایات میں دونوں سے کام لیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ روایت و درایت سے مندرجہ ذیل علوم معرضِ وجود میں آئے:

۱۔ **علمِ تدوینِ حدیث**، اس میں احادیث کے جمع و تدوین سے بحث ہوتی ہے۔

۲۔ **علم النظر فی الاسناد**، اس میں حدیثوں کی سند سے بحث کی جاتی ہے۔

۳۔ **علم کیفیت روایت**، یعنی راویوں نے حدیث کیوں بیان کی؟ اس کے درجات کیا ہیں؟ صورت حال کیا ہے؟

۴۔ **علمِ اصطلاح حدیث**۔ اس میں حدیث کی صحت سے بحث کی جاتی ہے۔

۵۔ **علم الفاظِ حدیث**۔ جن الفاظ میں حدیث بیان ہوئی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز روایت بالمعنی کی تنقیح اور محدثین کی اصطلاحات

Marfat.com

بھی اس علم میں شامل ہیں۔

۶۔ **علم الطبقات**، یہ علم صحابہ کرام کے طبقات اور درجات سے بحث کرتا ہے۔ اس موضوع پر امام بخاری، ابن سعد، ابن عبدالبر، ابن الاثیر، ابن حجر عسقلانی کی کتابیں مشہور و معروف ہیں۔

۷۔ **علم غریب الحدیث**۔ حدیث میں نادر اور غیر مانوس الفاظ کا استعمال کس غرض سے ہوا ہے، اور اُس وقت کے محاورے میں ان کا اصلی مفہوم کیا تھا؟ اس فن میں زمخشری کی الفائق اور ابن الاثیر کی النہایۃ بہت مقبول اور مشہور ہیں۔ طاہر پٹنی کی مجمع البحار بھی مفید لغات ہے۔

۸۔ **علم اسماء الرجال**، اس علم میں حدیث کے راویوں کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔ کہ وہ کون اور کس قسم کے لوگ تھے؟ کس طبیعت اور کردار کے مالک تھے؟ کیا ان کی باتیں قابلِ اعتبار ہیں؟

۹۔ **علم جرح و تعدیل**، یعنی راوئ حدیث کے اعتبار یا بے اعتباری کے اسباب اور وجوہ کیا ہیں۔ اس فن پر بہت سی کتابیں موجود ہیں۔

۱۰۔ **علم طرقِ حدیث**، بعض اوقات ایک حدیث کئی طریقوں سے روایت ہوتی ہے، اور معنوی مناسبت کے لحاظ سے

Marfat.com

کئی جگہ اس کے مختلف حصّے درج ہوتے ہیں۔ اس علم کا بھی موضوع ہے۔

۱۱۔ **علم ناسخ و منسوخ**، یعنی کون کون سی حدیثیں منسوخ ہیں اور کیوں؟

۱۲۔ **علم مؤتلف و مختلف**۔ بعض راویوں کے نام کا رسم الخط ایک جیسا ہوا لیکن تلفظ مختلف جیسے عَقیل اور عُقَیل، اَسید اور اُسَید وغیرہ یہ علم اسی راز سے بحث کرتا ہے۔

۱۳۔ **علم موضوعات**، اس علم میں موضوع اور جعلی حدیثوں کی تنقید ہوتی ہے۔ ملّا علی قاری اور ابن الجوزی کی کتب "موضوعات" مشہور ہیں۔

محدثین کی کوششوں سے یہ تمام علوم خوب پھلے اور پھولے، علمائے حدیث نے ہر علم میں بڑی کثرت سے مستقل کتابیں تالیف کیں، جس کا ایک عظیم الشان اور مایۂ ناز ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے۔

نمونۂ حدیث اوپر کی سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ حدیث کی روایت کرنے والے کو راوی کہتے ہیں۔ حدیث میں دوسرا حصہ اصل قول ہوتا ہے۔ جسے متن کہتے ہیں حدیث کے طرزِ بیان اور اسلوب کو سمجھنے کے لیے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بطور نمونہ نقل کی جاتی ہے:

۱۔ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ	مجھ سے مالک نے بیان کیا، انہوں

Marfat.com

ابنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ كَلِمَاتٍ اَعِيْشُ بِهِنَّ وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَاَنْسٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَغْضَبْ" (مؤطا امام مالک)

ابن شہاب سے، انہوں نے حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے (سنا)، کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے چند کلمے ایسے سکھا دیجئے کہ جن پر میں زندگی بھر کاربند رہوں مختصر فرمایئے اور اتنی لمبی بات بھی نہ ہو کہ میں بھول جاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غصے نہ ہونا"۔

۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ (مسند احمد)

ہم سے عبداللہ نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ ہم سے ہاشم بن قاسم نے بیان کیا، اس نے اسرائیل سے سنا اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے عامر سے انہوں نے جریر بن عبداللہؓ سے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنا، زکات دینا

Marfat.com

	بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

جمع و تدوین حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سُنّت یعنی اپنے اعمال اور ارشادات کی حفاظت خاص طور پر ملحوظ تھی۔کیونکہ اسی کے ذریعے آپؐ کی تعلیمات دوسروں تک پہنچ سکتی تھیں۔ اور اس مقصد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوتے آپؐ نے کئی موقعوں پر تلقین فرمائی کہ جو حاضر ہیں وہ (یہ علمِ دین اور سنتِ نبویؐ) ان لوگوں کو پہنچائیں جو غیر حاضر ہیں۔ پھر آپؐ نے ایک مرتبہ یہ دعا فرمائی: "اللہ تعالےٰ اس بندے کا چہرہ بارونق رکھے جس نے میری بات سن کر یاد رکھی، پھر اسے دوسروں تک پہنچایا۔"

ایک اور جگہ آپؐ نے حدیث روایت کرنے والوں اور سنت کی تعلیم دینے والوں کے لیے رحم کی دعا فرمائی۔ نیز آپؐ کا دستور تھا۔ کہ ہر ایک بات کو تین مرتبہ دُہراتے، تاکہ سننے والا اچھی طرح یاد رکھ سکے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے جو کچھ سیکھا وہ تابعین تک پہنچا دیا، تابعین نے تبع تابعین تک تاآنکہ یہ قیمتی ذخیرہ ہم تک پہنچا۔

عہد نبویؐ میں حفاظت حدیث کے دو طریقے تھے۔ ایک

Marfat.com

حافظہ دوسرا کتابت۔ عرب کے لوگوں کا حافظہ بہت اچھا تھا اور ان کے ہاں اکثر قوت حافظہ سے کام لیا جاتا تھا۔ کتابت کا رواج بہت کم تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابت کا رواج عام کردیا۔

پہلا دور

عہد نبوی میں کتابت حدیث

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اکثر و بیشتر زبانی یاد رکھی جاتی تھیں۔ ابتدائے نزول قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا۔ کہ سوائے قرآن مجید کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ آغاز وحی میں قرآن مجید کے ساتھ اور چیز شامل نہ ہوجائے جب صحابہ میں قرآن اور غیر قرآن کا شعور پیدا ہوگیا۔ تو آپؐ نے کتابت حدیث کی اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث خود لکھواکر بعض صحابہؓ کو دیں۔ اور بعض صحابہؓ نے اپنے ذاتی استعمال اور یادداشت کے لیے حدیثیں لکھیں مثلاً

ا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں ایک قتل کی خبر سنی تو مکہ مکرمہ کی حرمت و عزت کے بارے میں ایک خطبہ دیا۔ اور اس سرزمین میں قتل و قتال سے منع فرمایا۔ حاضرین میں سے ایک یمنی شخص ابوشاہ نے عرض

Marfat.com

کی کہ آپؐ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ ابوشاہ کو (یہ حدیث) لکھ دو۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک صحیفہ یعنی مختصر سا رسالہ لکھوایا۔ اس میں مدینے کا حرم ہونا، ذمیوں کے احکام، غیراللہ کے لیے ذبح کرنے کی حرمت، زمینوں کے نشانات و علامات کی چوری، والدین کو برا کہنے پر لعنت اور دیگر مسائل مرقوم تھے۔

۳ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رافعؓ بن خدیج کو اپنی تمام حدیثوں کے لکھنے کی اجازت دی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کو بھی اپنی تمام حدیثوں کے لکھنے کی اجازت دی تھی۔

اس کے علاوہ آپؐ نے کئی تاریخی دستاویزیں لکھوائیں۔ جن کا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے مثلاً

۱۔ آپؐ نے حدیبیہ میں صلح کی شرائط لکھوا کر سہیل بن عمرو کو دی تھیں۔ اور ایک نقل اپنے پاس رکھی تھی۔

۲۔ یہود مدینہ سے جو معاہدہ ہوا تھا۔ اسے لکھوایا۔ یہود خیبر کو ایک مقتول صحابیؓ کا خوں بہا ادا کرنے کے لیے تحریر بھیجی تھی۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں

Marfat.com

کو خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔

۴۔ آپؐ نے اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے ماتحت حکام کے پاس بھیجنے کے لیے مسائل زکات لکھوا کر ایک جگہ جمع کر دیے تھے۔ احادیث میں اس نوشتے کا نام "کتاب الصدقۃ" مرقوم ہے۔ یہ کتاب حضرت عمرؓ فاروقؓ کے خاندان میں عرصے تک رہی۔

۵۔ اسی طرح آپؐ نے اپنے آخری عہد میں حدیثوں کی ایک عظیم الشان اور ضخیم نوشت (کتاب) لکھوا کر حضرت عمرو بن حزمؓ صحابی کی معرفت اہل یمن کو بھجوائی تھی۔ اس میں تلاوتِ قرآن، نماز، زکات، طلاق، عتاق، قصاص، خوں بہا وغیرہ، نیز فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیلات درج تھیں۔ امام ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں اس کی بابت لکھا ہے۔ کہ یہ ایک عظیم الشان نوشت تھی، اس میں بہت سے شرعی اور فقہی مسائل و احکام درج تھے۔

اس کے علاوہ آپؐ کی اور بھی بہت سی تحریروں اور نوشتوں کا ذکر کتب تاریخ و حدیث میں ملتا ہے۔

یہاں جمع حدیث کا پہلا دور ختم ہوتا ہے۔ جمع حدیث کا دوسرا دور صحابہ کرام کے ذاتی مجموعوں سے شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

دوسرا دور

بے شمار صحابہ کرامؓ حدیث نبویؐ کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے تھے۔ اور ان میں سے کئی حضرات حدیثوں کو ضبطِ تحریر میں بھی لے آتے تھے۔ مثلاً

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپؐ کی تمام حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے اس مجموعۂ احادیث کا نام صحیفہ صادقہ رکھا ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بھی اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مجموعۂ احادیث موجود تھا (ابن عبدالبر: جامع بیان العلم ۱:۷۲)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس احادیث نبویہ کے بہت سے نوشتے تھے۔ (جامع بیان العلم ۱:۷۴)

۴۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اپنا لکھا ہوا ایک مجموعۂ احادیث تھا۔ جس میں پانسو حدیثیں مرقوم تھیں (تذکرۃ الحفاظ ۱:۵)

۵۔ حضرت ابن عباسؓ کا لکھا ہوا مجموعہ احادیث اہل طائف کے پاس موجود تھا۔

۶۔ حضرت اسماء بنت عمیس (م ۳۸ھ) نے بھی احادیث نبوی کا ایک مجموعہ لکھا تھا۔ ان کے علاوہ کئی اور صحابہؓ کے نام بھی ملتے ہیں۔ جنہوں نے حدیث جمع کی تھی۔

Marfat.com

تیسرا دور صحابہؓ کے بعد تابعین میں تو احادیث لکھنے کا رواج عام ہو گیا تھا۔ اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (خلافت ۹۹ھ-۱۰۱ھ) نے تدوین حدیث کی تحریک کی۔ اور امام ابن شہاب زہریؒ نے ان کے حکم سے حدیث کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔ امام ابن شہاب زہریؒ ۵۰ھ میں مدینے میں پیدا ہوئے۔ حافظہ بلا کا تھا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ سے حدیث روایت کی۔ علم و فضل میں یگانۂ روزگار تھے۔ بڑے بڑے ائمۂ دین اور علمائے حدیث نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

خود خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی "کتاب الصدقہ" نقل کرا کے تمام اطراف میں بھیج دی۔ (فتح الباری)

ابوبکر حزمی (ابن محمد بن عمروؓ بن حزم انصاری) متوفی ۱۲۰ھ نے بھی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ کی ترغیب سے حدیث کی کتابیں تالیف کی تھیں۔ (از زرقانی و بخاری)

فن مغازی کی سب سے پہلی کتاب لکھنے والے امام محمد بن اسحاقؓ (متوفی ۱۵۱ھ) نے بھی فن حدیث میں کتاب السنن لکھی تھی۔

اس کے بعد تدوین حدیث عام ہو گئی۔ یمن میں امام معمر بن

Marfat.com

راشد رح (متوفی ۱۵۳ھ) مکے میں امام ابن جریج رح (متوفی ۱۵۰ھ) مدینے میں موسیٰ بن عقبہ رح (متوفی ۱۴۱ھ)، شام میں امام اوزاعی (۱۵۸ھ)، بصرہ میں امام سعید بن ابی عروبہ بصری رح (متوفی ۱۵۶ھ) وربیع بن صبیح بصری (متوفی ۱۶۰ھ) اور حماد بن سلمہ رح بصری (متوفی ۔۔ھ) کوفے میں سفیان ثوری رح (متوفی ۱۶۱ھ) واسط میں ہشیم (م ۱۸۸ھ) رَےَ میں جریر بن عبدالحمید (م ۱۸۸ھ) مصر میں لیث ابن سعد (متوفی ۱۷۵ھ) اور خراسان میں عبداللہ بن مبارک رح (متوفی ۱۸۱ھ) جیسے نامور اور شہرہ آفاق محدثین نے حدیث کی کتابیں تالیف کیں۔

امام مالک رح

اس دور میں امام مالک بن انس رح کا نام بہت ہی نمایاں اور ممتاز ہے۔ آپ خلیفہ عبدالملک بن ولید کے عہد یعنی ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ امام مالک رح کو امام دارالہجرت، فقیہ امت اور امام الائمہ کے معزز القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ فقہ اور حدیث کے امام تھے۔ امام مالک رح کی مشہور تالیف "المؤطا" ہے۔ جو ۱۴۳ھ میں تالیف ہوئی۔ امام مالک رح نے اس کتاب کو فقہی ابواب کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ اور صرف صحیح احادیث درج کی ہیں۔ کتاب کی صحت اور مقبولیت کا یہ حال ہے کہ بارہ صدیوں سے یہ کتاب تعلیمی نصاب میں داخل ہے۔ مؤطا امام مالک رح کو زمانۂ تالیف اور رتبہ کے لحاظ سے اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ بعد کے مؤلفین نے اس کتاب کی ترتیب اور انتخاب سے بڑا

Marfat.com

فائدہ اُٹھایا ہے۔ دیگر ممالک کے علاوہ اندلس میں بھی سب سے زیادہ مقبولیت امام مالکؒ کی مؤطا کو حاصل ہوئی تھی۔ شاہ ولی اللہؒ بھی مؤطا کے عاشقوں میں سے تھے۔ امام مالکؒ کی وفات ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

چوتھا دور تیسری صدی ہجری میں تالیف و تدوین حدیث کا کام بڑے پیمانے پر شروع ہوا۔ ائمۂ حدیث نے بڑی محنت، عرق ریزی اور جانفشانی سے حدیثوں کی اسناد اور متن میں چھان بین و تحقیق کے بعد کتابیں تیار کیں۔ اس دور کے بعد محدثین کی تالیف و تصنیف کا بحرِ ذخار موجزن نظر آتا ہے۔ حدیث کے مجموعوں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ **جامع**، جس میں تمام قسم کی احادیث بیان ہوں۔ جیسے (۱) امام بخاری کی الجامع الصحیح (۲) جامع ترمذی

۲۔ **سُنن**، جس میں ابواب کو مسائل فقہ کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہو۔ مثلاً طہارۃ، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد نکاح، طلاق وغیرہ کے ابواب جیسے سنن نسائی، سنن ابی داؤد وغیرہ

۳۔ **مُسند**، جس میں صحابہ کرامؓ کے ناموں کے تحت مختلف قسم کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبلؒ، مسند طیالسی وغیرہ۔

۴۔ **مُعجَم**، جس میں احادیث کو شیوخ اور اساتذہ کے لحاظ سے

Marfat.com

ترتیب دیا گیا ہو۔ جیسے طبرانی اور سیوطی کی معجم۔

۵۔ جُزء جس میں ایک آدمی کی روایات کو جمع کیا گیا ہو۔

۶۔ اربعین، جس میں ایک یا ایک سے زیادہ عنوانوں پر ۴۰ حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔ جیسے اربعین نودیؒ، شاہ ولی اللہ وغیرہ۔

۷۔ مُستخرج، جس میں کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کا اثبات ہو یعنی مؤلف کتاب اپنے طریق سے کسی حدیث کی کتاب کی روایات کی اسناد بیان کرے۔ جیسے ابو نُعیم اصفہانی کی مُستخرج علی (بخاری اور مسلم)

۸۔ مُستدرک، جس میں کسی دوسری کتاب کی شرائط پر پوری اترنے والی ایسی حدیثوں کا ذکر ہو۔ جو اُس کتاب میں مذکور نہ ہو جیسے امام حاکم کی مستدرک۔

صِحاحِ سِتّہ

تیسری صدی ہجری کی کتب حدیث میں صحاحِ ستّہ کے علاوہ مُسنَد ابن ابی شَیبہؒ (متوفی ۲۳۵ھ) اور مُسند امام احمد بن حنبلؒ (متوفی ۲۴۱ھ) بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

صِحاحِ ستّہ سے مراد ہے چھ صحیح کتب احادیث۔ صحیح حدیثوں کے یہ چھ معتبر مجموعے حسب ذیل ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سُنَن ابی داؤد (۴) جامع ترمذی۔

Marfat.com

(۵) سُنَن نَسائی (۶) سُنَن ابن ماجہ اگرچہ ان کے علاوہ اور بھی بیشمار کتب حدیث موجود ہیں۔ لیکن ان چھ کو جو شہرت، ہر دلعزیزی اور قبولیت حاصل ہوئی، وہ کسی اور مجموعۂ حدیث نبویؐ کو میسر نہ آسکی۔ اب ذیل میں ان کتابوں اور ان کے مؤلفین کے مختصر حالات درج کیئے جاتے ہیں۔

۱۔ **صحیح بخاری**: اس مجموعہ کو امام ابو عبداللہ محمد بن اسمعیلؒ بخاری نے تالیف کیا۔ آپ ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ اسی لیے بخاری مشہور ہوتے۔ بچپن سے ہی علم حدیث کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا۔ دس برس کی عمر میں حدیثوں کو سن کر حفظ کرنے لگے۔ سولہ برس کی عمر میں ابن مبارک اور وکیع کے مجموعے حفظ کرلیے۔ پھر حج کے لیے حجاز گئے تو وہیں تحصیلِ علم حدیث میں لگ گئے۔ علم حدیث کی خاطر بہت سے اسلامی ملکوں کا سفر کیا۔ امام بخاریؒ پہلے محدث تھے جنہوں نے حدیث کی طلب و جستجو کے سلسلے میں مشرق و مغرب کی سیاحت کی۔ سولہ برس کی محنت شاقہ کے بعد وطن واپس آکر درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں منہمک ہوگئے۔ پھر وہیں ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

امام بخاریؒ کا حافظہ قابل رشک تھا۔ ہزاروں حدیثوں کے متن، راویوں کے نام، کنیت، لقب، مقام، تاریخ وفات سب کچھ ازبر تھا۔ ہر حدیث اور ہر راوی کو تنقید کی کسوٹی پر

Marfat.com

پرکھ لیتے تھے۔

امام بخاریؒ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں، لیکن ان کی شہرت کا زیادہ تر دار و مدار صحیح بخاری پر ہے۔ اس کا اصلی نام "الجامع الصحیح" ہے۔ امام موصوف نے اس کتاب کو سولہ برس میں مکمل کیا اور ہر حدیث لکھنے سے پہلے وضو کر کے دو رکعت پڑھتے اور استخارہ کرنے کے بعد حدیث کو قلمبند کرتے۔ اس کتاب میں امام بخاریؒ نے بڑی تحقیق اور تنقید اور جرح و قدح کے بعد منتخب کر کے صرف ۹۰۸۲ صحیح حدیثیں درج کیں۔ اگر مکرر حدیثوں کو نکال دیا جائے تو پھر حدیثوں کی کل تعداد ۲۷۹۷ رہ جاتی ہے۔

امام بخاریؒ کی "الجامع الصحیح" کو امت نے بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اس کو قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب قرار دیا ہے۔ اپنی جامعیت اور تنوّع کے لحاظ سے یہ کتاب بے مثل سمجھی جاتی ہے۔

اس کتاب کو مسائل فقہ کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے مختلف عنوان قائم کر کے ہر عنوان کی تحت اسی مضمون کی صحیح حدیثیں نقل کر دی گئی ہیں۔ صحیح بخاری ۹۷ کتابوں اور ۳۴۵۰ ابواب میں منقسم ہے۔

امام بخاریؒ نے عنوان یعنی باب قائم کرنے کے لیے استنباط

Marfat.com

اَحکام میں جو محنت اور کاوش کی ہے، وہ بھی امام موصوف ہی کا حصّہ ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ امام بخاریؒ کی فقیہانہ دانشمندی اس کتاب کے عنوان قائم کرنے میں مضمر ہے۔

صحیح بخاری کی شرحیں عربی زبان میں تو بے شمار ہیں اردو میں مولوی وحید الزمانؒ کی شرح بے نظیر ہے۔ اس کے علاوہ کئی مغربی زبانوں میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔ اور سب سے بڑی اور مقبول عربی شرح فتح الباری مصنفہ حافظ ابن حجرؒ ہے جسے مصنف نے پچیس سال میں ختم کیا۔

۲۔ صحیح مسلم: یہ مجموعۂ اَحادیث امام مسلم بن حجّاج قُشیری نیشاپوری کی تالیف ہے آپ ۲۰۴ یا ۲۰۶ھ بمقام نیشاپور پیدا ہوئے۔ اور طلبِ حدیث میں عراق و حجاز اور مصر و شام کا سفر کیا۔ علوم حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور صحیح مسلم ہے۔ آپ نے ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں بڑی تحقیق اور چھان بین کے بعد صحیح ترین احادیث انتخاب کرکے جمع کر دی ہیں۔ مکرر حدیثوں سمیت کل احادیث کی تعداد ۷۲۷۵ ہے۔ اور اگر مکرر احادیث کو حذف کر دیا جائے تو پھر حدیثوں کی تعداد تقریباً چار ہزار رہ جاتی ہے

صحیح مسلم میں تقریباً ہر مضمون کی صحیح احادیث موجود ہیں

Marfat.com

جو حدیثیں بخاری اور مسلم ہیں مشترک ہیں انہیں متفق علیہ کہتے ہیں۔

امام مسلم اور امام بخاری دونوں کی شرائطِ حدیث صحیح الگ الگ ہیں۔ دونوں کا مرتبہ احادیث صحیحہ کے التزام اور تنقید میں بہت بلند ہے۔ البتہ امام بخاری نے اولیت کا شرف حاصل کر کے امام مسلم اور دوسرے محدثین کے لیے ترتیب و تہذیبِ کتاب کی راہ ہموار کر دی۔

امام بخاری کو ابواب قائم کرنے کے لیے استنباط احکام میں بڑی کاوش اور محنت کرنا پڑی۔ اور امام مسلم نے مختلف طرق حدیث یکجا کر کے قارئین حدیث کے لیے آسانی مہیا کر دی۔ امام مسلم کا اسلوب واضح اور صاف ہے۔ اور کتاب کے شروع میں ایک دیباچہ بھی رقم کیا ہے۔ جس میں صحیح حدیث کی شرائط سے بحث کی ہے۔ شارحینِ صحیح مسلم میں سے امام نودی بڑے مقبول و مشہور ہیں۔

۳۔ **سُنن ابی داؤد**: یہ کتاب امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانیؒ نے تالیف کی۔ آپ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث میں مصر و شام، حجاز و عراق، خراسان اور الجزیرہ کا سفر کیا۔ بڑے بڑے محدثین سے حدیث سنی۔ امام احمدؒ بن حنبل کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ بالآخر ۲۷۵ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی۔

Marfat.com

مصنف کا اپنا بیان ہے۔کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث نبوی جمع کیں۔اور ان میں سے ۴۸۰۰ صحیح حدیثیں منتخب کرکے اپنی اس کتاب میں درج کردیں۔علمائے حدیث نے سنن ابی داؤد کو بڑی قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔اور علم دین میں اس کو بہترین کتاب قرار دیا۔کیونکہ اس میں اصول علم، احکام فقہ اور سنتِ نبویؐ کا اہم جزء شامل ہے۔مختصر یہ کہ سنن ابی داؤد اپنی جامعیت اور قیمتی معلومات کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔عراق، مصر اور بلاد مغرب میں بڑی مقبول ہوئی۔

ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب "معالم السنن" میں لکھا ہے کہ ابو داؤد کی سنن بہت بلند درجہ کی کتاب ہے۔اور علم دین میں ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔

۴۔ جامع ترمذی: اس کتاب کو امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰؒ ترمذی نے تالیف کیا۔آپ ترمذ (ترکستان) میں ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی۔امام ترمذی بڑے اونچے درجے کے محدث تھے آپ کا حافظہ ضرب المثل تھا۔آپ نے تفسیر و تاریخ اور دیگر علوم میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔جن میں جامع ترمذی اپنی جامعیت، صحت، تحقیق اور تنقید کے اعتبار سے شہرہ آفاق ہے۔علمائے حدیث کے نزدیک اس کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔اس کتاب میں مکرر حدیثیں بہت کم ہیں۔ترتیب و تہذیب کے لحاظ سے کتاب بڑی

Marfat.com

مفید ہے۔ حاجی خلیفہ مصنف "کشف الظنون" کے نزدیک صحیح بخاری اور مسلم کے بعد جامع ترمذی کا درجہ ہے۔ امام ترمذی نے ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔ بہت سے علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ تحفۃ الاحوذی از مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری بڑی مفصل ہے۔

۵۔ سُنن نسائی۔ اس کتاب کے مؤلف امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی ہیں۔ امام نسائی خراسان کے شہر نسا میں ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے نسائی مشہور ہوئے طلب حدیث میں ترکستان کے علاوہ عراق، حجاز، شام، مصر اور الجزیرہ کا سفر کرکے بڑے بڑے علمائے حدیث سے استفادہ کیا۔ بڑی مدت تک مصر میں ٹھہرے رہے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ کچھ عرصہ حمص کے قاضی بھی رہے۔ پہلے امام نسائی نے ایک بہت بڑی کتاب تالیف کی۔ بعد میں اس کتاب سے صرف صحیح حدیثوں کو منتخب کرکے موجودہ سُنن کی شکل دی۔ امام نسائی نے اس کتاب میں عبادات اور احکام کی حدیثوں کو بہت جگہ دی ہے۔ لیکن مناقب اور تفسیر القرآن کے ابواب حذف کردیے ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ امام نسائی نے بہت سی کتابیں علم حدیث میں تالیف کیں۔ بعض محدثین کے نزدیک امام نسائی حفظ حدیث میں امام مسلم سے بھی بڑے تھے۔ امام نسائی نے ۱۳ صفر ۳۰۳ھ میں بعمر ۸۸ سال وفات پائی۔

۶۔ سُنن ابن ماجہ۔ اس کتاب کو امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہؒ قزوینی نے تالیف کیا۔ آپ ایران کے مشہور شہر قزوین میں

Marfat.com

۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اسی نسبت سے قزوینی کہلائے امام ابن ماجہ نے طلب حدیث میں عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام اور مصر وغیرہ کا سفر کیا۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر قرآن، تاریخ اور سنن مشہور ہیں، لیکن آپ کی شہرت کا دارو مدار سنن پر ہے۔ امام ابن ماجہ بڑے معتبر اور ثقہ محدثین میں سے تھے۔ آپ کا حافظہ اور معلومات مسلمہ ہیں آپ نے ۲۷۳ھ میں وفات پائی

سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب تسلیم کی جاتی ہے اس میں چار ہزار حدیثیں ہیں۔ بعض علمائے حدیث نے اس کتاب کی جگہ مؤطا امام مالک کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔ اور بعض نے کتاب الدارمی کو۔

اس کتاب کے علاوہ محدثین نے بیشمار کتابیں۔ صحیح، مسند اور معجم وغیرہ کے عنوانوں سے تالیف کیں۔ لیکن کسی اور کتاب کو یہ قبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل نہ ہو سکی۔ جو صحاح ستہ کو نصیب ہوئی۔

حدیث نبوی کی اہمیت

شریعت اسلام کے دو سرچشمے ہیں۔ ایک قرآن مجید اور دوسرا حدیث نبوی، قرآن مجید کی توضیح و تشریح اور احکام الٰہی کی تفصیلات سمجھنے کے لیے حدیث کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔ قرآن مجید کو اساسی قانون کی حیثیت حاصل ہے۔ اور حدیث قانون ثانوی ہے

Marfat.com

چونکہ حدیث نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال کا اس لیے ایک عظیم الشان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، اور مشہور ترین مصلح کے پیغام کو سمجھنے کے لیے آپ کے واقعاتِ زندگی اور حکیمانہ تعلیمات پر نظر ہونی بڑی ضروری ہے۔

تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث حجت شرعی ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اتباع رسولؐ اور ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین کی ہے۔ جب تک حدیث ہمارے سامنے نہ ہو، ہم رسول کی اطاعت اور فرماں برداری نہیں کرسکتے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ	مومن صرف وہی لوگ ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں
۲۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ	اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔
۳۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ	رسولؐ خدا کی ذات مبارک میں تمہارے لیے ایک اچھا نمونہ ہے۔
۴۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ	اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تم کو دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا
۵۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ	اور ہم نے تم پر یہ ذکر و نصیحت

Marfat.com

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ	کی کتاب اتاری تا کہ تم کھول کر بیان کرو، لوگوں کے لیے وہ چیز جو ان کے لیے اتاری گئی۔
۶۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران)	اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ اس نے خود ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کیا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک بناتا ہے اور ان کو قرآن اور حکمت (احدیث) کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔
۷۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا	جو چیز رسول خدا تم کو دیں، وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول اور اتباع نبویؐ کو فرض قرار دیا۔ پھر گناہوں کی بخشش اور اللہ کی دوستی اور محبت کے لیے بھی اتباع رسول لازمی ٹھہرا دی۔ نمبر ۵ اور ۶ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب واضح کیا۔ کہ آپ قرآن کی تشریح اور تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ نیز آیات کی تلاوت کے ساتھ تزکیہ تعلیم

Marfat.com

کتاب و حکمت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ علماء نے حکمت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور سنّت مراد لی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ سنت کی حفاظت اور ہم تک پہنچنے کا ذریعہ صرف حدیث ہے

حدیث کی دینی اہمیت تو واضح ہے۔ کہ حدیث کے بغیر ہم نماز روزہ، حج، زکات کے مسائل اور تفصیلات کو نہیں جان سکتے۔ اس معاملے میں لغت بھی ہماری پوری رہنمائی نہیں کر سکتی۔ اور پھر سنّت کی نسبت لغت کا درجہ بہت ہی کم ہے۔ دین کو ایک نظام اور آئین کی شکل میں سمجھنے کے لیے حدیث کا علم ازبس ضروری ہے

دینی اور مذہبی اہمیت کے علاوہ حدیث نبوی کو تاریخی، اجتماعی، اخلاقی اور ثقافتی اہمیت بھی حاصل ہے۔ عہد نبویؐ کے تاریخی اجتماعی حالات، اخلاق اور اسلام کا اخلاقی تصور، اس عہد کے مسلمانوں کی ثقافت اور تہذیب و تمدن سب کچھ حدیث کی بدولت محفوظ ہے

ایک طرف تو حدیث نبویؐ کی بدولت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور حالات زندگی جمع ہو گئے جن کے ذریعے دین اور شریعت کو سمجھنا آسان ہو گیا۔ دوسری طرف عہد نبوی کی پوری تاریخ اور اس کی تفصیلات اس عہد کے اخلاق اور ان کا معیار، اس زمانے کی ثقافت اور اس کے مقتضیات اور اجتماعی مسائل و اقتصادی نظام کا پورا نقشہ ہمارے سامنے موجود ہے۔

Marfat.com

کتب حوالہ

مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں بڑی مفید ہیں:

بزبان عربی: (۱) تقریب: امام نووی (۲) مقدمہ ابن الصلاح (۳) فجر الاسلام: احمد امین (۴) ضحی الاسلام: احمد امین (۵) منزلۃ الحدیث من الدین: محمود شویل (۶) توجیہ النظر الی اصول الاثر: طاہر الجزائری (۷) تدریب الراوی: امام جلال الدین سیوطیؒ (۸) ہدی الساری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۹) مقدمہ تحفۃ الاحوذی: مولوی عبدالرحمن مبارکپوریؒ (جید برقی پریس دہلی ۱۳۵۹ھ) (۱۰) ترجمہ جامع صحیح البخاری: ادارۃ الطباعۃ المنیریہ (مصر) (۱۱) معرفۃ علوم الحدیث: امام حاکم (طبع مصر ۱۹۳۷ء) (۱۲) مفتاح السنۃ او تاریخ فنون الحدیث: الشیخ محمد عبدالعزیز الخولی (۱۳۴۹ھ ۱۹۳۱ء مصر) (۱۳) فصول فی اصول التشریع الاسلامی: جاد المولیٰ سلیمان (۱۹۲۹ء مصر)

بزبان اردو: (۱) علم الحدیث حصہ اول: عبداللہ العمادی (امرتسر ۱۹۱۳ء) (۲) تاریخ الحدیث: مولوی محمد علی کاندھلوی (سیالکوٹ ۱۹۳۵ء) (۳) مقام حدیث: مولوی محمد علی (لاہور) (۴) جمع القرآن والاحادیث: مولوی ابوالقاسم سیف بنارسی (لاہور ۱۹۳۶ء) (۵) فہم قرآن: مولوی سعید احمد (دہلی ۱۳۵۹ھ) (۶) تاریخ اہل حدیث (حصہ دوم متعلقہ تاریخ تدوین حدیث) مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (لاہور ۱۹۵۳ء) (۷) سنت رسول؛ ترجمہ ملک غلام علی (لاہور) (۸) کتابت حدیث: سید منت اللہ (دہلی ۱۹۵۱ء)

Marfat.com

بزبان فارسی ۔ بستان المحدثین ۔ شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی

بزبان انگریزی:

1 - The Traditions in Islam

By Alfred Guillaume

2 - The Hadith, By A, R, Dard, M.A. Lahore 1934

سوالات

۱ ۔ حدیث نبوی سے کیا مراد ہے؟ نیز بتاؤ کہ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے؟

۲ ۔ روایت کا مفہوم و مطلب تحریر کرو اور بتاؤ کہ روایت حدیث میں کن کن شرائط کا خیال رکھا جاتا تھا اور راوی حدیث کے لیے کون کون سے اوصاف ضروری سمجھے جاتے

۳ ۔ درایت سے کیا مراد ہے؟ اصولِ درایت قلمبند کرو۔

۴ ۔ بتاؤ کہ روایت اور درایت سے کون کونسے علوم معرض وجود میں آئے؟

۵ ۔ آغاز اسلام سے تیسری صدی کے آخر تک جمع اور تدوین حدیث کے مختصر حالات قلمبند کرو۔

۶ ۔ صحاح ستہ کا کیا مفہوم ہے؟ صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین کے مختصر حالات تحریر کرو

۷ ۔ روایت و درایت کا مفہوم قلمبند کرو اور علوم حدیث پر مختصر تبصرہ کرو۔

۸ ۔ حدیث نبوی کی اہمیت بیان کرو۔ اور بتاؤ کہ قرآن اور حدیث میں کیا فرق ہے؟

۹ ۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھو۔ امام مالکؒ۔ امام بخاری، عہد نبویؐ میں کتابتِ حدیث، حدیث کے مجموعوں کی اقسام۔ اقسامِ حدیث

Marfat.com

تیسرا باب

فقہِ اسلامی کا اِرتقاء

فقہ کی تعریف

فقہ کا ایک مفہوم تو لغوی ہے۔ اور دوسرا اصطلاحی۔ لغت کے اعتبار سے لفظ فقہ کا اِطلاق "سمجھ" اور "فہم" پر ہوتا ہے۔ لیکن شرعی اصطلاح میں لفظِ فقہ علمِ دین کے لیے مخصوص ہے اور اسی لیے "شرعی اعمال کے مسائل کا علم" فقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علمائے فقہ کے نزدیک فقہ سے مراد "شریعت کے ان فروعی اعمال کا علم" ہے۔ جو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا گیا ہو۔ بعض نے اس تعریف کو بڑا مختصر کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک "شرعی احکام کا علم" فقہ کہلاتا ہے۔ اور شرعی احکام سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ احکام ہیں جو اس نے اپنے مکلّف بندوں کو دیے ہوں۔

حدودِ فقہ

اسلام میں فقہ کی حدود بڑی وسیع ہیں۔ اس کا ایک سرا تو دین ہے۔ اور دوسرا دنیا۔ اسلامی فقہ دین اور معاملات دونوں کو حاوی ہے۔ عبادات اور معاملات دونوں

Marfat.com

علم فقہ کا موضوع بحث ہیں۔ اور اسی نسبت سے علم فقہ کی دو بڑی شاخیں ہیں۔ ایک شاخ عبادت کہلاتی ہے۔ اور اس کا تعلق آخرت سے ہے۔ جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج۔ دوسری شاخ کو "دنیاوی امور" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً تعزیرات (عقوبات)، مناکحات یعنی احکامِ نکاح و طلاق اور دیگر معاملات، عقوبات یا تعزیرات کا تعلق جرائم سے ہے، جیسے چوری، قتل، شراب خوری، زنا وغیرہ۔ احکامِ نکاح وطلاق میں نسب، نان نفقہ، پرورش اولاد، عدّت، وراثت وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔ معاملات کا تعلق مالیات اور معاہدات سے ہوتا ہے۔ جیسے خرید فروخت، ٹھیکہ، ہبہ، ادھار لین دین، امانت، ضمانت، مصالحت، شرکت، غصب وغیرہ۔

اصولِ فقہ علم اصول میں شرعی دلائل اور استنباطِ احکام کے طریقوں سے بحث ہوتی ہے۔ اور اصول فقہ کی غرض و غایت بھی یہی ہے۔ کہ شرعی دلائل اور استنباطِ احکام تک رسائی ہو سکے۔

فقہ اسلامی کے چار اصول ہیں :- (۱) قرآن، (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس۔ ان اصولِ اربعہ کو اسلامی قانون سازی کے مآخذ کے نام سے بھی یاد کیا جا سکتا ہے

۱۔ قرآن

اسلامی قانون سازی کا پہلا دور عہد نبوت ہے۔ اس عہد میں قرآن مجید تمام لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے نازل ہوا اور اسلامی قانون سازی کا اولین اور حقیقی سرچشمہ قرار پایا۔ یہ بنیادی ماخذ و مصدر عربی زبان میں وحی الٰہی کے طور پر سرورِ کائنات، فخرِ موجودات سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً تئیس سال کی مدت میں نازل ہوا۔ قرآن مجید اسلامی معاشرہ کے حالات کے مطابق تدریجاً نازل ہوا اور بعض اوقات جدید احکام کے لیے لوگوں کو آہستہ آہستہ آمادہ کیا گیا جیسا کہ شراب اور جوے کے متعلق قرآن مجید نے روش اختیار فرمائی۔ سب سے پہلے نصیحت کی کہ شراب اور جوا دونوں بُری عادات ہیں۔ فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا (سورۃ البقرۃ: ۲۱۹)	(اے نبیؐ) لوگ آپؐ سے شراب اور جوے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپؐ کہدیں کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کا کچھ فائدہ بھی۔ لیکن ان کا گناہ ان کے فائدہ سے بہت زیادہ ہے

جب لوگوں کے دلوں میں شراب اور جوے سے نفرت پیدا ہوگئی۔ تو فرمایا:

Marfat.com

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (سورۃ النساء: ۴۳)

اے ایمان لانے والو! بے ہوشی اور نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔

جب ایمان والوں کو یہ معلوم ہوگیا۔ کہ شراب نماز سے روکتی ہے اور خدا تعالےٰ کے شرفِ ہم کلامی سے محروم کردیتی ہے۔ تو وہ اس کو چھوڑنے کے لیے بالکل آمادہ ہوگئے۔ بلکہ بعض نے تو اسے بالکل ترک کر دیا۔ جب طبیعتوں میں اتنی آمادگی پیدا ہوگئی تو شراب اور جوئے کو حرام مطلق قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدہ: ۹۰)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور جوئے کے تیر محض ناپاک اور شیطانی کام ہیں۔ پس تم اس سے بچو۔ تاکہ تم فلاح و کامرانی حاصل کرسکو۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے نزول کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبیؐ! آپؐ قرآن کے مطابق لوگوں کو حکم دیں۔ اور فیصلہ سنائیں یعنی قرآن مجید میں دستور اسلامی اور احکام الٰہی مذکور ہیں۔

یہ بھی فرمایا۔ کہ قرآن مجید موعظت و نصیحت ہے، دل کی بیماریوں کے لیے پیغام صحت ہے، مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت بھی ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ قرآن مجید ہدایت و رحمت کے علاوہ بتیان و تشریح

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

۱۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (سورۃ النساء: ۱۰۵)

(اے نبیؐ!) ہم نے یہ کتاب تم پر حق کے ساتھ نازل فرمائی۔ تاکہ آپ خدا کے حکم کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

دیگر مقامات پر حکمِ الٰہی کے بارے میں ارشادات قابلِ غور ہیں فرمایا:

اَنۡزَلۡنٰهُ حُكۡمًا عَرَبِیًّا (سورۃ الرعد: ۳۷)

ہم نے قرآن کو بطور حکم کے عربی زبان میں نازل کیا ہے۔

فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡكَبِیۡرِ (سورۃ المؤمن: ۱۲)

حکم تو خدا ہی کا ہے۔ جو سب سے برتر اور بڑا ہے۔

اَلَا لَهُ الۡحُكۡمُ قفہ (سورۃ الانعام: ۶۲)

گوشِ ہوش سے سنو کہ حکم اسی (اللہ) کا ہے۔

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ (سورۃ الانعام: ۵۷)

حکم اللہ ہی کا ہوتا ہے۔

وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا (سورۃ المائدۃ: ۵۰)

خدا سے اچھا حکم کس کا ہو سکتا ہے

ثابت ہوا کہ اللہ بزرگ و برتر کے سوا کوئی حکم کا مجاز نہیں ہے۔ اور قرآن میں احکام الٰہی مرقوم ہیں۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (یہ کتاب) بطور نصیحت

Marfat.com

لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ یونس : ۵۷)	اور دلوں کی بیماریوں کی شفا، اور مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت آ پہنچی ہے۔
۳۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ (سورہ النحل : ۸۹)	(اے نبی!) ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل فرمائی کہ اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ اور مسلمانوں کیلیے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا مقام متعین فرما دیا ہے۔ لیکن آخری آیت (نمبر ۳) میں لفظ تبیان بعض لوگوں کے لیے ٹھوکر بلکہ گمراہی کا باعث بن جاتا ہے۔ قرآن مجید کا یہ مقصد ہرگز نہیں۔ کہ اس کتاب الٰہی میں ہر چیز کی تفصیلی جزئیات مذکور ہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے اہم مسائل کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ اور احکام کلیہ کا اجمالی ذکر آ گیا ہے۔ ان احکام قرآنیہ کا خاکہ حسب ذیل ہے:۔

۱۔ احکام عقائد۔ (یعنی توحید اور علم کلام)

۲۔ احکام عبادات (یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ)

۳۔ احکام اخلاق۔ (یعنی علم الاجتماع)

۴۔ احکام نکاح و طلاق (یعنی احوال شخصیہ)

۵۔ احکام خرید و فروخت، ٹھیکہ، شرکت وغیرہ (تجارتی اور بلدیاتی قانون)

۶۔ احکام قصاص (یعنی تعزیرات و عقوبات)۔

Marfat.com

۷۔ احکامِ صلح و جنگ (یعنی بین الاقوامی قانون)

۸۔ احکامِ عدل و مساوات۔ (یعنی دستوری قانون)

۹۔ احکامِ وراثت۔ (علم الفرائض)

۲۔ سُنّت: قرآن مجید کے بعد اسلامی قانون سازی کا دوسرا سرچشمہ سنتِ نبوی ہے۔ سنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یا افعال یا تقریرات ہیں۔ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال کو سنتِ قولی (یا حدیث شریف) کہتے ہیں۔ آپ کے افعال و اعمال کو سنت فعلی اور ان افعال کو جنہیں دیکھ کر یا سُن کر آپ نے سکوت فرمایا ہو یا اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہو۔ سنت تقریریہ کہتے ہیں۔

قرآن مجید اور سنت نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) دین و شریعت کی بنیاد و اساس قرار پائے۔ اور ایمانیات، عبادات، اصولِ تبلیغ و اشاعتِ دین، منزلی زندگی، معاملات اور تعزیرات کے لیے نص شرعی ٹھہرے۔

سنت درحقیقت قرآن کی تفسیر ہے۔ سنت قرآن کے اجمالی احکام کی تفصیل و توضیح ہے۔ اور قرآن کے قواعد کلیہ کا مفہوم واضح کرنے کے لیے تفصیلی جزئیات بیان کرتی ہے۔ سنت تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک واجب العمل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں سنت نبوی کو حجت ٹھہرا دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

۱۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج (سورۃ الحشر: ۷)	جو کچھ تمہیں پیغمبرؐ دیں۔ وہ لے لو۔ اور جس سے آپؐ منع کریں۔ اس سے رک جاؤ۔
۲۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ المائدۃ: ۹۱)	تم اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔

مقام نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ کے رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔ آپ تو صرف وحی الٰہی لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (سورۃ النجم: ۳،۴)	آپؐ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے یہ صرف وحی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔

پھر منصب رسالت کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

۱۔ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ: ۱۵۱)	جس طرح ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجے جو میری آیات پڑھ کر تمہیں سناتے ہیں۔ اور تمہیں پاک بناتے اور قرآن و سنت سکھاتے ہیں۔ جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔
۲۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ	اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول

Marfat.com

رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ (سورۃ آل عمران: ۱۶۴)	بھیجا۔ جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔ اور ان کو قرآن و سنت سکھاتے ہیں۔ اور پہلے تو یہ لوگ صریحی گمراہی میں تھے۔

یہ دونوں آیات اپنے مطالب میں بڑی واضح اور صاف ہیں نیز منصب رسالت اور مقام نبوت کی پوری توضیح کر رہی ہیں دونوں جگہ اللہ نے اپنی نعمت اور احسان جتایا کہ اے عربو! یہ رسول تمہارے اہل وطن اور ہم زبان ہیں۔ تمہاری قوم اور برادری میں سے ہیں۔ قرآن کی آیات تلاوت کرنے کے علاوہ تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب بھی ان کے مقاصد میں شامل ہیں۔ آپؐ معلّم بھی ہیں۔ قرآن کی تعلیم پھیلاتے ہیں۔ سنت کے ذریعہ تعلیمات قرآنی کو عملی جامہ پہنا کر لوگوں کے لیے حکمت عملی کا ایک اچھا اور بلند نمونہ قائم کر دیتے ہیں۔ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ، آپ سے پہلے لوگ قرآن و سنت سے ناواقف تھے۔ اور توحید و رسالت کے مفہوم کو نہ سمجھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے پوچھا۔ کہ تم کیسے فیصلہ صادر کرو گے تو عرض کیا۔ قرآن کی روشنی میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر قرآن اس بارے میں خاموش ہو۔ تو پھر کیسے؟ عرض

Marfat.com

کیا کہ رسول خدا کی سنت کے مطابق۔اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ نے قاضی شریح کو لکھا۔کہ جو مسئلہ قرآن میں موجود ہے۔اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھو اور جو قرآن میں موجود نہیں تو اس کے متعلق سنت نبوی کی اطاعت کرو۔

سنت کے بارے میں اہل السنت اور شیعہ حضرات میں اختلاف ہے۔پھر اہل السنت میں بھی دو گروہ ہیں۔ایک اہل حدیث اور دوسرا اہل الرائے۔اہل رائے کی جماعت عراق میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں قائم ہوئی اور اہل حدیث کی جماعت کو مدینہ منورہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سرکردگی حاصل ہوئی اہل السنت کے مختلف مذاہب اور مدارسِ فکر انہی دو گروہوں یعنی اہل الرائے اور اہل حدیث کی نمائندگی کرتے ہیں۔حنفی،شافعی مالکی اور حنبلی مذاہب کو ماننے والے اب بھی بکثرت موجود ہیں لیکن اوزاعی، ظاہری، طبری اور دیگر مذاہب ختم ہو چکے ہیں۔

قرآن و سنت دونوں نصِ شرعی ہیں۔لیکن قرآن و سنت میں نسخ کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔نسخ کا مطلب یہ ہے۔کہ ایک آیت قرآنی یا حدیث نبوی کا حکم دوسری آیت یا حدیث سے منسوخ ہو جائے۔نسخ سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کو آسانی مہیا کی جائے، اسلامی قوانین کے نفاذ میں تدریج قائم رہے اور تغیراتِ زمانہ کے لحاظ سے معاملاتی مسائل میں حسب ضرورت تبدیلی

Marfat.com

کی جائے۔

نسخ تین طرح سے ہوسکتا ہے: (۱) ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو۔ (۲) ایک حدیث دوسری حدیث سے منسوخ ہو (۳) ایک آیت کسی حدیث سے منسوخ ہو۔

قرآن کا قرآن سے منسوخ ہونا جمہور فقہائے کے نزدیک ثابت ہے۔ ایک حدیث کی دوسری حدیث سے منسوخی کا ثبوت بھی موجود ہے۔ سنت سے آیتِ قرآنی کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک قرآن کی آیت کو سنت منسوخ نہیں کرسکتی۔ لیکن امام مالکؒ، صاحبین اور بعض اہلِ ظاہر کے نزدیک حدیث سے آیت قرآنی کا منسوخ ہونا جائز ہے۔

ایوب سختیانی نے فرمایا۔ کہ اگر تم کسی آدمی کو سنتِ رسولؐ سناؤ۔ اور وہ کہے کہ اسے چھوڑو اور قرآن بیان کرو۔ تو سمجھ لو کہ وہ شخص گمراہ ہے۔ اوزاعی کہتے ہیں: سنت تو قرآن مجید پر قاضی بن کر آئی ہے۔ لیکن قرآن مجید کو سنت پہ قاضی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

بہرحال مقامِ سنت سے کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ قرآن مجید کے اجمالی احکام کی تفصیلی جزئیات سنت ہی مہیا کرتی ہے۔ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔ کہ نماز قائم کرو۔ اب اوقات نماز، فرائض و سنن، رکعات کی تفصیل، قیام، رکوع، سجود وغیرہ تمام چیزوں کی تفاصیل

Marfat.com

اذکار سنت ہی سے ملتے ہیں۔ اسی طرح حج، روزہ، زکوٰۃ سب کی تفصیلی جزئیات کے لیے سنت کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے

۳۔ اِجماع کتاب و سنت کے بعد جمہور فقہا کے نزدیک اسلامی شریعت کا تیسرا ماخذ اِجماع ہے۔ جمہور علماء نے اجماع کی تعریف یہ کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی زمانہ میں کسی حکم شرعی پر مجتہدین اُمت متفق ہو جائیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کی قید اس لیے لگا دی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری تھا۔ اور تنہا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہی تمام احکام و مسائل پر فیصلہ صادر کرنے کی مجاز تھی۔ آپؐ کی زندگی میں کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ کسی حکمِ شرعی کے بارے میں لب کشائی کر سکے۔

جن مسائل کے بارے میں قرآن و سنت بالکل خاموش ہوں یا کوئی حکم تو ہو مگر صراحت نہ ہو، ایسے مسائل میں تغیراتِ زمانہ اور علمائے مجتہدین کی رائے سے اِجماع اسلامی قانون سازی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

علامہ خضری کہتے ہیں۔ کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث کی نص موجود نہ ہو۔ اور سلف اس کے متعلق کوئی فتویٰ دیں۔

Marfat.com

اور اس فتویٰ کے متعلق ان میں سے کسی کا اختلاف معلوم نہ ہو۔ تو جمہور فقہاء اس کو دین کے معاملے میں حجت سمجھتے ہیں"۔
(تاریخ فقہ اسلامی)

۴۔قیاس جب کسی مسئلہ کے بارے میں کتاب و سنت میں کوئی نص موجود نہ ہوتی اور نہ اس کے متعلق اجماع امت کا ثبوت ملتا۔ تو اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لیے فقہاء رائے اور عقل سے کام لیتے۔ اس قسم کا فتویٰ دین کے قواعد عامہ کی بنا پر دیا جاتا۔ چونکہ شریعت کے تمام احکام مخصوص اغراض و مصالح پر مبنی ہیں۔ اور اغراض و مصالح ہی ان احکام کی علّت غائی ہیں۔ اس لیے جب فقہا کسی مسئلہ کے متعلق اس حکم کی عِلّت غائی معلوم کر لیتے جو نصِ شرعی کی رو سے دیا گیا ہو۔ تو ان کے لیے ممکن ہو جاتا کہ جب ایک مسئلہ کی علت دوسرے مسئلہ میں پائی جائے تو اشتراک سبب یا اشتراکِ عِلت کی بنا پر ایک مسئلہ کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے مسئلہ کے لیے بھی وہی حکم دیں۔

قیاس کے چار ارکان ہیں: (۱) مقیس یعنی جس چیز کو قیاس کیا جائے، یہ فرع ہے۔ (۲) مقیس علیہ یعنی جس پر قیاس کیا جائے، یہ اصل ہے (۳) اشتراکِ علت یعنی وہ سبب جو مقیس اور مقیس علیہ میں مشترک ہو اور قیاس کا سبب ہو (اس صورت

ہیں دونوں چیزوں یا مسئلوں میں کلی مماثلت اور مشابہت موجود ہونی چاہیے)۔ (۴) حکم، جو حکم قیاس کے بعد لگایا جائے گا۔

قیاس کو شریعت اور اسلامی قانون کی چوتھی دلیل قرار دیا جاتا ہے۔ قیاس درحقیقت اجتہاد کا وسیع میدان ہے۔ حضرت رسول اکرم نے بھی اجتہاد سے کام لیا۔ ایک مرتبہ بنو خثعم کی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ! میرے باپ پر حج فرض تھا۔ لیکن وہ بیماری کی وجہ سے حج نہ کرسکا کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تیرے باپ کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تو وہ قرض ادا نہ کرتی؟ اس عورت نے عرض کیا۔ کہ ہاں ادا کرتی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ضرور ادا کرنا چاہیے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ اس عورت نے کہا کہ اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اسے فائدہ پہنچے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا۔ اور تو ادا کردیتی تو کیا اسے فائدہ پہنچتا؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ کے قرض کی ادائیگی تو اور بھی ضروری ہے۔ چنانچہ فقہا کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے قرض کو ادائیگی اور نفع کے لحاظ سے انسان کے قرض پر قیاس کیا۔

Marfat.com

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اصحاب نے سب سے پہلے قیاس کو ایک شرعی اصول تسلیم کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قیاس کی حمایت میں اور اس کو حجت شرعی تسلیم کرنے کے متعلق بہت سے دلائل قلمبند کیے ہیں (دیکھو رسالہ اصولیہ اور کتاب الام) لیکن اہل ظاہر کے امام داؤد بن علیؒ نے قیاس کی بہت تردید کی ہے۔ اہل ظاہر نے مذہب کی بنیاد کتاب و سنت کو قرار دیتے ہوئے قیاس کا بالکل انکار کر دیا ہے۔

مختلف مذاہب کے نزدیک استنباط مسائل اور قیاس کے استعمال میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ احناف نے قیاس میں بڑے غلو اور شدت کا اظہار کیا۔ حنبلی اور مالکی علماء نے قیاس سے بہت کم کام لیا۔ شافعی علماء ان دونوں گروہوں کے بین بین رہے۔ بعض اہل حدیث اور شیعہ اس سے الگ تھلگ نظر آتے ہیں۔ اور اہل ظاہر نے تو بڑی شدت سے اس کا انکار کر دیا۔

قیاس کی صحت اور شرعی دلیل ہونے کے لیے از بس ضروری ہے۔ کہ اس میں تمام مقررہ شرائط موجود ہوں۔

Marfat.com

مذاہب اربعہ

مذاہب اربعہ سے مراد اہل السنت مسلمانوں کے چار مشہور مذہب ہیں، یعنی مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی اور مذہب حنبلی۔

مذہب حنفی

اس مدرسۂ فکر کے بانی امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ فارسی الاصل تھے ۸۰ھ (۶۹۹ء) میں عراق کے مشہور شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔

اس عہد میں کوفہ علم فقہ کا مرکز تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں مشہور فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود (متوفی ۳۲ھ) کو معلم اور قاضی بنا کر کوفہ بھیجا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس شہر میں قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم عام کردی۔ آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد شہرت دوام کے مالک بنے۔ ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں علقمہ نخعی (م ۶۲ھ) مسروق ہمدانی (م ۶۳ھ)، قاضی شریح کندی (م ۸۰ھ)، ابراہیم نخعی (م ۹۵ھ)، عامر شعبی (م ۱۰۴ھ) اور حماد بن ابی سلیمان (م ۱۲۰ھ)۔

Marfat.com

امام ابو حنیفہؒ نے پہلے تو علمِ کلام کا مطالعہ کیا۔ پھر کوفی فقہ اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان (متوفی ۱۲۰ھ) سے سیکھی۔ امام موصوف ریشمی کپڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ تجارتی ذہن، اقتصادی فہم و فراست اور علمِ کلام نے مل کر حضرت امام میں صحیح اور پختہ رائے پیدا کر دی تھی۔ معاملہ فہمی، حریتِ فکر اور آزادی رائے نے آپ کو یہ صلاحیت عطا کی کہ مسائل جدیدہ میں قیاس سے کام لے کر احکامِ شرعیہ کو عملی زندگی میں جاری کر سکیں۔ اور اسی وجہ سے آپکے مدرسۂ فکر کو مذہب اہل الرائے کے نام سے یاد کیا جانے لگا

بقول ابن عبدالبر امام اعظمؒ نے اپنے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "جب کوئی مسئلہ قرآن وسنت میں نہ ملے۔ تو میں اقوالِ صحابہ پر غور کرتا ہوں۔ اور اقوالِ صحابہ کے سامنے کسی کے قول کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتا۔ ابراہیم، شعبی، ابن سیرینؒ عطاء اور سعید بن مسیب نے بھی اپنے اپنے عہد میں اجتہاد کیا میں بھی انہی کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔"

امام موصوف کے تبحرِ علمی کی داد دیتے ہوئے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ "جو علمِ فقہ سیکھنا چاہے وہ ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے۔"

امام ابو حنیفہؒ بڑے ذہین تھے۔ اور سرعت فہم میں تو آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا۔ تو فوراً جواب دیتے گویا کہ پہلے سے جواب سوچ رکھا تھا۔

Marfat.com

بنو اُمیہ کے آخری عہد میں عراق کے گورنر ابن ہُبَیرہ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو عہدۂ قضا (چیف جج) پیش کیا۔ تو آپ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اسی طرح عباسی عہد میں خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپ کو قاضی (جج) مقرر کرنا چاہا تو پھر بھی آپ نے انکار کردیا۔ آپ نے زدوکوب کی تکالیف اور حبس دوام کے آلام و مصائب کو برداشت کرنا گوارا فرمایا۔ لیکن سرکاری عہدوں کو قبول نہ کیا اور قید خانے میں ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) میں انتقال فرمایا۔

امام ابو حنیفہؒ احادیث کے بارے میں بڑے محتاط تھے۔ اور صرف وہی احادیث قبول کرتے تھے۔ جو مستند اور موثق ذرائع سے پہنچتی ہوں۔ آپ کی احتیاط کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ جس دور میں گزرے ہیں۔ وہ دور سیاسی فتنوں اور سازشوں کا دور تھا۔ اموی سلطنت کو ختم کرکے عباسی حکومت کی داغ بیل ڈالی جارہی تھی خاندانوں اور جماعتوں کے سامنے اپنے اپنے مفاد تھے۔ اور عوام کے جذبات سے کھیلنے کے لیے ہر گروہ جعلی اور وضعی حدیثیں پیش کرکے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس گڑبڑ اور انتشار کے زمانے میں حضرت امام نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے رفقاء اور تلامذہ نے آپ سے حدیث کے ایسے پندرہ سولہ مجموعے روایت کیے ہیں۔ جن کے راویوں کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان مجموعوں کو قاضی القضاۃ ابوالمؤید خوارزمی

Marfat.com

(متوفی ۶۵۵ھ) نے جامع المسانید میں جمع کر دیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے شاگردانِ رشید میں امام ابو یوسف (۱۱۳-۱۸۲ھ) امام محمد (۱۳۲-۱۸۹ھ) اور امام زُفر (۱۱۰-۱۵۸ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام ابو یوسف بغداد میں عہدہ قضا پر فائز رہے خلیفہ ہارون رشید کی خلافت میں چیف جج مقرر ہوئے۔ ان کے عہد قضا میں اکثر قاضی حنفی مسلک کے مقرر ہوتے رہے۔ اس لیے حنفی مذہب کو فروغ کا بڑا موقع مل گیا۔ امام ابو یوسفؒ نے کئی مسائل میں صحیح احادیث کی بنا پر اپنے استاد امام ابو حنیفہ سے اختلاف بھی کیا ہے۔ امام ابو یوسف کے اقوال فقہ حنفی کی کتابوں اور امام شافعیؒ کی کتاب کے آخر میں مذکور ہیں۔ ان کی ایک گراں قدر تصنیف کتاب الخراج بھی ہے۔ اس کتاب میں امور مالیات اور محصولات وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب خلیفہ ہارون رشید کے ایما پر لکھی گئی تھی۔

امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے ایک طرف تو امام ابو حنیفہؒ سے تحصیل علم کیا۔ اور دوسری طرف امام مالکؒ سے مدینہ منورہ میں پہنچ کر علم حدیث پڑھا۔ امام اوزاعی سے بھی حدیث سُنی۔ آپ حنفی فقہ کی تدوین اور استخراج مسائل کے لیے مشہور ہیں۔ آپ کی تصانیف میں المبسوط، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، کتاب السیر الکبیر، کتاب السیر الصغیر اور الزیادات مشہور ہیں۔ ان

Marfat.com

کتابوں کو علمائے احناف کے ہاں کتب ظاہر الروایۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ کتابیں معتبر راویوں نے امام محمد سے روایت کی ہیں۔ ابو الفضل حاکم الشہید (م ۳۴۴ھ) نے ان چھ کتابوں کو اپنی تالیف کتاب الکافی میں جمع کر دیا ہے۔ اور اس کتاب کی مفصل شرح امام سَرَخسِی نے اپنی مشہور کتاب المَبسُوط میں کی ہے۔ یہ شرح تیس جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

امام محمد نے امام مالک کے شہرہ آفاق مجموعۂ حدیث المؤطا کو بھی اپنے انداز میں ترتیب دیا ہے۔

امام زُفر خالص عربی النسل ہیں۔ قیاس میں بڑے ماہر تھے۔ ان کے والد ھُذَیل بصرہ کے والی تھے۔ اور بقول ابن الندیم اصفہان کے والی تھے۔ بڑے وجیہہ اور فصیح تھے۔ دلیل و حجت میں استاد مانے گئے ہیں قیاس میں اپنا نظیر و سہیم نہیں رکھتے تھے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اہلحدیث علماء و فقہا سے میل جول کی بدولت فقہی مسائل میں احناف اور اہل حدیث کے اختلاف کو ایک حد تک کم کر دیا اور صحیح احادیث پر عمل پیرا ہو کر رائے اور قیاس کے دائرے کو تنگ کرنے کی کوشش کی حنفی مدرسۂ فکر میں حدیث کو رواج دینے کا سہرہ انہی دو بزرگوں کے سر ہے۔

مالکی مذہب مدینہ منورہ دار الہجرت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے مدینہ طیبہ کی فضا کو سازگار پاکر مکہ مکرمہ کو خیرباد کہا۔ اور مدینہ شریف میں سکونت پذیر ہوگئے۔ مدینہ کی مقدس سرزمین میں ایک خاص مکتب خیال اور مدرسۂ فکر کی بنیاد رکھی گئی۔ اس مدرسۂ فکر کو مدنی مکتب فکر کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مدنی مکتب فکر کو اہل حدیث کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مکتب فکر اپنے خصائص کی وجہ سے اہل الرائے کے نام سے مشہور ہوا۔ اور مدنی مذہب نے حدیث رسول کی محبت کی وجہ سے اہل حدیث کا لقب پایا در حقیقت اس مکتب خیال کی بنیاد حضرت عمرؓ بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کی بنیاد رکھی۔ اور صحابۂ کرام کے جانشینوں میں زیادہ مشہور سعید بن مسیب، (م ۹۳ھ) عروہ بن زبیر (م ۹۳ھ) قاسم بن محمد (م ۱۰۶ھ) سلیمان بن یسار (م ۱۰۷ھ) اور دوسرے فقہائے مدینہ تھے۔ ان بزرگان دین کے بعد مدینہ کے مدرسۂ اہل حدیث کے پیشرو ائمہ میں ابن شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ)، نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر (م ۱۱۷ھ) یحییٰ بن سعید انصاری (م ۱۴۳ھ) مشہور ہیں۔ ان بزرگوں کا ورثہ امام مالک بن انس کے حصہ میں آیا۔ جو مدینہ منورہ میں ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ساری زندگی اس مقدس شہر میں گزار کر وہیں ۱۷۹ھ میں وفات

Marfat.com

پائی - امام مالکؒ کی وجہ سے مدنی مکتب فکر مالکی مذہب کے نام سے مشہور ہوا۔

امام مالکؒ بیک وقت محدّث بھی تھے اور فقیہ بھی - اس زمانے کے اہل حدیث کے نزدیک امام مالک امام المحدثین تھے - بقول اہلحدیث سنہری سلسلۂ روایت مالکؒ عَنْ نَافِع عَنْ ابْنِ عُمَرؓ ہے - امام مالکؒ کو مدینہ منورہ کے محدّث، امام، عالم اور فقیہ کے معزز القاب سے یاد کیا جاتا ہے - امام شافعیؒ آپ کے شاگرد تھے - انہوں نے فرمایا کہ تابعین کے بعد امام مالک بندوں کے لیے اللہ تعالےٰ کی سب سے بڑی دلیل و حجت ہیں - امام مالک میرے استاد ہیں - جب کوئی حدیث مالک کی روایت سے تمہیں پہنچے تو اسے مضبوطی سے پکڑو - کیونکہ امام مالکؒ حدیث کا ایک درخشاں ستارہ ہیں" - مدینہ منورہ میں تو یہ کہا جاتا تھا کہ مدینہ میں امام مالک کے موجود ہوتے ہوئے کون فتویٰ دے سکتا ہے؛ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام سفیان ثوری علم حدیث کے امام ہیں، امام اوزاعی علوم سنت کے امام ہیں - لیکن امام مالک حدیث و سنت دونوں کے امام ہیں۔

امام مالک نے نافع بن ازرق مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ، امام ابن شہاب الزہری، یحییٰ بن سعید اور ابو الزناد عبداللہ ابن ذکوان (م ۱۳۱ھ) سے علم حدیث سیکھا - اور ربیعہ بن عبد الرحمان المعروف الرأی (م ۱۳۱ھ) سے فقہ کا علم حاصل کیا۔

Marfat.com

امام مالک بڑے راسخ العقیدہ اور بلند ہمت بزرگ تھے۔ قوت ایمانی اور جرأت و بے باکی کا یہ حال تھا کہ اپنی رائے کے اظہار میں کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے جبریہ بیعت کو ناجائز قرار دیا۔ تو حاکم مدینہ جعفر بن سلیمان نے آپ کو کوڑے لگوائے۔

امام مالکؒ اجتہاد کے لیے قرآن مجید اور حدیث کو اساس و بنیاد مانتے تھے۔ آپ کے نزدیک حدیث کی صحت کا دار و مدار صحیح سند پر تھا۔ آپ شہرت حدیث کو ضروری نہ سمجھتے۔ جب حدیث صحیح یا حسن ہوتی خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو تو آپ اس پر عمل کرتے۔ اس کے علاوہ اہل مدینہ کا عمل بھی امام موصوف کے نزدیک حجت شرعی ہے۔ آپ کے نزدیک جب اہل مدینہ کسی مسئلہ میں متفق العمل ہوں۔ اور علمائے مدینہ اس عمل کی تصدیق کریں تو وہ عمل حجت ہے۔ اور قیاس اور رائے سے مقدم ہے۔ بلکہ بعض حالات میں حدیث پر بھی مقدم سمجھتے تھے۔ اسی طرح اکابر صحابہ مثلاً خلفائے راشدینؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابن عمرؓ کا قول بھی امام مالکؒ کے نزدیک حجت اور سند ہے بشرطیکہ صحابی کی طرف اس قول کی نسبت صحیح اور درست ہو۔ تعامل و اجماعِ اہل مدینہ اور قول صحابی مالکی فقہ کی امتیازی خصوصیت ہے۔ مزید برآں امام مالکؒ رائے کا قطعاً انکار بھی نہیں کرتے۔ جب قرآن و حدیث کی قطعی نص موجود نہ ہو۔ تو آپ مصالح مرسلہ

Marfat.com

یعنی قیاس یا دلیل خاص اور مصلحت عامہ کے تقاضوں کے پیش نظر اجتہاد بھی کرتے تھے۔

مالکی مذہب کی اساس "المُوَطَّأ" ہے جسے امام مالکؒ نے چالیس برس کی محنت کے بعد تالیف کیا۔ المُوَطّأ میں امام موصوف نے احادیث کو فقہی ترتیب سے ابوابِ فقہ کے تحت جمع کیا ہے۔ اس کتاب میں کل ۱۷۲۰ احادیث ہیں۔ ۶۰۰ مسند ہیں، ۲۲۲ مرسل ۶۱۳ موقوف، ۲۸۵ مقطوع،

المُوطأ ہم تک کئی طریقوں سے پہنچی ہے۔ لیکن زیادہ مشہور دو ہیں۔ (۱) امام محمد شاگرد رشید امام ابو حنیفہؒ اور (۲) امام یحیٰی بن یحیٰی مصمودی اندلسی۔ مؤخر الذکر نسخہ عام مروج ہے۔ اسی کی شرح زرقانی مشہور ہے۔ امام سیوطی نے تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک بھی اسی نسخہ کو سامنے رکھ کر لکھی۔ شاہ ولی اللہؒ دہلوی نے بھی المسوّی (عربی شرح موطأ) المصفّٰی (فارسی شرح) کے وقت مصمودی اندلسی کے نسخے کو پیش نظر رکھا۔ اردو میں ترجمہ اور شرح کا سہرا مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کے سر ہے۔

امام شافعی نے الموطأ کے متعلق فرمایا کہ کتاب اللہ کے بعد امام مالک کی کتاب الموطأ سے زیادہ صحیح اور مفید کوئی دوسری کتاب روئے زمین پر موجود نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ دہلوی بھی اسی قسم کے جذبات کا اظہار کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ الموطأ کو پڑھے

Marfat.com

بغیر اجتہاد اور فقہ کے دروازے بند رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک اجتہاد اور فقہ میں مہارت پیدا کرنے کے لیے المؤطا کو نصب العین بنانا نہایت ضروری ہے۔

امام مالک کے شاگردوں میں امام محمد بن حسن شیبانی (شاگرد رشید امام ابوحنیفہؒ) امام شافعیؒ، یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی (م ۲۳۴ھ) اور مصریوں میں سے عبدالرحمٰن بن القاسم (م ۱۹۱ھ)، عبداللہ بن وہب (م ۱۹۷ھ) اشہب بن عبدالعزیز (م ۲۰۴ھ) اور عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۱۴ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مؤخر الذکر چار مصری اصحاب مالک نے اپنے عہد میں مصر کے دینی حلقوں میں امام مالک کے مدرسہ فکر کی خوب اشاعت کی۔

امام مالکؒ کے شاگردانِ رشید میں سے یحییٰ بن یحییٰ اندلسی نے امام موصوف کی فقہ کو اندلس میں بڑا رواج دیا۔ یحییٰ طنجہ کے بربری قبیلہ مصمودہ میں سے تھے۔ لہٰذا اس نسبت سے مصمودی کہلائے۔ اور چونکہ یحییٰ کے جد امجد وِسلاس بنولیث (کنانہ) کے آدمی یزید بن ابی عامر کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے اس لیے لیثی کہلائے۔ یحییٰ مصمودی نے اندلس سے دو مرتبہ تحصیل علم کی خاطر سفر کیا۔ امام مالک سے حدیث سنی۔ پھر مکہ مکرمہ پہنچے اور مصر میں لیث بن سعد، ابن وہب اور ابن القاسم سے علم حدیث حاصل کیا اور ابن القاسم سے فقہ بھی سیکھی۔ امام مالک کے جنازہ

Marfat.com

میں شرکت کی۔ تکمیل علم کے بعد اندلس واپس جاکر مالکی مذہب کو سارے ملک میں رواج دیا۔ امام یحییٰ مصمودی نے علم حدیث اور فقہ میں تبحر کے ساتھ عقلِ سلیم کا بہرۂ وافر پایا تھا۔ اسی وفور عقل کی بنا پر امام مالکؒ اپنے شاگرد کو العاقل کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ نے اس اندلسی شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، ائمہ مسلمین اور جمہور اہل اسلام کی خیر خواہی کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیو"۔ امام یحییٰ مصمودی اپنے علم و فضل اور عقل و دانش کے اعتبار سے اندلس کے خواص و عوام کا مرجع بن گئے۔ امیر عبدالرحمٰن بن الحکم (خلیفہ اندلس) کے ہاں انہیں بڑا رسوخ اور اقتدار حاصل ہو گیا۔ امیر اندلس نے امام یحییٰ کو کئی مرتبہ منصب قضا پیش کیا، لیکن انہوں نے عہدہ قبول کرنے سے ہمیشہ گریز کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس بے لوث جذبہ کو دیکھ کر سلطان کے ہاں اس کی عزت اور قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔ اور ان کے مشورہ کے بغیر منصب قضا کا کوئی تقرر عمل میں نہ آتا۔ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں امام مالکؒ کے مسلک کے خلاف بھی فتویٰ دیا ہے۔

مالکی فقہ کی ایک مشہور کتاب اَلْمُدَوَّنَۃ ہے۔ جسے مسائل کی صورت میں اَسَد بن الفُرات (م ۲۱۳ھ) نے تالیف کیا۔ یہ بزرگ امام مالک کے شاگرد تھے۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے

Marfat.com

لیکن ٹیونس (تونس) میں آباد ہوگئے تھے۔ امام مالکؒ سے علم حدیث پڑھنے کے بعد عراق چلے گئے۔ اور وہاں فقۂ عراق کا مطالعہ کیا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد (شاگردان امام ابو حنیفہؒ) سے عراقی انداز میں فروع کی سماعت کی۔ پھر مصر پہنچے اور وہاں اصحاب امام مالک بالخصوص عبدالرحمن ابن القاسم کے سامنے وہی فروع پیش کر کے مالکی مذہب کا نظریہ معلوم کیا۔ اسد بن الفرات تونسی نے ان تمام معلومات کو ایک کتاب میں جمع کر دیا اور اس کا نام المُدَوَّنۃ رکھا۔ بعد ازاں وہ اپنی اس کتاب کو لے کر قیروان پہنچے۔ جہاں یہ کتاب فقیہ مغرب عبدالسلام بن سعید المعروف سحنون القیروانی التنوخی (م ۲۴۰ھ) کے ہاتھ آگئی۔ سحنون المدونۃ کو لے کر ۱۸۸ھ میں مصر پہنچے۔ اور ابن القاسم کے سامنے پیش کر کے ان مسائل کی اصلاح کی گئی۔ اسد بن الفرات کا نسخہ المدونہ غیر مرتب تھا، اس میں باب اور عنوان مفقود تھے۔ سحنون القیروانی نے ترتیب دے کر باب قائم کیے۔ اور بعض مسائل کے لیے آثار سے حجت و دلیل لی۔ اس مرتب اور مہذب نسخۂ المدونہ کو لے کر سحنون قیروان واپس آئے۔ وہاں سے المدونہ کا نسخہ اندلس میں پہنچا۔ اس طرح سارے اندلس اور مغرب میں مالکی مذہب پھیل گیا۔

مختصر یہ کہ المدونہ امام مالکؒ کی تالیف نہیں ہے۔ بلکہ ان کے فتووں کا ایسا مجموعہ ہے جس میں ان کے تلامذہ اور تلامذہ

Marfat.com

کے تلامذہ کے اجتہاد کو بھی دخل ہے۔ المدونہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں حجاز کا رجحان حدیث اور عراقی فقہ دونوں شامل ہیں۔

سحنون قیروانی اٹھارہ انیس برس کی عمر میں تحصیل علم حدیث کی خاطر امام مالک کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے نکلے لیکن مصر میں پہنچے تو زاد راہ نے جواب دے دیا۔ اور فقر و افلاس نے امام مدینہ کی صحبت کے شرف سے محروم کر دیا۔ بہرحال ابن القاسم، ابن وہب، اشہب، سُفیان بن عُیینہ، وکیع، ابوداؤد طیالسی وغیرہ اہلِ علم سے حدیث و فقہ پڑھنے کے بعد تیس برس کی عمر میں افریقہ واپس پہنچے۔ امام سحنون قیروانی کے سوانح نگار اُن کے علم و فضل کے بڑے مداح ہیں۔ یہ فقیہ مغرب تقویٰ، پرہیزگاری، زہد و قناعت کے پیکر ہونے کے علاوہ علم و فضل میں یگانہ روزگار تسلیم کیے جاتے تھے۔ کھانے پینے اور لباس کے معاملہ میں بالکل سادہ مزاج تھے۔ بڑے متواضع، کریم الاخلاق اور رقیق القلب تھے۔ خدا کے حضور میں بکثرت آنسو بہاتے۔ بادشاہوں کے تحفے تحائف اور وظائف کو قطعاً قبول نہ کرتے تھے۔ امام سحنون کو زاہدِ امت، حکیم ملت اور فقیہ مغرب کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ سحنون نے اندلس، افریقہ اور مغرب میں سنتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کر دیا۔ وہ مسلمانوں کے بیت المال پر زیادہ بوجھ ڈالنا جائز

Marfat.com

نہ سمجھتے تھے۔ مدت تک منصب قضا پر فائز رہنے کے باوجود تنخواہ یا معاوضہ کبھی نہیں لیا۔ اپنے احباب کے لیے بھی بڑی کم تنخواہیں تجویز کرتے تھے۔

شافعی مذہب

شافعی مدرسۂ فکر امام محمد بن ادریس شافعیؒ کی طرف منسوب ہے۔ امام موصوف قریش میں سے ہیں۔ آپ کے والد ادریس کسی ضرورت سے ملک شام گئے۔ تو غزہ کے مقام پر ۱۵۰ھ ۷۶۷ء میں امام موصوف پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ ۸۱۹ء میں مصر میں وفات پائی۔ امام موصوف کو بچپن سے علم حدیث سے شغف تھا۔ علماء کی صحبت میں بیٹھتے تو جو حدیث سنتے اس کو سینے میں محفوظ کر لیتے آپ نے بہت سے سفر کیے۔ مکہ مکرمہ میں خالص عربی ماحول میں پرورش پائی۔ عربی ادب میں بڑی مہارت حاصل کی۔ عربی اشعار اور عربی نثر میں سند ملنے گئے۔ زبان اور لغت سیکھنے کے لیے ہذیل جیسے بادیہ نشین قبیلہ میں چلے گئے۔ اور مسلمہ زبان دان ٹھہرے مکہ مکرمہ میں شیخ حرم مسلم بن خالد اور سفیان بن عیینہ سے فقہ و حدیث پڑھی بعد ازاں ۱۷۰ھ میں مدینہ منورہ پہنچ کر امام مالکؒ سے ان کی کتاب الموطأ پڑھی اور امام مالکؒ کی وفات تک ان کی خدمت میں حاضر رہے۔ پھر یمن و بغداد ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ میں واپس آئے۔ عراق میں پہنچے۔ تو وہاں امام محمدؒ شیبانی (شاگرد رشید امام ابو حنیفہؒ) سے عراقی فقہ سیکھی۔ بالآخر

Marfat.com

مصر میں اقامت پذیر ہو گئے۔

امام شافعیؒ حدیث، فقہ اور لغت کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ فصاحت و بلاغت، وقتِ نظر و فکر اور تبحر علمی کے لیے مشہور ہیں۔ مختلف مدارس فکر کے آئمہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے اور مختلف شہروں اور بادیوں میں رہنے سہنے کی بدولت آپ کی نظر بڑی وسیع ہو گئی تھی۔ اور تجربہ و مہارت میں کوئی کمی نظر نہیں آتی۔ بقول حافظ ابن حجر عسقلانی امام شافعیؒ نے علم اہل حدیث اور علم اہل الرائے کو جمع کر کے اصول و قواعد کی بنیاد رکھی۔

امام شافعیؒ نے اپنا مسلک اپنی کتاب الاُمّ میں بصراحت یوں قلمبند کیا ہے۔ "قرآن و سُنّت اصل و بنیاد ہیں۔ اگر کوئی چیز اُن میں نہ ملے تو پھر کتاب و سنت کے طریق پر قیاس کیا جائے گا۔ جب کوئی حدیث صحیح اِسناد سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے تو وہ سنت ہے۔ خبر مفرد پر اجماع کو ترجیح ہے صحیح ترین اسناد والی حدیث ایسی دوسری حدیثوں سے افضل و اولیٰ ہے۔" مختصر یہ کہ آپ کتاب و سنت اور اجماع و قیاس چاروں ذرائع سے استنباط مسائل کرتے اور چاروں کو قابلِ استدلال سمجھتے تھے۔ مگر آپ حنفیوں کے "استحسان" اور مالکیوں کے "مصالح مرسلہ" کو تسلیم نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

امام شافعیؒ کو اصولِ احکام مرتب کرنے کا شرفِ اولیت حاصل ہے۔ آپ نے اپنے مشہورِ الرسالۃ میں اصولِ فقہ کو علمی حیثیت سے لکھا ہے۔ اس رسالہ میں مضامین ذیل سے بحث کی ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی، ناسخ و منسوخ، جمل الفرائض، احادیث کے علل، خبرِ واحد کو قبول کرنے کے شرائط، اجماع، اجتہاد، استحسان اور قیاس۔

کتاب الامّ امام شافعیؒ کا علمی سرمایہ ہے۔ اس میں عباداتؒ معاملات، عقوبات (تعزیرات)، مناکحات وغیرہ موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔ کتاب الامّ کو امام موصوف کے مصری شاگرد ربیع مرادی روایت کرتے ہیں۔ امام شافعی کے مسلک اجتہاد وفقہ کے سلسلے میں کتاب الامّ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

امام شافعی کے شاگردوں کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔ ان میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء و فضلا شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل جو چوتھے امام مذہب بھی ان کے شاگرد تھے۔

حنبلی مذہب حنبلی مکتبِ فکر امام احمد بن حنبلؒ کی طرف منسوب ہے۔ آپ اہل السنت کے چوتھے امام مذہب ہیں۔ خالص عربی النسل ہیں۔ بغداد میں ۱۶۴ھ (۷۸۰ء) میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۴۱ھ (۸۵۵ء) میں وہیں وفات پائی۔ آپ اپنے زمانے کے جلیل القدر امام اور محدث تھے آپ نے تحصیل علم حدیث کیلئے

بہت سے سفر اختیار کیے۔ شام، حجاز، یمن، بصرہ اور کوفہ کے اہل علم کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کیا۔ امام شافعی سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش و امتحان کی بڑی مصیبتیں جھیلیں

ابتدا میں شافعی مذہب اختیار کیا۔ لیکن جب درجۂ اجتہاد حاصل ہو گیا۔ تو صاحب مذہب امام قرار پائے۔ آپ کا عمل حدیث پر تھا۔ جب آپ کو صحیح حدیث مل جاتی تو پھر ادھر ادھر نہ دیکھتے۔ اگر کسی صحابی کا فتویٰ مل جاتا تو اس پر عمل کرتے۔ اگر کئی صحابی مختلف الخیال ہوتے تو پھر اس فتویٰ کو ترجیح دیتے۔ جو کتاب و سنت سے زیادہ قریب ہوتا۔ آپ مرسل یا ضعیف حدیث کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔ انتہائی ضرورت کے بغیر قیاس استعمال نہ کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے احادیث کو جمع کیا۔ یہ مجموعہ احادیث مُسند احمد بن حنبل کے نام سے مشہور ہے۔ عصر حاضر میں احمد عبدالرحمٰن الساعاتی نے مسند امام احمد کو تبویب جدید کے ساتھ فقہی انداز میں مرتب کرنا شروع کیا۔ کئی جلدیں چھپ چکی ہیں۔ اسی طرح احمد شاکر نے مسند کو حواشی مفیدہ کے ساتھ طبع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چودہ پندرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

امام احمد بن حنبل کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ بھی اسی طرح وسیع ہے۔ جس طرح دوسرے ائمہ مذاہب کا ہے۔

Marfat.com

کتب مصادر

(۱) جادالمولی سلیمان: فصول فی اصول التشریع الاسلامی
(۲) احمد امین : فجر الاسلام
(۳) احمد امین : ضحی الاسلام جزء ۲
(۴) الخضری : اصول الفقہ (۱۹۳۳ء)
(۵) الخضری : تاریخ التشریع الاسلامی (۱۹۲۶ء)
(۶) ابن خلکان : وفیات الاعیان
(۷) ابن عبدالبر الاندلسی: الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء
(قاہرہ، ۱۳۵۰ھ)
(۸) ڈاکٹر صبحی محمصانی: فلسفۃ التشریع الاسلام
(مجلس ترقی ادب نے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے)
(۹) محمد بن حسن: تاریخ الفقہ
(۱۰) امام سیوطی: تنویر الحوالک شرح موطأ امام مالک
(۱۱) ابن فرحون: الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب
(مصر ۱۳۵۱ھ)
(۱۲) شاہ ولی اللہ دہلوی: المسوّی (طبع مکہ المکرمہ)
(۱۳) ڈاکٹر علی حسن: نظرۃ عامۃ فی تاریخ الفقہ الاسلامی (قاہرہ ۱۹۴۲ء)

ائمہ اربعہ کے سوانح و سیر عربی اور اردو میں عام مل جاتے ہیں۔ ان کی طرف رجوع کریں۔

Marfat.com

سوالات

(۱) اسلامی فقہ کے ارتقاء پر تبصرہ کرو۔

(۲) فقہ کی تعریف قلمبند کرو۔ حدود فقہ متعین کرو

(۳) اصول فقہ پر سیر حاصل بحث کرو۔

(۴) حنفی مذہب سے کیا مراد ہے۔ تاریخ و تنقید کی روشنی میں تبصرہ کرو۔

(۵) مالکی مذہب کے کیا اصول ہیں ؟ مالکی فقہ پر بحث کرو۔

(۶) شافعی مذہب کو حنفی اور مالکی مدارس فکر سے کیا نسبت ہے ؟ سیر حاصل بحث کرو۔

(۷) حنبلی مذہب کے متعلق تم کیا جانتے ہو ؟ تفصیل سے لکھو۔

(۸) مذاہب اربعہ سے کیا مراد ہے ؟ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ بالوضاحت بیان کرو۔

(۹) اہل الرائے اور اہل حدیث میں کیا فرق ہے ؟ مذاہب اربعہ پر ان دونوں کے خیالات کا کیا اثر پڑا ؟

(۱۰) امام ابو یوسف، امام محمدؒ امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی، المدونۃ الموطاؔ، المبسوط پر مختصر نوٹ لکھو

Marfat.com

رُبع اوّل

از

پارہ اوّل

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيٰتٍ

سورۂ فاتحہ مکی ہے اور اس کی سات آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا بےحد مہربان نہایت رحم والا مالک

بِسْمِ: ب بمعنی ساتھ، یہ حرف آغاز اور ابتداء کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسم کا الف (الف وصل) کثرت استعمال سے حذف ہوگیا ہے۔ اللّٰہِ: اسم ذات ہے یا ایسی ذات جس کے سامنے بندے حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ پھیلائیں الرَّحْمٰنِ: نہایت رحم والا۔ یہ اللہ کے لیے اسم خاص ہے۔ لفظ الرحمن خدا کے سوا کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا۔ الرَّحِیْمِ: مہربان رحم کرنے والا۔

(باقی صفحہ ۱۳۸ پر)

Marfat.com

يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

روزِ جزا کا تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

بتلا ہم کو راہ سیدھی راہ اُن لوگوں کی جن پر تو نے

عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً

سورۂ بقرہ مدنی ہے اور اس کی دو سو چھیاسی آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى

الم اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتلاتی ہے

يَوْم: دن - الدِّيْن - جزا، بدلہ۔
يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد یوم قیامت ہے۔ اس دن صرف اللہ کی حکومت ہوگی۔
اِيَّاكَ: صرف تیری ہی - نَعْبُدُ: فعل مضارع، جمع متکلم، ہم عبادت کرتے ہیں
نَسْتَعِيْنُ: (فعل مضارع، جمع متکلم) ہم مدد مانگتے ہیں (عون سے استعان
باب استفعال ہے)، اِهْدِنَا (اِهْدِ + نَا) دکھا ہمیں، ہدایت کر ہمیں، الصِّرَاط

(باقی صفحہ ۱۳۴ پر)

Marfat.com

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ

ڈرنیوالوں کو — جو کہ یقین رکھتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا — اور قائم رکھتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

نماز کو — اور جو ہم نے روزی دی ہے اُنکو اُس میں سے خرچ کرتے ہیں — اور وہ لوگ

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ

جو ایمان لائے اُس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اُس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ

قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

سے پہلے اور آخرت کو — وہ یقینی جانتے ہیں — وہی لوگ

عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ہیں ہدایت پر — اپنی پروردگار کی طرف سے — اور وہی ہیں — مراد کو

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ

پہنچنے والے — بیشک جو لوگ کافر ہوچکے — برابر ہے

لِلْمُتَّقِیْنَ: (لِ + اَلْمُتَّقِیْنَ) یہ لفظ وَقٰی یَقِیْ سے نکلا ہے۔ متّقی اور پرہیزگار لوگ۔ تقویٰ رکھنے والے۔ تقویٰ کا مطلب ہے۔ خدا کی نافرمانی سے بچنا۔ یُؤْمِنُوْنَ: (مضارع۔ جمع مذکر غائب) ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان کا لغوی معنی ہے۔ تصدیقِ قلبی اور اصطلاحِ شرع میں زبان سے اقرار، دل سے تصدیق عملِ صالح کا نام ایمان ہے۔ بِالْغَیْبِ: غیب پر۔ غیب سے مراد خدا، فرشتے

(باقی صفحہ ۱۳۵ پر)

Marfat.com

عَلَيْهِمْ ءَ أَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

اُن کو ... تو ڈرائے ... یا ... نہ ڈرائے ... وہ ... ایمان

يُؤْمِنُونَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى

نہ لائیں گے ... مہر کر دی ... اللہ نے ... اُن کے دلوں پر ... اور

سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ

اُن کے کانوں پر ... اور ... اُن کی آنکھوں پر ... پردہ ہے ... اور اُن کے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

بڑا ... عذاب ... ہے ... اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی جو ... کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ

ہم ایمان لائے اللہ پر ... اور دن ... قیامت پر ... اور ... وہ ... ہرگز

بِمُؤْمِنِيْنَ ○ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مومن نہیں ... دغا بازی کرتے ہیں ... اللہ سے ... اور ... ایمان ... والوں سے

ءَ أَنْذَرْتَهُمْ: (ءَ ا ءَ آ) بظاہر استفہام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اختیار اور چاہت کے لیے آیا ہے "چاہیے"، خواہ۔ أَنْذَرْتَ: تو ڈرائے۔ أَنْذَرَ يُنْذِرُ إِنْذَارٌ (باب اِفعال) خطرناک امر یا چیز سے آگاہ کرنا۔ متنبہ کرنا (TO WARN) (واحد مذکر غائب)۔ يُخٰدِعُوْنَ: (مضارع جمع مذکر غائب) خَادَعَ يُخَادِعُ (باب مُفَاعَلَة) دھوکہ بازی کرنا۔ فریب کاری

(باقی صفحہ ۱۳۵ پر)

Marfat.com

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اور در اصل کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سوچتے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ

اُن کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھا دی اللہ نے اُن کی بیماری

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

اور اُن کے لئے عذاب دردناک ہے اس بات پر کہ جھوٹ کہتے ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ

اور جب کہا جاتا ہے اُن کو فساد نہ ڈالو ملک میں

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ

تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں جان لو وہی ہیں

هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے

يَخْدَعُوْنَ: (خَدَعَ۔ يَخْدَعُ) وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ يَشْعُرُوْنَ: (شَعَرَ يَشْعُرُ) وہ سمجھتے ہیں شعور رکھتے ہیں۔ فَزَادَ: فَ + زَادَ (زَادَ يَزِيْدُ) بڑھا دیا۔ زیادہ کردیا (فعل ماضی)، قِيْلَ: قَالَ يَقُوْلُ سے ماضی مجہول ہے۔

Marfat.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

اور جب کہا جاتا ہے اُن کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ

تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف جان لو وہی ہیں

هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا

بیوقوف لیکن نہیں جانتے اور جب

لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا

ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہا

اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ

ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو

مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ

ہنسی کرتے ہیں (یعنی مسلمانوں سے) اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے اور

اٰمِنُوْا: فعل امر جمع کے لیے۔ اٰمَنَ: فعل ماضی۔ نُؤْمِنُ: مضارع جمع متکلم
السُّفَهَآءُ: (مفرد سَفِيْه) بے وقوف، نادان۔ يَعْلَمُوْنَ: (عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا) جمع مذکر غائب۔ مُسْتَهْزِءُوْنَ: استہزاء کرنے والے، مسخری کرنے والے۔ يَسْتَهْزِئُ: مذاق کرتا ہے مراد ہنسی اور مسخری کا بدلہ دے گا۔

Marfat.com

يَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ

ترقی دیتا ہے اُن کو اُن کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں یہ

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا

وہی ہیں جنھوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے تو نافع نہ

رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

ہوئی اُن کی سوداگری اور نہ ہوئے راہ پانے والے

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ

اُن کی مثال اُس شخص کی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب روشن

أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ

کر دیا آگ نے اُس کے پاس کو تو زائل کر دی اللہ نے اُن کی روشنی

وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ

چھوڑا اُن کو اندھیروں میں کہ کچھ نہیں دیکھتے بہرے ہیں

يَمُدُّ: (مَدَّ يَمُدُّ) بڑھائے گا، زیادہ کرے گا۔ (فعل مضارع واحد مذکر غائب) طُغْيَان: سرکشی، بغاوت۔ يَعْمَهُونَ: (عَمِهَ يَعْمَهُ) حیران پھرتے رہیں گے۔ سرگشتہ رہیں گے۔ (فعل مضارع جمع مذکر غائب) اشْتَرَوا ء (اشْتَرٰى يَشْتَرِيْ باب افتعال شَرٰى سے) خرید لی (فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔ رَبِحَتْ: (رَبِحَ يَرْبَحُ) مفید ہوئی، نفع مند ہوئی۔ (فعل ماضی واحد مونث

(باقی صفحہ ۱۲۵ پر)

Marfat.com

بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ اَوْ كَصَيِّبٍ

گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے یا اُن کی مثال ایسی

مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ

ہے جیسے زور سے مینہ پڑ رہا ہو آسمان سے اُس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی

يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ

دیتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں مارے

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللّٰهُ مُحِيطٌ

کڑک کے موت کے ڈر سے اور اللہ احاطہ کرنیوالا

بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ

ہے کافروں کا قریب ہے کہ بجلی اُچک لے اُن کی آنکھیں

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيهِ قلا وَاِذَآ اَظْلَمَ

جب چمکتی ہے اُن پر تو چلنے لگتے ہیں اُس کی روشنی میں اور جب اندھیرا ہوتا

بُكْمٌ: واحد اَبْكَم گونگا، جو بول نہ سکے عُمْيٌ: واحد اَعْمٰى اندھا، جو دیکھ نہ سکے كَصَيِّبٍ: كَ + صَيِّبٍ ۔ كَ بمعنی مانند، طرح، مثال کے لیے استعمال ہوتا ہے صَيِّبٍ بمعنی بارش ۔ اَصَابِعَ: واحد اِصْبَع، انگلیاں ۔ اٰذَان: واحد اُذُن، کان الصَّوَاعِق: واحد صَاعِقَة بجلی ۔ مُحِيطٌ: اِحَاطَ يُحِيطُ سے، احاطہ کرنے والا ۔ يَكَادُ: قریب ہے، كَادَ سے مضارع، يَخْطَفُ: اُچک لے جائے

(باقی صفحہ ۱۳۵ پر)

Marfat.com

عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

ہے تو کھڑے رہجاتے ہیں اور اگر چاہے اللہ تو لیجاوے اُن کے کان اور

وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

آنکھیں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اور اُن کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

جس نے بنایا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور آسمان کو چھت اور اتارا آسمان سے پانی

قَامُوْا: قَامَ ۔ يَقُوْمُ کھڑے ہونا سے جمع مذکر غائب لَوْ: اگر ۔ شَاءَ: چاہے ۔ (مضارع يَشَاءُ) مَا شَاءَ اللّٰهُ اور اِنْ شَاءَ اللّٰهُ میں یہی شَاءَ ہے اُعْبُدُوْا: عبادت کرو ۔ (فعل امر جمع مخاطب مذکر) لَعَلَّكُمْ: لَعَلَّ + كُمْ لَعَلَّ عام طور پر امید کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔ اَنْزَلَ: باب افعال نَزَلَ سے

Marfat.com

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا

پھر نکالے اُس سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے سو

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

نہ ٹھہراؤ کسی کو اللہ کے مقابل اور تم تو جانتے ہو

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى

اور اگر تم شک میں ہو اُس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے

عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا

بندہ پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلاؤ

شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اُس کو جو تمہارا مددگار ہو اللہ کے سوا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے

فَاَخْرَجَ: فَ بمعنی پس، پھر + اَخْرَجَ۔ خَرَجَ سے باب اِفعال بمعنی نکالنا۔ اَنْدَادًا: واحد نِدّ شریک، ہمسر، مثال۔ نَزَّلْنَا: نَزَّلَ + نَا (جمع متکلم، ماضی)، باب تفعیل نَزَلَ سے۔ فَاْتُوْا: ف × اْتُوْا = تم لے آؤ، (اَتٰی یَاْتِیْ سے فعل امر جمع مذکر مخاطب)

Marfat.com

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

تو پھر بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہیں تیار کی ہوئی ہے کافروں کیواسطے اور خوشخبری دے اُن لوگوں کو جو ایمان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

لائے اور اچھے کام کئے کہ اُن کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا

اُن کے نیچے نہریں جب ملیگا اُن کو وہاں کا

مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا

کوئی پھل کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ملا تھا

مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَا

ہم کو اس سے پہلے اور دیے جائیں گے اُنکو پھل ایک صورت کے اور اُن کے لیے وہاں

اُعِدَّتْ: (ماضی مجہول، واحد مونث غائب) تیار کی گئی ہے۔ بَشِّرْ: (باب تفعیل، فعل امر واحد مذکر مخاطب) تم خوشخبری سناؤ تَجْرِيْ: (جَرٰى يَجْرِيْ) مضارع واحد مونث غائب۔ بہتی ہیں، چلتی ہیں، جاری ہیں۔ رُزِقُوْا: ماضی مجہول، جمع مذکر غائب۔ فِيْهَا: ان باغوں میں۔

Marfat.com

أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝

عورتیں ہونگی پاکیزہ اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

بیشک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مچھر کی یا اُس چیز کی جو اُس سے بڑھ کر ہے سو جو لوگ مومن ہیں اور یقیناً

فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا

جانتے ہیں کہ یہ مثال ٹھیک ہے جو نازل ہوئی اُن کے رب کی طرف سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ أَرَادَ اللّٰهُ

اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کیا مطلب تھا اللہ کا اس

بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ

مثال سے گمراہ کرتا ہے خدا تعالیٰ اس مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت

اَزْوَاجٌ: واحد زَوْجٌ، رفیق حیات، بیویاں۔ مُطَهَّرَةٌ: پاک صاف۔ اردو میں طاہر اور طہارت عام استعمال ہوتا ہے۔ يَسْتَحْيٖ: (استحیاء باب استفعال حیا سے) مضارع واحد مذکر غائب۔ عار محسوس کرنا، رکنا۔ شرمانا۔ يَضْرِبَ مَثَلًا: مثال بیان کرنا۔ بَعُوْضَةً: مچھر کی۔ اَرَادَ: (اَرَادَ، يُرِيْدُ، اِرَادَةً) ارادہ کیا، چاہا۔ مَثَلًا: مثال دے کر۔ (تمیز یا حال)۔ بِهٖ: کی ضمیر اس جگہ اللہ

(باقی صفحہ ۱۳۶ پر)

Marfat.com

بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ

کرتا ہے اُس سے بہتیروں کو اور گمراہ نہیں کرتا اس مثل سے مگر بدکاروں کو

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

جو توڑتے ہیں خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے کے بعد

مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ

اور قطع کرتے ہیں اُس چیز کو جس کو اللہ نے فرمایا

يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

ملانے کو اور فساد کرتے ہیں ملک میں وہی ہیں

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

ٹوٹے والے کس طرح کافر ہوتے ہو خدا تعالیٰ سے

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ

حالانکہ تم بیجان تھے پھر جلایا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر

يَنْقُضُوْنَ : نَقَضَ يَنْقُضُ ـ توڑنا ـ مِيْثَاق : (وَثِقَ يَثِقُ) پختگی ـ يُوْصَلَ مضارع مجہول (وَصَلَ يَصِلُ صِلَةً ملانا، جوڑنا) كَيْفَ : کس طرح یہاں اظہار تعجب کے لیے استعمال ہوا ہے، استفہام کے لیے نہیں ـ اَمْوَاتًا : بے جان مردے ـ اَحْيَا : اس نے زندہ کیا ـ لفظ حیات ہمارے عام مستعمل ہوتا ہے ـ (باب افعال) يُمِيْتُ : (اَمَاتَ يُمِيْتُ) وہ مارے گا ـ مردہ بنا دے گا ـ

Marfat.com

يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ هُوَ الَّذِي

جلائے گا تم کو پھر اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے وہی ہے جس نے

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ

پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر

اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا اُن کو سات آسمان

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ

اور خدا تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے اور جب کہا تیرے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

فرشتوں کو کہ میں بنانیوالا ہوں زمین میں ایک نائب

قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ

کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اُس کو جو فساد کرے اُس میں اور خون

يُحْيِيكُمْ: اَحْيَا ماضی سے يُحْيِي مضارع ہے (قیامت میں) وہ تمہیں حیات بخشے گا۔ زندہ کرے گا۔ تُرْجَعُوْنَ: مضارع مجہول۔ تم لوٹائے جاؤ گے۔ تم کو پھیرا جائے گا۔ اِسْتَوٰی: اس نے توجہ دی۔ اِسْتَوٰی يَسْتَوِي سے باب افتعال ہے۔ فَسَوّٰهُنَّ: (فَ + سَوّٰى + هُنَّ) پس درست کرکے بنایا ان کو۔ سَوّٰى باب تفعیل سَوِيَ سے۔ يَسْفِكُ مضارع ہے سَفَكَ سے

الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ

بہائے اور ہم پڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے

لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ

ہیں تیری پاک ذات کو فرمایا کہ بے شک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور سکھلا دیے

اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا اُن سب چیزوں کو

الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ

فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا

اگر تم سچے ہو بولے پاک ہے تو ہم

عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ

کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بیشک تو ہی ہے اصل جاننے والا

اَلدِّمَآء: واحد دَم بمعنی خون۔ نُسَبِّحُ: مضارع جمع متکلم۔ ہم تسبیح کرتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ پڑھتے ہیں۔ (باب تفعیل)۔ نُقَدِّسُ: مضارع جمع متکلم۔ ہم تقدیس اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ (باب تفعیل) اَعْلَمُ: میں جانتا ہوں۔ مضارع، واحد متکلم، عَلَّمَ: سکھایا۔ (عَلَّمَ یُعَلِّمُ تَعْلِیْمًا) باب تفعیل ہے۔ اَلْاَسْمَآء: واحد اِسْم، نام اَلْمَلٰٓئِکَةِ: واحد مَلَک

(رباعی صفحہ ۱۲۶ اپر)

Marfat.com

الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ

حکمت والا فرمایا اے آدم بتا دے فرشتوں کو اُن چیزوں کے نام

فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ

پھر جب بتا دئے اُس نے اُن کے نام فرمایا کیا نہ کہا تھا

لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

میں نے تم کو کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی

وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝

اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا

اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ

إِلَّا إِبْلِيسَ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ

کر پڑے مگر شیطان اُس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ

أَلَمْ: أَ + لَمْ کیا نہیں۔ أَقُلْ: (قَالَ يَقُولُ سے واحد متکلم) میں نے کہا تھا۔ تُبْدُونَ: تم ظاہر کرتے ہو (مضارع جمع مذکر مخاطب)۔ كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ: تم چھپاتے تھے۔ قُلْنَا: ماضی، جمع متکلم۔ اُسْجُدُوا: (سَجَدَ يَسْجُدُ سے فعل امر جمع مذکر مخاطب) تم سجدہ کرو۔ أَبٰى: ماضی، واحد مذکر غائب۔ يَأْبٰى مضارع، اس نے انکار کیا۔ اسْتَكْبَرَ: تکبر کیا۔ اِسْتِكْبَار كِبْر سے باب استفعال سے بمع

(باقی صفحہ ۱۳۶ پر)

Marfat.com

الْكٰفِرِيْنَ ○ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

کافروں میں کا اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ

تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے

شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا

چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا

ظالم پھر ہلا دیا شیطان نے اُس جگہ سے

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا

پھر نکالا اُن کو اُس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے اور ہم نے کہا

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ

تم سب اُترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے

اُسْكُنْ: فعل امر واحد مذکر مخاطب، تو سکونت کر۔ كُلَا: تم دونوں کھاؤ۔ اَكَلَ يَاْكُلُ سے (فعل امر تثنیہ مذکر مخاطب) كُلْ (واحد کے لیے) تو کھا جمع کے لیے كُلُوْا تم سب کھاؤ۔ رَغَدًا: بافراغت۔ پیٹ بھر کر۔ حَيْثُ: جہاں۔ شِئْتُمَا (ماضی، تثنیہ مذکر مخاطب) تم دونوں چاہو۔ لَا تَقْرَبَا: تم دونوں نزدیک نہ جاؤ۔ اِهْبِطُوْا: هَبَطَ يَهْبِطُ فعل امر، جمع مذکر مخاطب، تم اتر جاؤ۔

Marfat.com

فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ۝

واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

اور پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں پھر متوجہ ہوگیا اللہ

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا

اُس پر بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہم نے حکم دیا نیچے

مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى

جاؤ یہاں سے تم سب پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا اُن پر اور نہ وہ

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

غمگین ہوں گے اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا

مُسْتَقَرٌّ: ٹھکانا۔ قرارگاہ۔ ٹھیرنے کی جگہ۔ اِسْتَقَرَّ باب استفعال سے قَرٌّ سے۔ مَتَاعٌ: اسباب عیش، فائدہ، سامان۔ حِیْنٍ: وقت، مدت۔ فَتَلَقّٰی: فَ + تَلَقّٰی پس سیکھے۔ كَذَّبُوْا: جھٹلایا۔ (ماضی، جمع مذکر غائب) باب تفعیل (تکذیب) سے۔

Marfat.com

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا

ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ اُس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ

رہیں گے اے بنی اسرائیل یاد کرو میرے وہ احسان

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ

جو میں نے تم پر کئے اور تم پورا کرو میرا قرار تو میں

بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ

پورا کروں تمہارا قرار اور مجھ ہی سے ڈرو اور مان لو اُس کتاب

اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا

کو جو میں نے اتاری ہے سچ بتانے والی ہے اُس کتاب کو جو تمہارے پاس

اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا

ہے اور مت ہو سب میں اول منکر اُس کے اور نہ لو میری آیتوں پر مول

اُذْكُرُوْا: (فعل امر، جمع مذکر مخاطب) تم یاد کرو۔ اَنْعَمْتُ: (ماضی، واحد متکلم) میں نے انعام کی۔ اَوْفُوْا: (فعل امر، جمع مذکر مخاطب) پورا کرو۔ اُوْفِ: (مضارع، واحد متکلم) میں پورا کروں گا۔ مُصَدِّقًا: تصدیق کرنے والی (اسم فاعل صَدَّقَ يُصَدِّقُ تَصْدِيْقًا سے)۔ ثَمَنًا: مول، قیمت۔ تھوڑی قیمت سے مراد ہے دینی فروشی۔ دنیا کے مفاد کو دینی مفاد پر ترجیح دینا ثمن قلیل ہے۔

Marfat.com

قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ○ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

تھوڑا اور مجھ سے بچتے رہو اور مت ملاؤ صحیح میں

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

اور تم تو پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ

اور مدد چاہو صبر سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری

تَنْسَوْنَ: (نَسِيَ يَنْسٰي بمعنی بھولنا) مضارع، جمع مذکر مخاطب، تم بھول جاتے ہو۔ تَتْلُوْنَ: (تَلَا يَتْلُوْ بمعنی تلاوت کرنا) مضارع، جمع مذکر مخاطب۔ تم پڑھتے ہو۔ تَعْقِلُوْنَ: (عَقَلَ يَعْقِلُ بمعنی عقل کرنا)

Marfat.com

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

ہے مگر اُنہی عاجزوں پر جن کو یقین ہے کہ وہ

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

روبرو ہونے والے ہیں اپنے رب کے اور یہ کہ اُن کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

يَظُنُّوْنَ: ظَنَّ يَظُنُّ بمعنی یقین رکھنا، اعتقاد رکھنا۔ مضارع، جمع مذکر غائب مُلٰقُوْا: (لِقَیٌ سے نکلا ہے) ملنے والے۔ مُلَاقِی واحد ہے۔ دراصل مُلٰقُوْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے ن گر گیا ہے۔ رَبِّ مضاف الیہ ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ ربع اوّل از پارہ اوّل

بقیہ صفحہ ۱۱۳- یہ لفظ انسانوں کے لیے بھی بولا جاسکتا ہے۔ رحمٰن اور رحیم اللہ تعالےٰ کے اسمائے حُسنٰی میں سے ہیں۔

اَلْحَمْدُ: سب تعریف، تمام حمد و ستائش۔ رَبِّ: پالنہار، پروردگار۔ (نیز بمعنی مالک و آقا)

اَلْعَالَمِیْنَ: (جمع عالَم کی) کل جہان، کائنات، اس میں زمین، آسمان، انسان، فرشتے، جن، جاندار سب شامل ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۱۴- راستہ، طریق۔ اَلْمُسْتَقِیْمَ: (استقامت سے اسم فاعل) سیدھا۔ سیدھے راستہ سے مراد دین اسلام ہے۔

اَلَّذِیْنَ جمع کے لیے اسم موصول، اَنْعَمْتَ: (فعل ماضی، واحد حاضر مذکر) تو نے انعام کیا۔ مَغْضُوْب (اسم مفعول) جن پر غضب کیا گیا۔ اَلضَّالِّیْنَ۔ گمراہ، بھٹکے ہوئے (ضَلَّ سے اسم فاعل)

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

ا ل م: یہ حروف مقطّعات کہلاتے ہیں۔ ذٰلِكَ: اسم اشارہ مذکر بعید کے لیے۔ فِیْہِ: (= فی + ہٖ) فی حرف جر ہے۔ اور ہٖ ضمیر متصل ہے۔ ھُدًی: ہدایت۔ اس کے مفہوم میں رہنمائی

Marfat.com

اور منزل مقصود تک پہنچانا دونوں شامل ہیں۔
بقیہ صفحہ ۱۱۵:۔روز قیامت، تقدیر وغیرہ ہے۔ یُقِیْمُوْنَ:
(مضارع، جمع مذکر غائب) قائم کرتے ہیں۔ قَامَ یَقُوْمُ سے باب افعال
اقامت سے مراد سنتِ نبوی کے مطابق تمام امور کو پوری طرح ادا
کرنا ہے۔ الصَّلٰوۃَ: نماز۔ اور اِقامتِ صلوٰۃ سے مراد پانچوں
وقت کی نماز کو، پابندیٔ وقت، خشوع وخضوع اور حضورِ قلب سے
ادا کرنا ہے۔ مِمَّا: (مِنْ + مَا) اس میں سے جو رَزَقْنَا: ہم نے دیا
(ماضی معروف، جمع متکلم) یُنْفِقُوْنَ: وہ خرچ کرتے ہیں۔ (مضارع،
جمع مذکر غائب۔ اَنْفَقَ یُنْفِقُ اِنْفَاقًا)۔ اُنْزِلَ: اتارا گیا (ماضی
مجہول) اُولٰئِكَ:۔ اسم اشارہ بعید کے لیے۔
اَلْمُفْلِحُوْنَ: فلاح پانے والے، کامیابی حاصل کرنے والا (اسم فاعل)
بقیہ صفحہ ۱۱۶:۔دغا بازی کرنا۔ مراد ہے۔ فریب کا معاملہ کرنا۔
بقیہ صفحہ ۱۱۹:۔ غائب)۔ اِسْتَوْقَدَ: باب اِستفعال وَقَدَ
سے بمعنی جلانا، روشن کرنا۔ وَقُوْد بمعنی ایندھن۔ اَضَاءَتْ: روشن
کیا اس آگ نے (فعل ماضی واحد مؤنث غائب)، ضَوْء سے باب اِفعال
ہے۔ مَاحَوْلَهٗ: مَا + حَوْلَ + هٗ۔ مَا: جو کچھ، حَوْلَ: ارد گرد، هٗ:
اس شخص کے۔ اردو میں ماحول عام استعمال ہوتا ہے۔ صُمٌّ: واحد
اَصَمّ: بہرہ، جو سن نہ سکے۔
بقیہ صفحہ ۱۲۰:۔ چھین لے (مضارع)، مَشَوْا: ماضی جمع مذکر

Marfat.com

غائب (مَشٰی یَمۡشِیۡ چلنا ہے)

بقیہ صفحہ ۱۲۴:- دو جگہ آگے مَثَل کے لیے ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۲۶:- گرائے گا، بہائے گا۔

بقیہ صفحہ ۱۲۷:- فرشتے۔ اَنۡبِئُوۡنِیۡ: اَنۡبِئُوۡ + نِیۡ بتلاؤ مجھے۔ نَبَأَ سے فعل امر ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۲۸:- اُس نے بڑا بننا چاہا۔

Marfat.com

ذیل میں چند ضروری گردانیں درج کی جاتی ہیں تاکہ طلبہ کو مختلف صیغوں کی پہچان اور معانی کا فرق معلوم ہو جائے

گردان فعل ماضی مطلق معروف

	شخص	واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	ذَهَبَ وہ گیا	ذَهَبَا وہ دو گئے	ذَهَبُوْا وہ سب گئے
	مؤنث	ذَهَبَتْ وہ گئی	ذَهَبَتَا وہ دو گئیں	ذَهَبْنَ وہ سب گئیں
حاضر	مذکر	ذَهَبْتَ تو گیا	ذَهَبْتُمَا تم دو گئے	ذَهَبْتُمْ تم سب گئے
	مؤنث	ذَهَبْتِ تو گئی	ذَهَبْتُمَا تم دو گئیں	ذَهَبْتُنَّ تم سب گئیں
متکلم	مذکر مؤنث	ذَهَبْتُ میں گیا	ذَهَبْنَا ہم دو یا سب گئے	

نوٹ:- (۱) متکلم کے لیے تثنیہ اور جمع کا ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

(۲) ماضی مطلق کے ہر صیغے سے پہلے قَدْ لگانے سے ماضی قریب بن جاتا ہے جیسے قَدْ ذَهَبَ (وہ گیا ہے) قَدْ ذَهَبْتِ (تو ایک عورت گئی ہے) قَدْ ذَهَبْنَا (ہم سب گئے ہیں)۔

Marfat.com

ماضی بعید کی گردان

شخص		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	كَانَ نَصَرَ اس مرد نے مدد کی تھی۔	كَانَا نَصَرَا ان دونے مدد کی تھی۔	كَانُوْا نَصَرُوْا ان سب نے مدد کی تھی۔
	مؤنث	كَانَتْ نَصَرَتْ اس عورت نے مدد کی تھی	كَانَتَا نَصَرَتَا	كُنَّ نَصَرْنَ
حاضر	مذکر	كُنْتَ نَصَرْتَ (تو مرد) نے مدد کی تھی	كُنْتُمَا نَصَرْتُمَا	كُنْتُمْ نَصَرْتُمْ
	مؤنث	كُنْتِ نَصَرْتِ تو عورت نے مدد کی تھی۔	كُنْتُمَا نَصَرْتُمَا	كُنْتُنَّ نَصَرْتُنَّ
متکلم	مذکر مؤنث	كُنْتُ نَصَرْتُ میں نے مدد کی تھی	كُنَّا نَصَرْنَا ہم نے مدد کی تھی	

Marfat.com

گردان ماضی مجہول

شخص		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	قُتِلَ وہ ایک قتل کیا گیا	قُتِلَا وہ دو قتل کیے گئے	قُتِلُوْا وہ سب قتل کیے گئے
غائب	مؤنث	قُتِلَتْ وہ قتل کی گئی	قُتِلَتَا وہ دو قتل کی گئیں۔	قُتِلْنَ وہ سب قتل کی گئیں
حاضر	مذکر	قُتِلْتَ تو قتل کیا گیا	قُتِلْتُمَا تم دو قتل کیے گئے۔	قُتِلْتُمْ تم سب قتل کیے گئے
حاضر	مؤنث	قُتِلْتِ تو قتل کی گئی	قُتِلْتُمَا تم دو قتل کی گئیں	قُتِلْتُنَّ تم سب قتل کی گئیں۔
متکلم	مذکر مؤنث	قُتِلْتُ میں قتل کیا گیا	قُتِلْنَا ہم قتل کیے گئے	

Marfat.com

گردان مضارع معروف

شخص		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	یَذْهَبُ وہ جاتا ہے یا جائے گا	یَذْهَبَانِ وہ دو جاتے ہیں	یَذْهَبُوْنَ وہ سب جاتے ہیں
	مؤنث	تَذْهَبُ وہ جاتی ہے یا جائیگی	تَذْهَبَانِ وہ دو جاتی ہیں	یَذْهَبْنَ وہ سب جاتی ہیں
حاضر	مذکر	تَذْهَبُ تو جاتا ہے یا جائے گا	تَذْهَبَانِ تم دو جاتے ہو	تَذْهَبُوْنَ تم سب جاتے ہیں
	مؤنث	تَذْهَبِیْنَ تو جاتی ہے یا جائے گی۔	تَذْهَبَانِ تم دو جاتی ہو	تَذْهَبْنَ تم سب جاتی ہو
متکلم	مذکر مؤنث	اَذْهَبُ میں جاتا ہوں	نَذْهَبُ ہم جاتے ہیں یا جائیں گے	

نوٹ! مضارع کا صیغہ حال اور مستقبل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے

Marfat.com

گردانِ مضارع مجہول

شخص		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	يُقْتَلُ وہ قتل کیا جاتا ہے	يُقْتَلَانِ وہ دو قتل کیے جاتے ہیں۔	يُقْتَلُوْنَ وہ سب قتل کیے جاتے ہیں
	مؤنث	تُقْتَلُ وہ قتل کی جاتی ہے	تُقْتَلَانِ وہ دو قتل کی جاتی ہیں	يُقْتَلْنَ وہ سب قتل کی جاتی ہیں
حاضر	مذکر	تُقْتَلُ تو قتل کیا جاتا ہے	تُقْتَلَانِ تم دو قتل کیے جاتے ہو	تُقْتَلُوْنَ تم سب قتل کیے جاتے ہو۔
	مؤنث	تُقْتَلِيْنَ تو قتل کی جاتی ہے	تُقْتَلَانِ تم دو قتل کی جاتی ہو	تُقْتَلْنَ تم سب قتل کی جاتی ہو
متکلم	مذکر مؤنث	أُقْتَلُ میں قتل کیا جاتا ہوں	نُقْتَلُ ہم دو یا سب قتل کیے جاتے ہو	

Marfat.com

گردان فعل امر حاضر

(۱) نَصَرَ یَنْصُرُ سے

جمع	تثنیہ	واحد	جنس
اُنْصُرُوْا تم سب مدد کرو	اُنْصُرَا تم دو مدد کرو	اُنْصُرْ تو مدد کر	مذکّر
اُنْصُرْنَ تم سب (عورتیں) مدد کرو	اُنْصُرَا تم دو (عورتیں) مدد کرو	اُنْصُرِیْ تو (عورت) مدد کر	مؤنّث

(۲) ذَهَبَ یَذْهَبُ سے

جمع	تثنیہ	واحد	جنس
اِذْهَبُوْا تم سب جاؤ	اِذْهَبَا تم دو جاؤ	اِذْهَبْ تو جا	مذکّر
اِذْهَبْنَ تم سب (عورتیں) جاؤ	اِذْهَبَا تم دو (عورتیں) جاؤ	اِذْهَبِیْ تو (عورت) جا	مؤنّث

Marfat.com

گردان فعل نہی حاضر

(۱) نَصَرَ یَنْصُرُ سے

جمع	تثنیہ	واحد	جنس
لَاتَنْصُرُوْا تم سب مدد نہ کرو	لَاتَنْصُرَا تم دو مدد نہ کرو	لَاتَنْصُرْ تو مدد نہ کر	مذکّر
لَاتَنْصُرْنَ تم سب عورتیں مدد نہ کرو	لَاتَنْصُرَا تم دو مدد نہ کرو	لَاتَنْصُرِیْ تو (عورت) مدد نہ کرو۔	مؤنّث

(۲) ذَهَبَ یَذْهَبُ سے

جمع	تثنیہ	واحد	جنس
لَاتَذْهَبُوْا تم سب نہ جاؤ	لَاتَذْهَبَا تم دو نہ جاؤ	لَاتَذْهَبْ تو نہ جا	مذکّر
لَاتَذْهَبْنَ تم سب عورتیں نہ جاؤ	لَاتَذْهَبَا تم دو نہ جاؤ	لَاتَذْهَبِیْ تو (عورت) نہ جا	مؤنّث

Marfat.com

اَوْزَان

اسمِ مفعول: مَظْلُوم، مَقْتُوْل، مَنْصُوْر، مَغْضُوْب

اسمِ فاعل: صَادِق، کَاذِب، نَاصِر، قَاتِل

اسمِ تفضیل: اَکْبَر، اَصْغَر، اَجْمَل، اَفْضَل

اسمِ مُبالغۃ: عَلَّام، قَوَّام، عَلَّامَۃ، صِدِّیْق، ظَلُوْم
مِقْدَام، مِسْکِیْن

صفۃ مُشَبَّھَۃ: صَعْب، صُلْب، حَسَن، جَبَان،
غَضْبَان، شَرِیْف، خَصِم، فَرِح، اَسْوَد، اَحْمَر

اسمِ اشارۃ: ھٰذَا، ھٰذِہٖ، ذٰلِکَ، تِلْکَ، ھٰٓؤُلَآءِ، اُولٰٓئِکَ

ضَمَائِر: ھُوَ، اَنْتَ، اَنَا، ھُمْ، اَنْتُمْ، نَحْنُ، ہٗ، کَ
ی، ھُمْ، کُمْ، نَا

عربی گرامر کی ابتدائی اور ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے مؤلف کتاب ہذا کی (۱) مَدَارِجُ الْقَوَاعِد یا (۲) مِرْقَاۃُ الْقَوَاعِد مطالعہ کریں۔

Marfat.com

نعمت الفائدة

فی مطالب

سورۃ المائدۃ

Marfat.com

(اتحاد پریس ٹبل روڈ۔ لاہور)

Marfat.com

سُورَۃُ المَائِدَۃِ

مع

ترجمہ ومطالب

تعارف سورۃ المائدۃ مدنی ہے۔ ہر وہ سورت جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی مدنی کہلاتی ہے۔ خواہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہو یا کسی سفر میں۔ ہجرت سے پہلے نازل ہونے والی سورتوں کو مکی کہتے ہیں سورۃ المائدۃ میں ۱۲۰ آیات ہیں۔ اس کو سُورَۃُ العُقُودِ اور سُورَۃُ المُنقِذَۃِ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ایفائے عہد کا ذکر ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے عذابِ دوزخ سے نجات ملتی ہے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ باعتبارِ نزول یہ آخری سورت ہے۔ اس میں جن چیزوں کو حلال کہا گیا ہے۔ انہیں حلال سمجھو اور جن چیزوں کو حرام ٹھیرایا گیا ہے۔ انہیں حرام سمجھو۔

قرآن مجید کی ترتیب کے لحاظ سے یہ پانچویں سورت ہے۔

Marfat.com

اس کی ۸۲ آیات چھٹے پارے میں ہیں اور ۳۸ آیات ساتویں پارے میں ہیں۔

اس کا بیشتر حصہ یہود و نصاریٰ سے متعلق ہے۔ اور کچھ حصہ منافقوں اور مشرکوں سے متعلق۔ اس سورت میں اٹھارہ انیس ایسے احکام بیان فرمائے گئے ہیں جو کسی دوسری سورت میں بیان نہیں کیے گئے۔

تکمیل دین والی آیت (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ) حجۃ الوداع میں جمعہ کے دن عرفہ کی شام کو نازل ہوئی تھی۔

اجمالی خاکہ اس سورت میں شریعت کے بعض اصول و فروع اور احکام دین کے اعتقادی اور عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جنہیں اجمالی طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱۔ اللہ تعالٰے نے ایمان والوں کے لیے اپنے پسندیدہ دین کو مکمل کردیا۔ اور اسلام ایسی بڑی نعمت کو ہر لحاظ سے کامل ٹھیرایا۔

۲۔ دین اسلام اعتقاد و ہدایت اور آخلاق و اعمال کے لحاظ سے یقینی علم پر مبنی ہے۔ اس میں ظن اور تقلید کے لیے کوئی راہ نہیں۔

۳۔ اللہ کا دین ہمیشہ سے ایک ہی چلا آیا ہے۔ اگرچہ انبیاء کی شریعتوں اور طریقوں میں اختلاف رہا ہے۔

Marfat.com

۴۔ سب پیغمبروں نے اللہ کے دین کے اصول یہ بتائے ہیں
ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور عمل صالح۔

۵۔ قرآن مجید دوسری الہامی کتابوں پر مہیمن، رقیب اور شہید بن کر آیا ہے۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر ہے۔ آپؐ تمام دنیا کے لیے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپؐ کو عام تبلیغ کا حکم ملا ہے۔ آپؐ نے اہل کتاب کے ان احکام کو ظاہر کیا جنہیں وہ چھپاتے تھے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا۔ کوئی شخص آپ کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ تبلیغِ رسالت سے روک سکتا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو اس بات سے روک دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سوالات پوچھیں، جو پوچھنے والوں کے لیے باعثِ تکلیف بن جائیں۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے انفرادی اور جماعتی اصلاح واجب ٹھیرا دی۔ اور حکم دیا کہ لوگوں کو حق اور نیکی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو۔

۱۰۔ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون اور گناہ اور سرکشی کے کاموں سے عدم تعاون اور علیحدگی کا حکم دیا۔

Marfat.com

۱۱۔ کھانے پینے کے بارے میں حلال و حرام کی تفصیلات۔ ذاتی اعتبار سے حرام اور دینی اعتبار سے حرام چیزوں کا بیان۔

۱۲۔ شراب اور جوا (قمار) حرام ہیں۔

۱۳۔ تمام دینوی معاملات میں ایفائے عہد کو ضروری قرار دیا۔

۱۴۔ کسی قوم پر بغض و عداوت کی وجہ سے زیادتی کرنا ممنوع ٹھیرایا۔

۱۵۔ شہادت بالقسط اور مسلم وغیر مسلم اپنے اور پرائے کے درمیان عدل و انصاف کی تلقین۔

۱۶۔ کعبہ کو بیت الحرام ٹھیرانے کی حکمت۔

۱۷۔ نماز کے لیے اذان کا بیان۔

۱۸۔ وضو، غسل اور تیمم کے احکام

۱۹۔ ایمان والوں کو کفار کی دوستی سے ممانعت

۲۰۔ تعزیرات و عقوبات کا بیان، مثلاً فساد فی الارض، اہل عدل کے خلاف بغاوت اور چوری وغیرہ کی سزائیں۔

۲۱۔ قسم اور اس کا کفارہ

۲۲۔ موت سے پہلے وصیت

۲۳۔ تقویٰ کا حکم

۲۴۔ حرم میں شکار اور محرمات احرام کے احکام۔

Marfat.com

۷۵۔ آخرت میں جزا سزا کا معاملہ خدائے واحد کے ہاتھ میں ہے۔ اور اُس دن صدق ہی لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔ زمین و آسمان کی بادشاہی خدا کو زیب دیتی ہے۔

مَعَانِی و مَطَالِب سُوْرَۃُ الْمَائِدَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت نمبر ۱:۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا

اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو

بِالْعُقُوْدِ ۃ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ

تم کو چوپائے جانور بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے

اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ

جائیں گے حلال کر دیئے گئے ہیں مگر احرام حج میں شکار

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝

کو حلال نہ جاننا خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے

Marfat.com

تشریح الفاظ

اَوْفُوْا: فعل امر، پورا کرو۔ وَفَاءٌ اور اِیْفَاءٌ دونوں ہم معنی ہیں۔ یعنی بلا کم و کاست پورا کرنا۔ اَلْعُقُوْدُ: واحد عَقْدٌ بمعنی گرہ، باندھنا، اس کی ضد حَل کھولنا ہے حل و عقد بمعنی بست و کشاد معروف ہے۔ عقد نکاح بھی مستعمل ہے۔ عہد و پیمان اور پکے وعدے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ کتاب و سنت کے مطابق دین و دنیا کے ہر قسم کے عہد و پیمان کو حاوی ہے۔ خواہ خرید و فروخت اور نکاح و طلاق سے متعلق ہو یا عبادات اور نذر و نیاز سے۔ بَهِيْمَةٌ: چوپائے جمع بَهَائِمُ ہے۔ بهم سے نکلا ہے، ابہام اور مبہم عام مستعمل ہیں
اَلْاَنْعَامِ: مویشی جیسے اونٹ، گائے، بکری بھیڑ، دُنبہ وغیرہ
اُحِلَّتْ: حلال کئے گئے۔ يُتْلٰى: مضارع مجہول، پڑھا جائے، تلاوت کیا جائے۔ مراد ہے حرام ٹھیرانے والی آیت (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ) کی تلاوت یعنی جس چیز کو قرآن و حدیث حرام قرار دیں۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ: بغیر حلال ٹھیرانے کے شکار کو۔ حُرُمٌ: واحد حَرَامٌ۔ احرام کی حالت میں۔ یعنی حج یا عمرہ کے لیے اِحرام باندھنے کے بعد یا حدود حرم میں داخل ہونے کے بعد شکار نہیں کرتے اور نہ شکار کیے ہوئے حلال جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں۔ غَيْرَ مُحِلِّي پر حال واقع ہوا ہے۔ مُحِلِّي اصل میں مُحِلِّيْنَ تھا۔ ن بوجہ مضاف کے حذف کر دیا گیا۔

Marfat.com

مفہوم و مطلب اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کے آغاز میں مؤمنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ایمان والو اپنے وعدوں کو پورا کرو۔ یہ وعدے تین طرح کے ہو سکتے ہیں (۱) اللہ اور بندوں کے درمیان جیسے احکام و عبادات (۲) دو بندوں کے درمیان، جیسے نکاح، شرکت، کاروبار، خرید و فروخت، وصیت وغیرہ (۳) بندے کا اپنے دل سے عہد و پیمان، جیسے نذر و منّت وغیرہ (جائز طریقے سے) پھر ان میں سے بعض یعنی احکامِ شریعت کی تفصیلات ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بھیڑ بکری، گائے، اونٹ وغیرہ تمہارے لیے حلال ٹھیرائے ہیں۔ البتہ وہ جانور حرام ہیں۔ جن کا ذکر تیسری آیت میں آئے گا۔ اور جب تم حج یا عُمرہ کی نیت سے اِحرام باندھ لو یا حدود حرم میں داخل ہو جاؤ تو شکار کرنا یا شکار کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مصلحتوں کو خُوب جانتا ہے۔ وہ تو تمہاری بہبودی اور بہتری کے پیشِ نظر فیصلے صادر فرماتا اور حکم جاری کرتا ہے۔ احرام باندھ لینے کے بعد ارضِ حرم میں ہو یا باہر شکار کرنا یا اس کا گوشت کھانا مُحْرِم کے لیے جائز نہیں۔ اسی طرح حدود ارضِ حرم کے اندر پہنچ کر شکار یا شکار کا گوشت کھانا جائز نہیں خواہ اِحرام نہ بھی باندھا ہو۔ اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہو گا۔ اس کے حکم سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا حکم آخری اور قطعی ہے

Marfat.com

آیت نمبر ۲:- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا

اے ایمان والو! خدا کے نام کی چیزوں کی

شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا

بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ

الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ

قربانی کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلے

الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ

پٹے بندھے ہوں۔ اور نہ ان لوگوں کو جو اپنے پروردگار کا فضل اور اس کی خوشنودی

رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا

کے طلبگار ہو کر عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں۔ اور جب احرام اتار دو

وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ

تو شکار کرو اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا

سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ ان پر زیادتی کرنے لگو

Marfat.com

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا

اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے

تشریح الفاظ

لَا تُحِلُّوْا :۔ نہ توڑو ۔ بے حرمتی نہ کرو۔
شَعَآئِرَ اللّٰهِ : اللہ کے مقررہ دستور، اللہ کی حدود، حلال و حرام۔ تمام مناسک حج۔ دین کے فرائض، علامات۔ نشانات۔ صفا و مروہ۔ قربانی کے جانور وغیرہ شعائر کا مفرد شِعَارَۃ اور شَعِیْرَۃ آتے ہیں۔

الشَّهْرَ الْحَرَامَ : مفرد استعمال کرکے جنس مراد لی ہے یعنی الاشھر الحُرم۔ عزت و حُرمت والے چار مہینے ہیں ذُو القَعْدَۃ، ذُو الْحِجَّۃ، مُحَرَّم، رَجَب ان مہینوں میں لڑنا جھگڑنا منع ہے۔ الْهَدْیَ :۔ ہر وہ جانور (اونٹ بھیڑ، بکری، گائے وغیرہ) جسے بیت اللہ کے لیے نذر کر دیا جائے۔ مفرد هَدِيَّة، هَدِيَة ۔ الْقَلَآئِدَ : واحد

Marfat.com

قِلَادَة ہے۔ جس شے سے قربانی کے جانوروں کو باندھا
جائے مثلاً رسی وغیرہ القلائد سے مراد وہ جانور بھی
ہیں، جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوئے ہوں۔ آمِّیْن:
اسم فاعل، اَمَّ سے نکلا ہے۔ البیت الحرام: کعبہ،
بیت اللہ۔ آمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ: حج کے لیے کعبہ کا
قصد کرنے والوں یَبْتَغُوْنَ: طلب کرتے ہوئے (بغی سے
ابتغی باب افتعال ہے)۔ فَضْلًا: تجارت میں فائدہ۔ ثواب،
رِضْوَان: خوشنودی۔ حَلَلْتُمْ: تم احرام کھول دو، یا
حدودِ حرم سے باہر نکل جاؤ۔ فَاصْطَادُوْا: فعل امر ہے۔
اصْطَاد صَیْد سے باب افتعال) شکار کرو۔ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ
جَرَمَ، یَجْرِمُ جَرْمًا بمعنی اکسانا، کاٹنا) تمہیں نہ اکسائے،
برانگیختہ نہ کرے۔ شَنَآنُ: دشمنی، بغض و عداوت۔
صَدُّوْکُمْ: تمہیں روکا۔ تَعْتَدُوْا: تم زیادتی کرو۔ البِرّ
نیکی کے کام جس کے کرنے سے اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے
حسن خلق کا نام البِرّ ہے۔ (حدیث) تقویٰ: گناہوں اور برائیوں
سے اجتناب کا نام ہے۔ الْاِثْمُ: ہر قسم کے گناہ کو اِثْم
کہتے ہیں۔ جو چیز تمہارے دل میں کھٹکے اور تم چاہو کہ لوگوں
کو معلوم نہ ہو تو وہ اِثْم یعنی گناہ ہے (حدیث)

Marfat.com

مفہوم و مطالب

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان لانے والو! اللہ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہ نکلو۔ دین کے تمام احکام پورے طور پر بجا لاؤ۔ حج کے مناسک میں کمی بیشی کی کسی کو اجازت نہیں، وقوف عرفہ، طواف، سعی، رمی (کنکریاں پھینکنا) وغیرہ تمام آداب و رسوم کو اچھی طرح کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کسی مؤمن کو یہ اجازت نہیں کہ حرمت والے مہینوں (ذی قعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب) بالخصوص حج کے موسم میں مشرکین سے جنگ کرے۔ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ قربانی کے وہ جانور جنہیں بیت اللہ لے جاکر قرب الٰہی کے لیے ذبح کرنا مقصود ہے۔ انہیں راستے میں روک لیا جائے۔ ایسے جانوروں کی چوری، غصب اور حبس بے جا سب ممنوع ہیں۔ جن جانوروں کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہوں۔ ان کے بارے میں بھی یہی حکم ہے (یہ بھی مفہوم ہے کہ قربانی کے ایسے جانوروں کے گلے سے پٹہ، رسی یا کوئی اور علامت یا نشانی والی چیز کو اتارنا جائز نہیں)، اس آیت میں مؤمنوں کو بیت اللہ کی زیارت کرنے والوں کو روکنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اگر کوئی کافر، مشرک کعبہ میں حج، عمرہ یا تجارت اور کاروبار کے لیے آنا چاہے تو اسے روکا نہ جائے (بعد میں مشرکین کا داخلہ

Marfat.com

ممنوع قرار دیا گیا فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ یعنی اس سال کے بعد مشرک مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکنے پائیں) جب تم احرام اتار دو یا ارض حرم سے باہر چلے جاؤ تو تمہیں شکار وغیرہ کی اجازت ہے۔ یہ ممانعت تو صرف سرزمین پاک میں قیام کے دوران یا احرام کی حالت میں تھی۔ یہ درست ہے کہ مشرکین مکہ نے مومنوں کو زیارت بیت اللہ سے باز رکھنے کے لیے حدیبیہ کے مقام پر ۶ھ میں روک دیا تھا۔ لیکن یہ مومن کی شان کے منافی ہے کہ وہ اس بغض وعداوت کی بنا پر کسی کافر یا مشرک کو زیارت بیت اللہ سے روک دے۔ مؤمن کو اعلیٰ کردار کا سبق دیا گیا ہے۔ کہ اگر مشرکوں نے حماقت کر کے تمہیں ۶ھ میں مسجد حرام کی زیارت سے روک دیا تھا تو تمہیں قطعاً زیب نہیں دیتا کہ تم بھی اسی انداز میں انتقام لو اور مشرکوں کو حج یا عمرہ سے روکو۔ آخر میں فرمایا کہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ کیونکہ اس سے انسانی معاشرے کا قیام و بقا ہے اور انسانوں کے لیے نیکی ہی میں سکون و راحت ہے۔ برائی، گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون اور شرکت سے روک دیا کیونکہ ظلم و جور، گناہ اور برائی سے انسانی معاشرہ امن و سکون سے محروم ہو جاتا ہے۔ نیکی تو یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان کو

Marfat.com

فائدہ پہنچائے اور رضا الٰہی کا طالب رہے۔ عالم اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے، مالدار آدمی اپنی دولت سے غریبوں محتاجوں اور ضرورت مندوں کے کام آئے، بہادر انسان کمزوروں کو ظلم سے بچائے۔ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی سے بچیں اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ظلم اور گناہ کے کاموں میں کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو۔ اگر کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ یا کسی پر ظلم وزیادتی کرتا ہے تو اس کی مدد نہ کرو۔ بلکہ اسے روک دو۔ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ نیک کام کرکے دل خوش ہوتا ہے اور گناہ سے ضمیر مردہ ہوجاتا ہے بلکہ گناہ کانٹا بن کر دل میں کھٹکتا رہتا ہے۔ آیت کو ختم کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دلوں میں اللہ کا ڈر پیدا کرو۔ اس کی گرفت بڑی سخت ہے اس کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جائے۔ تو پھر اس سے گناہ کا ارتکاب نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

آیت نمبر ۳: حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ

تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ

اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی

لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ

اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ

وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَآ اَکَلَ

لگ کر اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب

السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ وَمَا ذُبِحَ

حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے)

عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ

ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پاسوں سے

ذٰلِکُمْ فِسْقٌ ط اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ

قسمت معلوم کرو۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ آج کافر تمہارے دین سے ناامید

Marfat.com

كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

ہو گئے تم ان سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرتے رہو

وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

(اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو

الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ

دین پسند کیا ہاں جو شخص بھوک سے ناچار ہو جائے

مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ

بشرطیکہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو خدا

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

بخشنے والا مہربان ہے

تشریح الفاظ حُرِّمَتْ: (ماضی مجہول) حرام کر دیے گئے

الْمَيْتَةُ: مرا ہوا جانور، مردار، جو جانور اپنی طبعی موت مر گیا

Marfat.com

ہو۔ اَلدَّمُ: خون جو بہایا گیا۔ بہنے کے بعد منجمد خون بھی اس میں شامل ہے۔ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ: سور کا گوشت۔ اُھِلَّ شہرت دیا جائے، مشہور کیا جائے، پکارا جائے۔ اَلْمُنْخَنِقَۃُ گلا گھٹ کر مرا ہوا۔ خواہ کوئی آدمی کسی جانور کا گلا بند کر کے مار ڈالے، یا کسی اور وجہ سے گلا گھٹ جائے (خُنَاق، مادہ خَنَق) اَلْمَوْقُوْذَۃُ: ضرب اور چوٹ سے مرا ہوا۔ لکڑی یا پتھر یا کسی اور چیز سے جانور کو مار مار کر ہلاک کر دیا جائے (وَقَذَ یَقِذُ وَقْذًا بمعنی شدید ضرب لگانا) اَلْمُتَرَدِّیَۃُ کسی بلند جگہ سے گر کر مرا ہوا، پہاڑ سے، مکان کی چھت سے، یا کنویں میں گر کر مر جائے۔ (رَدِیَ یَرْدٰی بمعنی گرنا، ہلاک ہونا) خواہ جانور خود بخود گر کر مر جائے یا کوئی آدمی اسے گرائے دونوں کا حکم ایک ہے۔ اَلنَّطِیْحَۃُ: (نَطَحَ یَنْطَحُ بمعنی سینگ مارنا) کسی دوسرے جانور کے سینگ کی ضرب سے مرا ہوا۔ اَکَلَ: کھایا (ماضی معروف) اَلسَّبُعُ: چیرنے پھاڑنے والے جانور جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ۔ مراد ہے۔ وہ جانور جسے شیر یا کسی اور درندے نے پھاڑا ہو اور وہ جانور مر چکا ہو۔ ذَکَّیْتُمْ: تم ذبح کر لو (بصورت زندہ) ذُبِحَ: ذبح کیا جائے (ماضی مجہول) اَلنُّصُبُ: پتھر جو پوجا کے لیے نصب کئے جاتے تھے۔ مراد بت، تھان وغیرہ جن پر عرب

Marfat.com

جانور ذبح کر کے خون گراتے تھے۔ تَسْتَقْسِمُوْا: (قَسَمَ یَقْسِمُ بمعنی بانٹنا، تقسیم کرنا سے اِسْتِقْسَام باب استفعال ہے) تم قسمت معلوم کرو۔ اَزْلَام: (واحد زلم) لکڑی کے تیر۔ زمانہ جاہلیت میں عرب جب کسی کام کا ارادہ کرتے تو پہلے فال کے ذریعہ قسمت معلوم کرتے تھے۔ ایک مٹکے میں دس تیر ہوتے۔ ایک پر لکھا ہوتا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا۔ اگر یہ تیر نکلتا تو کام شروع کر دیا جاتا۔ دوسرے تیر پر لکھا ہوتا کہ میرے رب نے مجھے منع کیا ہے۔ جب یہ تیر نکلتا تو وہ کام سے باز رہتا۔ تیسرے پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا۔ اس تیر کے نکلنے کے بعد وہ آدمی پھر قرعہ اندازی کرتا اور قسمت آزماتا۔ یہ جوئے اور قسمت کے تیر کہلاتے تھے (قِدَاحُ المَیْسِرِ) فِسْقٌ: خدا کی نافرمانی، گناہ۔ اَلْیَوْمَ: آج کے دن۔ یعنی حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ یوم عرفہ بروز جمعۃ المبارک جس دن یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ لیکن بعض کے نزدیک یہ فتح مکہ کے دن سے مراد ہے۔ یَئِسَ: اَیِسَ یَئِسُ اِیَاسًا۔ مایوس ہونا، ناامید ہونا۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ: (خَشِيَ يَخْشَى ڈرنا) بس ان سے نہ ڈرو۔ رَضِيْتُ: (رَضِيَ يَرْضَى پسند کرنا، راضی ہونا) میں نے پسند کیا۔ اضْطُرَّ: ناچار ہو جائے، مجبور ہو جائے، اضطراری حالت میں ہو۔ مَخْمَصَةٍ: بھوک، خالی پیٹ۔ مُتَجَانِفٍ:

Marfat.com

مائل، جھکنے والا۔ (مادہ جنف ہے)۔

مفہوم ومطلب اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حلال وحرام کی حدود متعین کرتے ہوئے ایمان والوں کو کھلے الفاظ میں بتایا کہ مندرجہ ذیل چیزیں کھانا حرام ہے کیونکہ بنی نوع انسان کی مصلحت کا تقاضا یہی ہے۔ طبی اور شرعی لحاظ سے یہ چیزیں انسانی صحت کے لیے مضر ہیں:۔

۱۔ مردار، مردہ جانور کو کھانے سے طبع سلیم نفرت کرتی ہے البتہ مچھلی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ دریا اور سمندر کا پانی پاک ہے اور پانی کا مردہ یعنی مچھلی حلال ہے۔ مچھلی کے علاوہ دوسرے مردہ جانوروں کو کھانے سے سینکڑوں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

۲۔ جانوروں کا بہایا ہوا خون خواہ منجمد ہو چکا ہو۔ البتہ طبعی طور پر منجمد خون یعنی کلیجہ اور تلی (طحال) یہ دونوں مستثنا ہیں۔ ان کا کھانا حلال ہے۔

۳۔ سور کا گوشت، کیونکہ اس کے گوشت میں ایسے جراثیم موجود ہیں۔ جو طبی لحاظ سے مضر صحت ہیں۔ سور کا گوشت کھانے سے حرکت قلب بند ہو جانے، خون کا دباؤ اور معدے کی کئی ایک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۴۔ غیر اللہ کے نام سے پکارا ہوا جانور یا کھانا وغیرہ، اس

Marfat.com

ہیں غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز بھی شامل ہے۔
۵۔ گلا گھٹ جانے سے مرا ہوا جانور، خواہ گلا گھٹنے کی وجہ آدمی ہو یا کوئی اور چیز۔ عرب کے بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں ایسے جانور کو کھا لیتے تھے۔ قرآن مجید نے ایسے جانور کو کھانے سے منع فرمایا۔
۶۔ وہ جانور جسے کسی لکڑی، لوہے یا پتھر سے مار مار کر ہلاک کر دیں۔ جاہلی عرب ایسے جانور کو بھی کھا لیتے تھے۔ اسلام نے موقوذہ کو حرام قرار دیا کیونکہ یہ بھی مردار کے حکم میں ہے۔ علاوہ ازیں اسلام جانوروں کو عذاب اور تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جانور کو ذبح کرو تو تیز دھار والی چھری سے ذبح کرو۔ تاکہ وہ جلدی ذبح ہو جائے۔ اسلام کے نزدیک جانور کو ذبح کرنا مقصود ہے۔ عذاب اور تکلیف دینا مقصود نہیں۔
۷۔ وہ جانور جو پہاڑ یا کسی اونچی جگہ سے یا کنویں وغیرہ میں گر کر مر جائے۔ ایسا جانور بھی مردار کے حکم میں آتا ہے۔
۸۔ وہ جانور جو دوسرے جانور کے سینگ لگنے سے ہلاک ہو جائے۔

Marfat.com

۹۔ کسی درندے کا پھاڑا ہوا جانور جو مرچکا ہو۔ زمانہ جاہلیت کے عرب ایسے مردار کو کھا لیتے تھے۔ اسلام نے منع فرمایا البتہ اگر کوئی درندہ کسی جانور کو پھاڑ ڈالے۔ پھر اس جانور میں زندگی باقی ہو تو اسے صحیح طور پر گردن پر چھری چلا کر ذبح کیا جائے۔ اور اس سے خون بہنے لگے تو ایسے مذبوحہ کو کھانا جائز و حلال ہے۔

۱۰۔ ایسا جانور جسے کسی بت یا تھان پر نذر چڑھا کر ذبح کریں

ان دس صورتوں میں جانوروں کو کھانا حرام ٹھہرانے کے بعد فرمایا کہ توہم پرستی انسان کو اخلاقی طور پر کمزور بنا دیتی ہے۔ اس لیے تیروں سے فال لینا توہم پرستی سے کم نہیں۔ انسانی شرافت اور بزرگی کے منافی ہے۔ اس لیے یہ بھی حرام ہے۔ خدا کی ٹھہرائی ہوئی حدود کو توڑنا گناہ ہے۔ اور گناہ سے بچنا مومن کا شیوہ ہے۔

مؤمن کی شان تو یہ ہے۔ کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہر موج دریا سے ٹکرا جائے۔ کمزور عقیدہ اخلاقی اور روحانی کمزوری کا باعث ہوتا ہے۔ اسلام نے انسانوں کو اس توہم پرستی سے بچایا اور انسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے انہیں تجارت سکھایا تاکہ ایک مومن کے تعلقات اللہ تعالیٰ سے زیادہ مضبوط

Marfat.com

ہو جائیں۔ اور وہ ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کرنے کا خوگر بن جائے۔ استخارہ کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی مومن کسی کام کا ارادہ کرے تو وضو کر کے دو رکعت ادا کرے پھر اللہ تعالےٰ سے بھلائی کی دعا مانگے اور برائی اور تکلیف سے بچنے کی درخواست کرے۔ کتب حدیث میں یہ دعائے استخارہ موجود ہے۔

پھر فرمایا کہ آج (یعنی حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جمعہ کی شام کو) اللہ تعالیٰ نے کافروں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اب وہ بالکل ناامید اور مایوس ہو چکے ہیں۔ ان کی یہ تمنا اور منصوبہ کہ اسلام کو نیچا دکھائیں کبھی پورا نہیں ہو سکتا وہ اسلام کو مٹانا چاہتے تھے اللہ نے ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب ان کی طرف سے خطرہ کم محسوس ہوگا ان کا ڈر دلوں سے نکال دو۔ وہ نہ تو تمہارے دین کو باطل ٹھیرا سکتے ہیں اور نہ تمہیں دین سے منحرف کر سکتے ہیں۔ ان سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر تمہارے دلوں میں بسنا چاہئے۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی سے ڈر جاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے حلال و حرام چیزوں کو بڑی وضاحت سے بیان فرما دیا ہے۔ حلال اور حرام واضح ہو چکے ہیں۔ ایمان والوں پر اتمام نعمت بھی ہو چکا ہے۔ اللہ نے

Marfat.com

مؤمنوں کے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ آیت کو شروع کیا تھا۔ کہ فلاں فلاں جانور حرام ہے۔ اب آیت کو ختم کرتے وقت پھر بتایا ہے کہ اگر کوئی مؤمن انسان بھوکوں مر رہا ہو تو اس کے لیے ان چیزوں کو بحالت مجبوری کھا لینے میں چنداں مضائقہ نہیں۔ مقصد بھوک کو روکنا ہو، نہ یہ کہ جانوروں کو کاٹ کاٹ کے ختم کر دیا جائے۔ مقصد یہ ہو کہ پیٹ میں کوئی ہلکی سی غذا مہیا کی جائے۔ نہ کہ لذت و ذائقہ کے لیے حرام چیزوں سے پیٹ بھر لیں۔ اگر اس کے بعد کسی سے کوئی لغزش یا کوتاہی ہو جائے اور اس کا میلان گناہ کی طرف نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ معاف کر دینے والے ہیں۔

آیت نمبر ۴-۵ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ

تم سے مومن پوچھتے ہیں کہ کون کونسی چیزیں ان کے

قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ

لیے حلال ہیں (ان سے) کہدو کہ سب پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں

مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ

اور وہ شکار بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا

Marfat.com

مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ز فَكُلُوا مِمَّا اَمْسَكْنَ

جن کو تم نے سدھا رکھا ہو اور جس (طریق) سے خدا نے تمہیں (شکار کرنا) سکھایا

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ہے (اس طریق سے) تم نے ان کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ رکھیں

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

اسکو کھا لیا کرو اور (شکاری جانور چھوڑتے وقت) خدا کا نام لے لیا کرو اور خدا سے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ

ڈرتے رہو بیشک خدا جلد حساب لینے والا ہے آج تمہارے لیے سب

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ

پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ

تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور پاکدامن مسلمان عورتیں

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ

اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں (بھی حلال ہیں)

Marfat.com

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا

جب کہ ان کا مہر دے دو اور

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ

ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو، نہ کھلی بدکاری

مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ

کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی اور

مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

جو شخص شرائع اسلام کا انکار کردے

عَمَلُهٗ ز وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

اس کے عمل ضائع ہوگئے اور وہ آخرت میں نقصان

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

پانے والوں میں ہوگا

تشریح الفاظ | يَسْئَلُوْنَكَ : يَسْئَلُوْنَ (وہ یعنی مومن سوال کرتے ہیں) + كَ (= آپ سے) اے نبی! مسلمان آپؐ سے

Marfat.com

پوچھتے ہیں۔ مَاذَا: کیا، کونسی۔ اُحِلَّ: حلال کی گئی (ماضی
مجہول) قُلْ: (قَالَ یَقُوْلُ سے فعل امر ہے) کہدو۔ اَلطَّیِّبٰتُ:
پاکیزہ، صاف ستھری، جو چکھنے میں مزیدار اور کھانے میں صحت بخش
ہو۔ (ضد: خَبِیْث) جسے طبع سلیم پسند کرے اور اس کے
کھانے سے نفرت محسوس نہ کرے۔ عَلَّمْتُمْ: تم سدھاؤ، تم
سکھاؤ۔ اَلْجَوَارِح: مفرد جَارِحَۃ ہے۔ لفظی معنی کمانے
والے۔ مراد شکاری جانور مثلاً کتے، باز، عقاب وغیرہ۔ انسانی
اَعْضَاء کو بھی جوارح کہتے ہیں۔ کیونکہ ان سے کام کاج کرکے
روزی کمائی جاتی ہے۔ مُکَلِّبِیْنَ: سدھاتے ہوئے (مُکَلِّب
کا لفظی معنی ہے کتوں کو سدھانے والا)۔ یہاں ترکیب میں حال
واقع ہوا ہے۔ مُکَلِّب کے مفہوم میں سب جانوروں کو شکار
پکڑنے کی تربیت دینا ہے۔ کیونکہ اکثر شکار کتے سے کھیلا جاتا
تھا، باقی جانوروں سے بہت کم۔ فَکُلُوْا: (فَ + کُلُوْا) فَ
بمعنی پس کُلُوْا: تم سب کھاؤ۔ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ: تمہارے
لیے پکڑے رکھے (اور خود نہ کھائے) وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ:
شکاری جانوروں کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنی
چاہیے۔ طَعَامُ: لفظی معنی کھانا مراد ذبیحہ۔ اُوْتُوا الْکِتٰبَ:
کتاب دیے گئے یعنی اہل کتاب، یہود و نصاریٰ۔ اَلْمُحْصَنٰتُ:
پاکدامن شریف عورتیں (حصن)، اٰتَیْتُمُوْهُنَّ: تم دے دو انہیں

Marfat.com

تم انہیں ادا کردو۔ أُجُوْرَ حق مہر مُحْصِنِیْنَ : بغرض نکاح یعنی نکاح کے ذریعے عفت و پاکدامنی قائم رکھتے ہوئے (حال)۔ مُسٰفِحِیْنَ : (سَفَحَ) کھلم کھلا زنا کرنے والے کھلے بندوں بدکاری کرنے والے۔ مُتَّخِذِیْ : اَخَذَ سے اِتَّخَذَ باب افتعال۔ اِتِّخاذ بمعنی پکڑنا۔ اصل میں مُتَّخِذِیْنَ تھا۔ آخری نون (ن) بوجہ مضاف حذف ہوگیا ہے۔ اَخْدَان : مفرد خِدْن ہے۔ دوست (عورت اور مرد دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے) بِالْاِیْمَان : شرائع اسلام اور احکام دین کے ساتھ۔ حَبِطَ ساقط ہوگیا۔ عَمَلُهٗ : ثواب۔ عَمَل اس کا۔ اَلْخٰسِرِیْنَ گھاٹا پانے والے۔ خسارہ یا نقصان اٹھانے والے

مفہوم و مطلب

اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ ایمان والے طبعی طور پر پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کن کن چیزوں کا کھانا حلال ہے۔ اس سوال کے جواب میں خداوند کریم نے فرمایا۔ کہ ہر پاکیزہ چیز حلال کردی گئی ہے پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ کوئی طبع سلیم اس کے کھانے سے نفرت نہیں کرتی۔ اسی طرح سدھائے ہوئے شکاری جانوروں (مثلاً کتا، باز، عقاب وغیرہ) کا شکار بھی تمہارے لیے حلال ہے۔ اس میں پاکیزگی کی خاطر شرط یہ لگادی کہ ان شکاری جانوروں کو تم نے خوب اچھی طرح تربیت دے رکھی ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ذریعہ تم نے ان جانوروں کو شکار کرنا سکھا رکھا ہے۔ تمہارا کتا اور باز وغیرہ جانتے ہیں۔ کہ شکار تمہارے لیے ہے۔ اس لیے وہ شکار کو پکڑ کر تمہارے پاس لے آتے ہیں۔ اس شکار کو وہ خود نہیں کھاتے تمہاری تربیت کامل ہے، ناقص نہیں۔ اس لیے تمہارا کتا یا باز اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ تمہارے لیے شکار کر رہا ہے وہ تمہاری آواز کو سمجھتا ہے۔ تمہارا کہا مانتا ہے۔ جب تم بسم اللہ پڑھ کر اسے کسی جانور کے پیچھے چھوڑتے ہو۔ تو تو وہ شکار پکڑ کر تمہارے پاس آجاتا ہے۔ وہیں کسی درخت کے نیچے یا پانی کے کنارے بیٹھ کر خود نہیں کھانے لگتا تم اسے بلاتے ہو تو دوڑا آتا ہے۔ کہیں بھیجتے ہو تو دوڑا جاتا ہے۔ تمہارا حکم بہر حال مانتا ہے۔

علماء اور آئمہ دین میں اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر کتا یا باز وغیرہ شکار کو تھوڑا بہت کھا جائے تو وہ شکار مؤمن کے لیے حلال ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حلال ہے۔ پھر بعض کا خیال ہے کہ کتے کا کھایا ہوا حلال نہیں۔ باز، شکرے یا عقاب کا کھایا ہوا حلال ہے۔ لیکن جمہور علماء اسلام کے نزدیک شکاری جانور (خواہ کتا ہو یا باز) کے کھائے ہوئے شکاروں سے کھانا مؤمن کے لیے حلال نہیں۔ کیونکہ کتے یا باز

Marfat.com

نے شکار اپنے لیے کیا ہے تمہارے لیے نہیں کیا۔ اگر تمہارے لیے کرتا تو اس میں سے خود نہ کھاتا۔

بسم اللہ پڑھ کر چھوڑنے کے بعد شکاری جانور کسی شکار کو پکڑ لائے اور وہ شکار تم تک پہنچتے پہنچتے مر جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ اگر شکار زندہ ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کر لیا جائے۔ علماء کے نزدیک تیر، بندوق وغیرہ سے شکار کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر بندوق چلاؤ۔ شکار زندہ ہو تو ذبح کر لو۔ اور اگر مر چکا ہو تو ذبح کے برابر ہے۔ اس ضمن میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ شکاری کے دل میں اللہ کا خوف موجود رہے۔ وہ حرام کو خواہ مخواہ حلال نہ ٹھہرائے اور حلال کے لیے حرام کا حکم نہ لگا دے۔ فرمایا کہ انجام کار معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ تمہیں اس کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ وہ حساب لے گا۔ اس لیے اپنا معاملہ صاف رکھو

پھر اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے اس بابرکت دن سے مؤمنوں کے لیے پاکیزہ چیزوں کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانور بھی شامل ہیں البتہ سور حرام ہے کیونکہ اس کی تصریح کر دی گئی ہے اور تمہارے ذبح کیے ہوئے

Marfat.com

جانور یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے حلال ہیں۔ یہ اتفاق کھانے پینے ہی کے معاملات میں نہیں بلکہ ازدواجی زندگی تک اس اتفاق و اتحاد کا پھیلاؤ ہے۔ جہاں پاکباز ایماندار عورتیں تمہارے نکاح میں آسکتی ہیں، وہاں یہود و نصاریٰ کی معزز اور پاکدامن خواتین بھی تمہارے حرم کی زینت بن سکتی ہیں شرط یہ ہے کہ تم حق مہر ادا کرو۔ اور مقصد یہ ہو کہ نکاح کر کے پاکبازانہ اور شریفانہ زندگی بسر کی جائے، میاں بیوی کی حیثیت سے رہو سہو۔ نہ تو کھلے بندوں بدکاری اور زنا مقصود ہو۔ اور نہ چوری چھپے دوستی اور یارانہ کے پردہ میں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے زنا سے روک دیا کہ نکاح کے بہانے کھلم کھلا زنا بھی شریعت میں روا نہیں اور دوستی کے پردے میں چوری چھپے بھی گوارہ نہیں کیونکہ زناہ خواہ کھلم کھلا ہو یا چوری چھپے دونوں صورتوں میں انسانی معاشرے کے لیے تباہ کن ہے۔ انسانی معاشرے کی فلاح اور سعادت اسی میں ہے کہ شریعت کے احکام کے مطابق عقدِ نکاح ہو اور میاں بیوی کی حیثیت سے پرامن اور اطمینان وسکون کی زندگی بسر کی جائے۔ اسلام کے نزدیک صرف زنا ہی قابل نفرت فعل نہیں بلکہ اس کے ساتھ وہ تمام ذرائع اور دواعی بھی اتنے ہی مذموم اور بُرے ہیں جن سے زنا کی طرف رہنمائی

Marfat.com

ہوتی ہو۔اس آیت کو ختم کرنے سے پہلے ایک زبردست تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ شریعت کے یہ بڑے ضروری اور اہم احکام ہیں۔جو شخص احکام دین اور شرائع اسلام کا انکار کردے، وہ انکار زبانی ہو، یا دل ان احکام کو قبول کرنے سے گریز کرے یا عملی طور پر ان احکام کی خلاف ورزی کی جائے تو یہ انکار تمام اعمال پر پانی پھیر دینا۔تمام کیا کرایا دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے ساری نیکیوں کا ثواب برباد ہو جاتا ہے۔اور آخرت میں شرائع اسلام کا انکار کرنے والوں اور احکام دین کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سراسر نقصان اور گھاٹا ہے۔ایمان لانے کے بعد بھی شریعت کے حکموں سے منہ موڑنا فائدہ مند تجارت نہیں ہے یہ سودا تو سراسر خسارے کا ہے۔آخرت میں کامیاب زندگی کا راز یہ بتایا کہ شریعت یعنی قرآن و سنت پر عقیدۃً اور عملاً کاربند ہو جائیں۔

آیت نمبر ۶-۷ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ

مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو

Marfat.com

إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ

تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا

دھو لیا کرو اور سر کا مسح کیا

بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ

کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو)

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَإِنْ

اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو اور اگر

كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَآءَ

بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے

أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ

کوئی بیت الخلا سے (ہو کر) آئے یا عورتوں سے

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

ہم بستر ہوا ہو اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو

Marfat.com

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ

اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی

اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَ

کرلو خدا تم پر کسی طرح کی

عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِ

نہیں کرنی چاہتا بلکہ یہ چاہتا

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّ

کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تا

تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْ

شکر کرو اور خدا نے تم پر احسان کیے ہیں ان کو

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْ

کرو اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا ہے (یعنی) جب

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰ

نے کہا تھا کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا اور قبول کیا اور خدا سے ڈ

Marfat.com

عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

رہو کچھ شک نہیں کہ خدا دلوں کی باتوں تک سے واقف ہے

شرح الفاظ قُمْتُمْ: (قَامَ یَقُوْمُ سے ماضی جمع مذکر مخاطب)، قَامَ کے لفظی معنے کھڑا ہونا، قیام کرنا یہاں مراد ہے نماز کے لیے قیام کا ارادہ کرنا۔ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو۔ فَاغْسِلُوْا: فَ + اِغْسِلُوْا، پس تم دھولو۔ وُجُوْہَ: (واحد وَجْہ) چہرے، منہ۔ اَیْدِیَ: (واحد یَدٌ) ہاتھوں۔ المَرَافِقِ: (واحد مِرْفَق) کہنیوں۔ اِمْسَحُوْا تم مسح کرو۔ رُءُوْسِ: (واحد رَاْس) سر۔ اَرْجُلَ: (واحد رِجْل) پاؤں۔ اِلَی الْکَعْبَیْنِ: اِلٰی بمعنی مع یعنی سمیت، کَعْبَیْن: دونوں ٹخنے۔ دونوں ٹخنوں سمیت (واحد کَعْب)، جُنُبًا: جنبی، جسے نجاست لگی ہو، جسے غسل کی حاجت ہو۔ جُنُبًا واحد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ فَاطَّهَّرُوْا۔ پس غسل جنابت کرلو یعنی کلی کرو، غرغرے کرکے حلق صاف کرو، ناک صاف کرو۔ وضو کے بعد اچھی طرح نہاؤ۔ مَرْضٰی: (واحد مَرِیْض)، بیمار۔ الغَائِطِ: لفظی معنی نشیبی زمین، مراد قضائے حاجت، بیت الخلا۔ پاخانہ وغیرہ لٰمَسْتُمْ: (لَمَسَ سے باب مفاعلة) لمس کرنا، چھونا، شرعی اور اصطلاحی

Marfat.com

مفہوم مباشرت کرنا ہے۔ تم نے مباشرت کی ہو۔ نِسَآءِ (و امْرَاَۃ) عورتیں۔ فَلَمْ تَجِدُوْا: (وَجَدَ یَجِدُ) پانا، حاصل کرنا) تم نہ پاؤ، حاصل نہ کرسکو صَعِیْدًا طَیِّبًا: طاہر، پاک۔ نجاست وغیرہ سے مبرا حَرَجٍ: مشقت تکلیف، تنگی۔ مِیْثَاقَہٗ: اس کا عہد و پیمان۔ وَاثَقَ: قول قرار لیا۔ بات پکی کی۔ اَطَعْنَا: ہم نے اطاعت کی۔ ذَاتِ الصُّدُوْرِ: سینوں کے بھید۔ دلوں کی بات (واحد صَدْر)

مفہوم و مطلب سورت کے شروع میں ایفائے عہد کی تاکید کی گئی تھی۔ اللہ اور بندے کے درمیان دو اہم عہد ہیں: ایک عہدِ ربوبیت و احسان اور دوسرا عہد عبودیت و اطاعت۔ عہد ربوبیت و احسان کے ضمن میں حلال و حرام کی وضاحت فرمائی اور نکاح و معیشت سے متعلق ہدایات سے نوازا۔ اس کے بعد عہد عبودیت اطاعت کی باری آئی۔ اس سلسلے میں ایمان لانے کے بعد سب سے ضروری اور اہم فریضہ نماز ہے۔ نماز عبودیت طاعت کی بہترین مظہر ہے۔ نماز کے لیے وضو اور طہارت کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پہ احسان فرماتے ہوئے فرائض وضو بیان کرتے فرمایا کہ اے ایمان والو! جب تم ادائے نماز کا ارادہ

Marfat.com

کرو تو وضو کر لیا کرو۔ پانی سے ہاتھ دھو کر کلی وغیرہ کرو۔ منہ دھو لیا کرو۔ منہ کے حدود تو واضح ہیں۔ یعنی پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کے درمیان۔ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھو لو۔ سر پر مسح کرو امام مالکؒ کے نزدیک سارے سر کا مسح کیا جائے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک سر کے کچھ حصے کا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چوتھائی سر کا۔ پھر ٹخنوں سمیت پاؤں دھو ڈالو۔ وضو کا مکمل طریقہ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں بالتفصیل درج ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ لیکن بعض صحابہ کرامؓ ایک وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں ادا کر لیتے تھے۔ جب وضو ٹوٹ جاتا تو پھر نیا وضو کر لیتے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وضو سے نمازیں ادا کیں۔ تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے آج یہ خلاف معمول کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے امت کو بتایا کہ ایک وضو سے دو تین یا چار پانچ نمازیں بھی ادا ہو سکتی ہیں۔

حدث سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ اور ہر نماز کے

Marfat.com

لیے نیا وضو عزیمت اور فضیلت کا درجہ رکھنا ہے صوفیا کی اصطلاح میں وضو پر وضو کرنا نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کا مصداق ہے۔

پھر فرمایا کہ جُنبی ہونے کی حالت میں یعنی جب بدن ناپاک ہو تو غسل کر لو۔ سارے بدن کو اچھی طرح پانی سے دھو کر صاف اور پاک کرو۔ پھر نماز پڑھو۔ ناپاک جسم والا بغیر نہائے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ پھر فرمایا کہ

۱۔ اگر کوئی آدمی بیمار ہو اور پانی اس کے لیے مضر ہو۔ یا
۲۔ کوئی سفر کر رہا ہو یا
۳۔ قضائے حاجت سے فارغ ہوا ہو (حدث اصغر) یا
۴۔ مباشرت کی وجہ سے بدن پاک نہ رہا ہو (حدث اکبر) اور

ان حالات میں پانی بھی نہ مل سکے تو پاک مٹی پر ہاتھ مار کر تیمم کر لو۔ یعنی منہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لو۔ بعض کے نزدیک کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا چاہئے۔

ان احکام سے اللہ تعالیٰ کا مقصد تمہیں تنگ کرنا نہیں بلکہ درحقیقت اللہ اپنے بندوں کے لیے آسانی اور سہولت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کا مقصد جسم و روح کی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ وہ تمہاری بہبودی چاہتا ہے۔ یہ اللہ کا انعام اور تکمیل نعمت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خاص

Marfat.com

عائتیں دیتا ہے کہ پانی نہ ملے تو غسل یا وضو کی بجائے
یمم کرلو۔ وہ صفائی اور پاکیزگی کے طریقے سکھاتا ہے۔ ذرا
ور فرمایے کہ پانچ وقت وضو کرنے سے کتنی صفائی اور
کیزگی حاصل ہوتی ہے۔ ہر روز چند گھنٹوں کے بعد گرد و
بار سے ہاتھ منہ، اور ناک و کان صاف کیے جاتے ہیں نہا
دھو کر کتنی کوفت اور تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اور
یک گونہ مسرت و نشاط حاصل ہوتی ہے۔

پھر اس پر بھی ذرا غور کرو کہ ایک نماز کی ادائیگی سے
کتنی برکتیں اور سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بندہ اپنے رب سے
جز و نیاز کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کے دل میں
یک طرف تو خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ دوسری طرف
اللہ کی عظمت و ہیبت۔ وہ اس کی محبت کو بڑھانے کے
درپے رہتا ہے۔ اس کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے
و شاں رہتا ہے۔ آدمی اللہ کی ناراضی اور غضب سے ڈرتا
ہے۔ اور ہر ایسے کام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جس
سے اس مالک حقیقی کی نافرمانی ہوتی ہو۔ نماز پابندی وقت
ور ترتیب و نظام اور ضبط کا سبق سکھاتی ہے۔ انسان
یں تواضع، انکسار اور عاجزی پیدا کرتی ہے، تکبر و غرور کو
ختم کرکے غریبوں اور محتاجوں سے حسن سلوک سکھاتی ہے

Marfat.com

پھر فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تمہیں اسلام ایسی بڑی دولت سے بہرہ مند کیا اسلام سے پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اسلام نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ تمہاری آپس کی نفرت وعناد کو محبت وشفقت میں تبدیل کر دیا۔ اس نعمت عظمیٰ کی یاد دہانی کے بعد فرمایا کہ تم نے عقبہ ثانیہ کی بیعت کے موقع پر سن ۱۳ نبوت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ قول وقرار کیا تھا کہ دکھ سکھ اور تکلیف و راحت کی حالت میں تم آنحضرتؐ کی اطاعت کرو گے۔ آپؐ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دو گے بعد کے مسلمانوں کے لیے اسلام کا اقرار ہی اس عہد کے برابر ہے کہ ہر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو حجت شرعی تسلیم کرتا ہے۔ آپؐ جس چیز کا حکم فرماتے ہیں۔ اس کے سامنے ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ آپؐ جس شے سے روکتے ہیں ہم رک جاتے ہیں۔ قرآن ہمیں آج بھی دعوت دیتا ہے کہ ہم بھی بسر و چشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانیں اور آپؐ کے روکنے سے ہر چیز سے رک جائیں۔ عہد شکنی کے معاملے میں خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ قیامت تک مسلمان اطاعت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکلف ہیں۔ ہر مسلمان کو رسول خدا کی مخالفت کرتے وقت خدا کا خوف ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ عمل تو

Marfat.com

ایک کھلی اور واضح حقیقت ہے جسے سب دیکھتے اور سنتے ہیں لیکن خدائے قدوس ایسا علیم ہے کہ دلوں کے خدشات و خطرات اور سینوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔

آیات نمبر ۸-۱۱: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا

مسلمانو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے

قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَلَا

کو کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی

یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا

دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف کو چھوڑ دو

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَاتَّقُوا

انصاف کیا کرو کہ یہی تقویٰ کی بات ہے اور خدا سے

اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝ وَعَدَ

ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے جو لوگ

Marfat.com

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

کہ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے اور جنہوں نے

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے وہ جہنمی ہیں

الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

اے ایمان والو! خدا نے جو تم پر

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

احسان کیا ہے اس کو یاد کرو جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ

يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ

تم پر دست درازی کریں تو اس نے

اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى

تم سے ان کے ہاتھ روک دیئے اور خدا سے ڈرتے رہو اور خدا ہی

Marfat.com

اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے

تشریح الفاظ قَوَّامِیْنَ: (واحد قَوَّام اسم مبالغہ قائم سے) اللہ کے حقوق کی بکثرت نگہداشت کرنے والے' اللہ کے حقوق کا بہت خیال رکھنے والے اور اللہ کے حقوق کی حفاظت میں پوری سرگرمی کا اظہار کرنے والے شُھَدَآءَ واحد شَھِیْدٌ بمعنی گواہ' اَلْقِسْط: عدل و انصاف اِعْدِلُوْا (فعل امر عَدَلَ سے جمع مذکر مخاطب) ھُوَ: لفظی معنی وہ' مراد عدل ہے۔ اَقْرَبُ: زیادہ قریب (اسم تفضیل)۔ خَبِیْرٌ: خبر رکھنے والا۔ خبردار۔ وَعَدَ: (وَعَدَ یَعِدُ عِدَۃٌ) وعدہ کیا۔ مَغْفِرَۃٌ: مغفرت' بخشش (غفر سے نکلا ہے۔

آیَاتٌ: آیات سے مراد آیات قرآنی بھی ہے اور نشانیاں بھی' خواہ وہ نشانیاں انسان کے اندر ہوں یا آفاق میں۔

اَصْحَابٌ: واحد صَاحِبٌ بمعنی ساتھی۔ اَلْجَحِیْمُ: دوزخ۔ اَصْحَابُ الْجَحِیْمِ سے مراد جہنمی اور دوزخی ہیں۔ ھَمَّ: ارادہ کیا۔ یَبْسُطُوْا: (بَسَطَ سے) پھیلانا' دراز کرنا۔ فَکَفَّ: (فَ + کَفَّ) پس روک دیا۔ فَلْیَتَوَکَّلِ:

Marfat.com

رف + لَ + یَتَوَکَّل) پس + چاہیے + توکل کریں - ل برائے امر

مفہوم و مطالب گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایفائے عہد کی تاکید کی، حلال و حرام کی تمیز بتائی۔

نکاح و ازدواجی زندگی کے احکام بتائے طہارت و پاکیزگی کی تعلیم دی۔ اب ان آیات میں فرمایا کہ دوست دشمن سب کے ساتھ عدل و انصاف کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب فرما کر حکم دیا۔ کہ اے ایمان والو! اللہ کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ اللہ کا ہر ایک حق پوری طرح ادا کرو۔ اس کے حقوق کو نظر انداز نہ کرو۔ اس کے حقوق کی ادائگی میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی کو راہ نہ دو۔ تمہارا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ہو۔ ہر بات میں اِخلاص اور للّٰہیت پیدا کرو۔ دین و دنیا کے معاملات میں خلوص کا دامن نہ چھوٹنے پائے جب گواہی کا معاملہ پیش ہو۔ تو عدل و انصاف کے ساتھ حق بات کہو۔ کسی دینی یا دنیوی مصلحت کے پیش نظر عدل و انصاف کی راہ سے نہ ہٹنے پاؤ۔ اگر تمہاری گواہی سے دشمن کو فائدہ پہنچے اور تمہارے بھائی کو نقصان پہنچے تو بھی حق گوئی سے باز نہ آؤ۔ دشمن کی دشمنی بھی تمہیں عدل و انصاف سے نہ روکے، جس طرح تم اپنوں سے انصاف کرتے ہو

Marfat.com

اسی طرح اپنے دشمنوں سے بھی عدل و انصاف کرو۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اسی میں ہے کہ اپنے پرائے سب سے یکساں عدل کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنوں سے تو انصاف کیا جائے اور غیروں سے بے انصافی۔ اللہ تعالیٰ کو جور و ظلم پسند نہیں دنیوی اعتبار سے بھی نا انصافی ذلت و خواری اور کمینگی کا موجب ہے۔ اور آخرت میں بھی اس کا نتیجہ ذلت آمیز عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ اس لیے عدل کے معاملے میں اللہ کا ڈر دل میں موجود رکھو تاکہ تم سے کوئی غیر منصفانہ حرکت سرزد نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ نے ایمان اور عمل صالح کے عوض مومنوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ عمل صالح کے مفہوم میں جس طرح عبودیت، اجتماعی اور انفرادی روابط شامل ہیں اسی طرح آپس میں عدل و انصاف اور زندگی کے تمام گوشوں میں تقویٰ بھی شامل ہے اور ایمان کی بجائے انکار کرنے والے اور عمل صالح کی جگہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور آیتوں کو جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ کی آگ کا عذاب ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو اپنی نعمت یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت کو یاد کرو جب لوگ آمادۂ قتل

Marfat.com

تھے اور تم پر پل پڑنے کا ارادہ کر چکے تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور تمہیں ان کے ہاتھوں کوئی تکلیف اور مضرت نہ پہنچ سکی حالانکہ وہ اس بات کا تہیہ کر چکے تھے کہ تمہیں مبتلائے مصیبت کریں۔ یہ اللہ کا خاص انعام تھا۔ تمہیں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور ایمان والوں کو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

اس آیت کے ضمن میں مفسرین کے مختلف خیالات ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اس نعمت سے مقصود قوت و غلبۂ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت و عظمت ہے۔ یعنی ایک وقت تھا کہ مسلمان مغلوب و مجبور تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں طاقت اور غلبہ عطا کیا۔ وہ حاکم اور فاتح بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید غیبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام رسالت کو پہنچایا۔ صحابہ کرامؓ نے اس دین کی تبلیغ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اسلام چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت تھی۔

۲۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے مخصوص ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں اپنی تلوار درخت سے لٹکا
آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے بنو محارب قبیلہ کا ایک بدو
آیا اور اسی نے تلوار پکڑ کر کہا کہ اے محمدؐ! میرے ہاتھ
سے تمہیں کون بچائے گا؟ آپؐ نے جواب دیا: اللہ۔ یہ
سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ وہ تلوار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا لی۔ پھر آپؐ نے پوچھا کہ
بتا اب تجھے کون بچائے گا۔ اس پر وہ بڑا شرمندہ ہوا
اور آپؐ کے رحم و کرم کا واسطہ دے کر اور مسلمانوں کے خلاف
کسی جنگ میں حصہ نہ لینے کے وعدے پر رہائی حاصل کی۔
۳۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص غورث بن حارث نے
اپنے قبیلہ بنو محارب سے وعدہ کیا کہ میں محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو تمہاری خاطر قتل کر دوں گا۔ چنانچہ وہ آپؐ
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس اپنی تلوار تھی۔ غورث نے عرض کیا کہ مجھے اپنی تلوار
دکھایئے آپ نے اسے دیکھنے کے لیے تلوار دے دی۔ وہ
تلوار پکڑ کر ہوا میں چلانے لگا۔ اور کہنے لگا کہ اے
محمدؐ! میرے ہاتھ میں تلوار ہے آپ کو خوف محسوس نہیں
ہوتا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، میرا اللہ مجھے بچانے والا ہے"
یہ سن کر اس نے تلوار آپ کو واپس دے دی۔

Marfat.com

۴۔ ایک روایت میں ہے کہ دو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امان لے کر جا رہے تھے۔ عمرو بن اُمیّہ ضمری نے انہیں قتل کر دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ بنو نضیر کے پاس آئے تا کہ مقتولوں کا خوں بہا (دیت) وصول کیا جائے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے۔ بنو نضیر نے معاہدے کے مطابق خون بہا کی وصولی میں امداد کا وعدہ کیا اتنے میں حُیَیّ بن اَخطب نے آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپؐ تشریف رکھیے، کھانا حاضر ہے اتنے میں ہم آپ کی دیت کی رقم فراہم کر لیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ حیّیؔ بن اَخطب اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ آج موقع بڑا غنیمت ہے، اوپر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپؐ کو قتل کر دو۔ لوگ ایک بڑا پتھر پھینکنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اتنے میں جبرئیلؑ فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اور اس نے ساری سازش کا پتہ دے دیا۔ چنانچہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ وہاں سے اُٹھ گئے۔ اوپر کا کوئی ایک واقعہ ہو یا تمام واقعات مجموعی طور پر

Marfat.com

ہوں۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام تھا کہ اس نے حسب وعدہ (واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا) آپ کی حفاظت فرمائی اور دشمنوں کے ناپاک ارادوں کو تکمیل کا موقع نہ دیا۔

واقعی یہ اللہ کی بڑی نعمت تھی کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اکابر صحابہؓ کو ان حوادث سے بچا لیا اور یہ حفاظت تقویٰ اور توکل علی اللہ کا نتیجہ تھی۔ تقویٰ اور توکل علی اللہ آج بھی ہمیں مشکلات و حوادث سے بچا سکتے ہیں بشرطیکہ صحیح تقویٰ اور صحیح توکل کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

آیات نمبر ۱۲۔۱۴: وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

اور خدا نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا۔

بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ

اور ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے

عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ

اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں

Marfat.com

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ

اگر تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ

رہوگے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کروگے

اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ

اور خدا کو قرضہ حسنہ دوگے تو میں تم سے تمہارے گناہ دور

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

کردوں گا اور تم کو بہشتوں میں داخل کروں گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ

جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں پھر جس

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

نے اس کے بعد تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے رستے

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۲ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ

سے بھٹک گیا تو ان لوگوں کے عہد توڑ دینے

Marfat.com

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً

کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا

یہ لوگ کلمات (کتاب) کو اپنے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں اور جن

حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ

باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصہ بھی فراموش کر

تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا

بیٹھے اور تھوڑے آدمیوں کے سوا ہمیشہ تم ان کی (ایک نہ ایک) خیانت

مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ

کی خبر پاتے رہتے ہو تو ان کی خطائیں معاف کر دو اور (ان سے) درگزر

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳ وَمِنَ الَّذِيْنَ

کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور جو لوگ (اپنے

قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ

تئیں) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا

Marfat.com

فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا

مگر جو نصیحت ان کو کی گئی تھی وہ بھی اس کا ایک حصہ فراموش کر بیٹھے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ

تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لیے دشمنی اور کینہ ڈال دیا

الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا

اور جو کچھ وہ کرتے رہے خدا عنقریب ان کو اس

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

سے آگاہ کرے گا

تشریحِ الفاظ

بَعَثْنَا: ہم نے بھیجے مِنْهُمْ: ان میں سے یعنی بنی اسرائیل میں سے۔ اِثْنَيْ عَشَرَ بارہ۔ نَقِيْبًا: سردار، زعیم، کفیل۔ نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو قوم میں بزرگ اور کار پرداز ہو اور لوگوں کی دیکھ بھال کرے۔ لَئِنْ: (لَ + اِنْ) لام تاکید کے لیے اور بمعنی قسم استعمال ہوتا ہے۔ اِنْ حرف شرط ہے بمعنی اگر۔ رُسُلِ: رواحد رَسُوْل، پیغمبر۔ عَزَّرْتُمُوْهُمْ: عَزَّرْتُمْ هُمْ تم مدد کروگے ان کی۔ عَزَّرَ يُعَزِّرُ تَعْزِيْرًا

Marfat.com

نصرت و تعظیم کرنا۔ اَقۡرَضۡتُمُ: تم قرض دو گے، حَسَنًا مراد ہے اللہ کی راہ میں بخوشی خرچ کرنا۔ بطیبِ خاطر خرچ کرنے کے علاوہ اپنے فرض سے زیادہ خرچ کرنا۔ صدقات بھی مراد ہو سکتی ہے بعض مفسرین نے اس کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ خالص اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا جائے۔ لَاُكَفِّرَنَّ (جواب شرط) تو میں مٹا دوں گا۔ زائل کر دوں گا۔ سَيِّئَاتِ واحد سَيِّئَةٌ برائیاں۔ گناہ۔ بَعۡدَ ذٰلِكَ: اس کے بعد یعنی اس میثاق کے بعد ضَلَّ: یَضِلُّ بھٹک گیا۔ سَوَآءَ وسط طریق، قصد السبیل۔ راہ راست۔ سیدھا (راستہ)۔ فَبِمَا: (فَ + بِ + مَا) ف بمعنی پس، پھر بِ بمعنی بوجہ بسبب اور مَا زائدہ برائے تاکید استعمال ہوا ہے۔ نَقۡضِهِمۡ: نَقۡض بمعنی توڑنا: (بسبب اپنا وعدہ توڑنے کے)۔ اردو میں نقضِ امن عام ترکیب ہے۔ لَعَنَّا: ہم نے اپنی رحمت سے دور کر دیا قُلُوۡب: (واحد قَلۡب) دِل۔ قٰسِيَةً: سخت (قَسَا یَقۡسُو) واحد قَاسِی، یعنی ان کے دلوں میں ایمان قبول کرنے کے لیے کوئی صلاحیت اور گنجائش نہیں رہتی یُحَرِّفُوۡنَ: تحریف کرتے ہیں۔ بدل دیتے ہیں۔ اَلۡكَلِمَ: کلمات، کلام یعنی تورات مَوَاضِعِهٖ: واحد مَوۡضَع، جگہوں، مقامات۔ نَسُوۡا: وہ بھول گئے۔ انہوں نے فراموش کر دیا۔ حَظًّا: حصہ کتاب

Marfat.com

ذُكِّرُوْا: نصیحت کیے گئے تھے۔حکم دیے گئے تھے۔ لَاتَزَالُ
برابر، ہمیشہ تَطَّلِعُ عَلٰی: تم خبر پاتے ہو۔ خَائِنَۃٌ: خیانت
مراد وعدہ شکنی، نقضِ عہد۔ فَاعْفُ: (فَ + اعْفُ) عفو
فعل امر ہے۔ معاف کر دو۔ اِصْفَحْ: (صَفَحَ یَصْفَحُ)
در گزر کرنا۔ معاف کر دینا۔ (فعل امر ہے) فَاَغْرَیْنَا: (فَ +
اَغْرَیْنَا) ڈال دیا ہم نے (اَغْرٰی یُغْرِیْ اِغْرَاءٌ)
یَصْنَعُوْنَ: صَنَعَ یَصْنَعُ بمعنی کرنا، بنانا۔

مفہوم و مطلب ان آیات میں یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بنو اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ کہ وہ خالص اللہ کی عبادت کریں گے۔ اور اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں کریں گے اور یہ کہ وہ تورات کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا۔ مفسرین نے اس ضمن میں کئی ایک واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ جب بنو اسرائیل مصر سے نکلے اور فرعون کے ظلم سے نجات پائی تو اللہ تعالےٰ نے انہیں حکم دیا کہ تم ارضِ اَرِیحاء میں جا کر جَبَّارِیْن سے جنگ کرو۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے امداد و نصرت کا وعدہ بھی کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے ہر قبیلے میں سے ایک ایک نقیب وکفیل انتخاب

Marfat.com

کیا۔ تاکہ دشمن کے علاقے میں جاکر حالات معلوم کریں اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا حکم بہر حال مانیں گے۔ جب یہ بارہ نقیب ان جابر اور ظالم لوگوں کی سرزمین یعنی کنعان میں پہنچے تو ان کے بھاری بھرکم جسموں اور ان کی قوت و عظمت سے بڑے مرعوب ہوئے اور واپس آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایات کے خلاف دس نقیبوں نے ان ظالم و جابر لوگوں کی شوکت و قوت کے بارے میں عوام کو مطلع کردیا۔ عوام ڈر گئے اور موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ آپ اور آپ کا رب جائے اور لڑے ہم تو نہیں جانے کے۔ ان جابروں میں سے ایک عُوج بن عُنُق ہے۔ جسے بعض نے عُوج بن عُوق بھی لکھا ہے۔ امام قرطبی کے نزدیک عوج بن عناق ہے[1]۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہود بنی نضیر نے تم سے بدعہدی اور وعدہ خلافی کی ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ عہد شکنی اور بے وفائی و غداری تو ان کو اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملی ہے۔ اگر آج انہوں نے تمہیں مار ڈالنے کی سازش کی تو اس سے پہلے بھی یہ لوگ اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے عہد شکنی اور غداری کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ بدعہدی ان کی سرشت بن چکی ہے اور بے وفائی ان

[1] تاج العروس میں ہے کہ عنق ماں اور عوق باپ کا نام تھا

Marfat.com

کی گھٹی میں داخل ہے۔ موسیٰؑ کے زمانے میں ہم نے ان یہودیوں سے عہد لیا تھا کہ یہ موسیٰ کے احکام پر چلیں گے۔ اور ان سے وفاداری کریں گے موسیٰ کی نافرمانی سے انہیں ڈرایا گیا۔ ان میں سے بارہ معزز آدمیوں کو نقیب و کفیل مقرر کیا کہ وہ جبّاروں کے حالات معلوم کریں۔ تاکہ ان کے خلاف جنگ لڑی جائے۔ اللہ نے یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ ان جابروں کے استیلاء میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اس کے ساتھ اللہ نے اپنی نصرت و تائید کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم نماز قائم کروگے، مفروضہ زکوٰۃ ادا کروگے، میری راہ میں جہاد کروگے، میرے رسولوں پر ایمان لاؤگے اور ان کی اعانت کروگے اور بطیب خاطر میری راہ میں خرچ کروگے تو میں تمہارے گناہوں اور جرموں سے درگزر کرکے تمہیں جنت میں جگہ دوں گا۔ جہاں نہریں بہتی ہوں گی۔ اگر تم نے انکار سے کام لیا تو پھر تم راہ راست سے بھٹک جاؤگے۔

یہود کی بدقسمتی کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کرکے اسے توڑ دیا۔ اللہ نے انہیں اس عہد شکنی کی پاداش میں دھر پکڑا، انہیں اپنی رحمت سے محروم کردیا۔ لعنت کا طوق ان کی گردن میں ڈال دیا۔ ان کے دلوں کو سخت کردیا۔ یہ پتھر دل یہودی کسی حجت و دلیل اور عبرت و موعظت کو قبول کرنے کی صلاحیت

Marfat.com

سے یکسر محروم ہو گئے ان کے دلوں میں ایمان کے لیے کوئی گنجائش نہ رہی۔ توفیق ہدایت ان سے چھن گئی۔ بات یہیں ختم نہ ہوئی بلکہ وہ تورات میں تحریف کرنے لگے۔ ان مقامات کو بالکل چھپا دیا جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان تھا اور جن میں رسالت محمدی کی بشارت دی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جو یہودی آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں۔ وہ تو نیکی اور ایمان کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن جو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے خیانت و بدعہدی ان کا شیوہ ہے۔ اگر یہ بدعہد یہودی توبہ کریں اور ایمان لے آئیں تو آپ ان سے درگزر کردیں۔ بلکہ حسن سلوک سے پیش آئیں، ان پر احسان کریں۔ اللہ کے ہاں احسان کرنے والوں کی بڑی چاہت ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک اور گروہ ہے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ یہ بھی بدعہدی اور بے وفائی میں یہودیوں سے کم نہیں۔ جس طرح یہودیوں کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ حق و صداقت کی حمایت کریں اور تورات کے احکام بتانے میں خیانت نہ کریں۔ بالکل اسی طرح عیسائیوں (نصاریٰ) سے عہد لیا گیا تھا۔ کہ وہ انجیل کی اس بشارت کا کھلے بندوں اعلان کریں گے۔ جس میں حضرت عیسیٰؑ نے نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور رسالت کی بشارت دی تھی (یعنی

Marfat.com

مُصَدِّقًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ) لیکن عیسائیوں نے بھی حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم اور بشارت کو ظاہر کرنے سے انکار کر دیا۔ گمراہ یہودیوں کے نقش قدم پر چل کر عیسائی بھی عہد شکنی اور بے وفائی کے مرتکب ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان میں اختلاف پیدا کر دیا۔ عیسائیوں کے کئی فرقے بن گئے۔ ہر فرقہ دوسرے کا دشمن ٹھیرا۔ دین، حضرت مسیح اور انجیلوں کے بارے میں ان کا اختلاف دشمنی اور عداوت کی حد تک بڑھ گیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ان کی کرتوتوں سے انہیں آگاہ کر دے گا۔

آیات نمبر ۱۵۔۱۶ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ
اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر
رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ
(آخر الزمان) آچکے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب الٰہی سے چھپاتے تھے
تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ
وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں

Marfat.com

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ

اور بہت سی چیزوں سے درگزر کرتے ہیں بیشک تمہارے پاس روشنی اور

مُّبِيْنٌ ۝ ۱۵ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ

واضح کتاب آچکی ہے جس سے خدا اپنی رضامندی کے طالبوں کو نجات

رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ

کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ

روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ۱۶

رستے پر چلاتا ہے

تشریح الفاظ

اَهْلَ الْكِتٰبِ: یہود و نصاریٰ۔ رَسُوْلُنَا: ہمارا رسول یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ يُبَيِّنُ: ظاہر کرتا ہے۔ بیان کرتا ہے۔ تُخْفُوْنَ: تم مخفی رکھتے ہو، چھپاتے ہو۔ الْكِتٰبِ: سے مراد تورات اور انجیل۔ يَعْفُوْا: (عفو) معاف کرنا، درگزر کرنا۔ نُوْرٌ: مراد حضرت

Marfat.com

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو نورِ ہدایت لے کر آئے ہیں بعض نے نُور سے مراد اسلام بھی لی ہے۔ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ: کتاب ظاہر۔ واضح کتاب یعنی قرآن مجید جو احکام و مسائل کی وضاحت کرتا ہے۔ یَھْدِیْ: راہ دکھاتا ہے، ہدایت کرتا ہے۔ بِہٖ: اس قرآن مجید کے ذریعہ۔ اتَّبَعَ: پیروی کرے۔ رِضْوَانَ: رضا۔ خوشنودی۔ سُبُلَ السَّلَامِ: سَبِیْل مفرد، سلامتی کے راستے مراد ہے دین اسلام۔ یُخْرِجُ: نکالتا ہے (اَخْرَجَ یُخْرِجُ اِخْرَاجًا) الظُّلُمَاتِ: (واحد ظُلْمَت) اندھیرے۔ اِذْن: حکم، ارادہ، توفیق

مفہوم و مطلب گزشتہ آیات میں یہود و نصاریٰ کی بداعمالی بالخصوص عہد شکنی اور بے وفائی کا ذکر کرنے کے بعد ان کو ایمان کی دعوت دی کہ حق و صداقت کا پیغام آ پہنچا ہے اب تورات اور انجیل کے ماننے والوں کو پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان لانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب کے نام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے پاس تورات اور انجیل موجود ہیں۔ ان کتابوں میں اس نبی آخر الزمان کی علامات اور نشانیاں درج ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نبی کریم احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشن گوئی بھی موجود ہے۔ یہ پیغمبر موعود تمہارے پاس تشریف لے آئے ہیں۔ آپؐ اُن چیزوں کی نشان دہی کرتے ہیں جنہیں یہود و

Marfat.com

نصاریٰ اپنی کتابوں میں مخفی رکھتے تھے۔ مثلاً تورات میں واضح طور پر رجم (سنگساری) کی سزا موجود تھی، یوم السبت کے نافرمانوں کا انجام مندرج تھا لیکن یہودی علماء ان حقائق کو پردۂ اخفا میں رکھتے تھے۔ اسی طرح انجیل میں حضرت عیسٰیؑ نے حضرت نبی کریمؐ کی آمد کی بشارت دی تھی لیکن عیسائی اَحبار اور علماء ان باتوں کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کی خبر دی۔ اس کے ساتھ آپؐ نے بہت سی اور باتوں کا قطعاً ذکر نہ کیا۔ کیونکہ ان باتوں کا تعلق نبوت و رسالت سے نہ تھا۔ لہٰذا آپؐ نے ان کے ذکر سے درگزر کیا۔ اور خواہ مخواہ یہود و نصاریٰ کے لیے ذلت و رسوائی اور فضیحت کا سامان مہیا کرنا غیر مناسب سمجھا۔ بعض مفسرین نے یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ کا مطلب یہ بیان کیا ہے۔ کہ آپؐ اہل کتاب کے بہت سے گناہوں سے درگزر فرماتے تھے۔

پھر فرمایا کہ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ایسا رسول آیا ہے جس کے ہاتھ میں آفتابِ ہدایت ہے۔ یہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ لوگوں کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ آپؐ کی اتباع میں حق و صداقت نظر آجاتے ہیں۔ جس طرح روشنی میں آنکھوں کی بینائی کام کرتی ہے اسی طرح آپ کی اِتباع میں انسان کی روحانی بصارت دینِ حق کو دیکھ لیتی ہے۔ نیز آپ کے ساتھ قرآن مجید ہے۔ جس میں انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے بڑی

Marfat.com

صراحت اور وضاحت سے احکام و مسائل بیان کر دیے گئے ہیں جو شخص رضائے الٰہی کی خاطر اس رسول اور اس قرآن کی پیروی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو امن و سلامتی کے ایسے راستوں پر چلائے گا جو ہر قسم کے خوف و خطر سے محفوظ رہیں گے۔ اور جن پر چل کر جنت کی پُر امن زندگی نصیب ہو سکے گی۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی توفیق ان لوگوں کے شامل حال ہو گی۔ اور اللہ ان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان اور عمل صالح کے اجالوں میں لا کھڑا کرے گا۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے گا۔

مختصر یہ کہ قرآن و حدیث یا کتاب و سنت کی اتباع کرنے والے کے لیے اللہ تعالےٰ نے ضمانت دی ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت میں تباہی و ہلاکت اور بدبختی و شقاوت سے بچائے گا۔ بت پرستی، اوہام پرستی، شرک و بدعت اور دیگر گمراہ کن خرافات کے اندھیروں سے نکال کر توحید و رسالت اور ایمان و عمل صالح کی روشنی اور تابندگی عطا کرے گا۔ کتاب و سنت کی اتباع اور پیروی کا نام صراط مستقیم رکھا۔ یہی سیدھی راہ جنت میں پہنچا دیتی ہے اس امن و سلامتی کے راستے پر چلنے والے کے لیے دوزخ کا کوئی ڈر نہیں ہے۔

اِن آیات کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ یہودی

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زانی کو سنگسار کرنے کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ انہوں نے ابن صُوریاء کی کی طرف اشارہ کیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تو ان سب سے زیادہ عالم ہے اس نے عرض کیا کہ ان لوگوں کا یہی خیال ہے پھر آپؐ نے اس کو اس خدا کا نام دے کر پوچھا جس نے موسیٰؑ پر تورات نازل کی تھی، اور جس نے رفع طور کیا تھا۔ کہ وہ حق بات کہے گا۔ اتنا فرمانا تھا کہ ابن صوریاء پر کپکپی اور رعشہ طاری ہو گیا اور وہ بول اٹھا کہ ہمارے ہاں عورتیں حسین و جمیل ہیں۔ جب زنا بہت پھیل گیا۔ تو ایک سو کوڑے لگتے اور سر مونڈھ دیے جاتے۔ یہ بات سنی تو آپ نے رجم کا فیصلہ صادر فرمایا۔

آیت نمبر ۱۷-۹: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
جو لوگ اس بات کے قائل ہیں
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ
کہ عیسیٰ بن مریم خدا ہیں وہ بیشک کافر ہیں

Marfat.com

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

(ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسیٰ بن مریم کو ان کی ماں کو

اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کردے

وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے

بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

سب پر خدا کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

اور خدا ہر چیز پر قادر ہے اور یہود اور نصاریٰ کہتے

وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ

ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں

Marfat.com

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ

کہو کہ پھر خدا تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے

أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ

نہیں بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو۔ وہ

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ

جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمان اور

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ

زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی حکومت ہے اور

إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ

(سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے اہل کتاب! پیغمبروں کے آنے کا

جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ

سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر

مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَآءَنَا

آگئے ہیں جو تم سے (خدا کے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہنے لگو کہ

Marfat.com

مِّنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ

ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا سو اب تمہارے

بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۹

پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آگئے ہیں اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

تشریح الفاظ هُوَ: وہ، یہاں هُوَ حصر کا فائدہ دیتا ہے فَمَنْ: (ف + مَنْ) مَنْ بمعنی کون، مَنْ استفہام کے لیے، اور یہ اس استفہام توبیخ و زجر کے لیے آیا ہے۔ يَمْلِكُ قدرت رکھتا ہے، یعنی اللہ کو روکنے کی کس میں طاقت ہے۔ کون ہے جو اللہ کو روک سکے۔ اِنْ: اگر۔ اَرَادَ: وہ چاہے، ارادہ کرے۔ اَنْ: کہ۔ يُّهْلِكَ: (اَهْلَكَ ماضی) وہ ہلاک کرے۔ اُمَّ: ماں۔ مُلْكُ: بادشاہت۔ اَبْنَآءُ: (واحد اِبْنٌ) بیٹے اَحِبَّآءُ: (واحد حَبِيْبٌ) چہیتے، پیارے۔ فَلِمَ: ف + لِمَ۔ پھر + کیوں۔ يُعَذِّبُ: عذاب دیتا ہے۔ اَلْمَصِيْرُ: ٹھکانہ، رجوع، لوٹنا صَارَ يَصِيْرُ صَيْرًا۔ فَتْرَةٍ: انقطاع وقفہ، مدت۔

مفہوم و مطلب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے بعض عقائد کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا

Marfat.com

کہ جو لوگ مسیح ابن مریمؑ کو خدا ٹھہراتے ہیں وہ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایک بشر اور مخلوق خدا بن جائے۔ نصاریٰ کا یہ عقیدہ کہ مسیح خدا ہے۔ محض کفر ہے صحیح عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ اس نے آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ اس نے حضرت مریمؑ کو پیدا کیا اور اسی نے حضرت مسیحؑ کو بغیر باپ کے حضرت مریمؑ کے ہاں پیدا کیا۔ ساری مخلوق فنا ہونے والی ہے۔ صرف اللہ کی ذات کو بقا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ تو ایک انسان اور بشر ہیں بھلا یہ فانی انسان خدا کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ اللہ کی ذات تو ایسی قادر اور بے نیاز ہے کہ اگر وہ چاہے کہ ساری کائنات کو ختم کر دے اور اس میں حضرت مسیح اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کو بھی ہلاک کر دے تو کون ہے جو اللہ کو اس ارادے سے روک سکے؟ کس میں یہ طاقت ہے۔ کہ وہ اللہ سے کسی چیز کو بچا سکے۔ خود حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے تو دوسروں کے کیسے کام آسکتے ہیں۔ جب صورت حال یہ ہو تو یہ خاکی اور فانی انسان خدا کیوں کر کہلا سکتا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے وہ مالک الملک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے۔ اور جس طرح چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے

Marfat.com

اس کے سوا خدائی اور الوہیت کسی کو زیبا نہیں۔

ہمارے اس زمانے میں بھی عیسائیوں کے تین مشہور فرقے ہیں (۱) کیتھولک (۲) آرتھوڈکس (۳) پروٹسٹنٹ۔ آخری فرقے نے عیسائی عقائد میں کافی اصلاح کی لیکن وہ عیسائیت کو خالص توحید سے بہرہ مند نہ کر سکے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ خالص توحید پھیلانے آئے تھے عیسائیوں کا عام عقیدہ تین اقانیم مشہور ہے۔ اللہ باپ، اللہ بیٹا، اور اللہ روح القدس (تاریخ الکتاب المقدس) نیز یوحنا کی انجیل میں ہے کہ ابتدا میں کلمہ تھا۔ کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور کلمہ خدا ہے عیسائی علماء نے کلمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مسیح لکھا ہے۔ اور اسی عقیدے کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے

پھر اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ کہ یہود و نصاریٰ نے ایک دعویٰ یہ کیا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ بیٹے ہونے کے کئی مفہوم بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں اللہ سے اتنا قرب حاصل ہے جتنا بیٹے کو باپ سے۔ ہمیں اللہ کی رحمت و شفقت اور محبت و اُنس اسی طرح سے حاصل ہے۔ جس طرح بیٹوں کو باپ کی شفقت و محبت حاصل ہوتی ہے ایک مفہوم یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عُزَیرؑ کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا ٹھیرایا۔ اور اسی نسبت سے اپنے آپ کو ابناء اللہ کہا بعض مفسرین نے کہا کہ ابناء اللہ سے مراد اتباع ابناء اللہ ہے یعنی

Marfat.com

ہم تو ابناء اللہ (عزیرؑ اور مسیحؑ) کے متبع اور پیرو کار ہیں۔ اور اسی بنا پر ہم اللہ کے پیارے اور چہیتے ہیں۔

اس آیت کے شان نزول کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نعمان بن اضا بحری بن عمرو اور شاس بن عدی آئے ان سے باتیں ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور نافرمانی اور بداعمالی کے نتائج سے ڈرایا تو وہ کہنے لگے کہ آپ ہمیں کس چیز سے ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے یہ کہا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر اللہ تمہارے گناہوں کی پاداش میں تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ اگر تمہارا دعویٰ سچا ہو تو پھر تم عذاب کے مستحق ٹھہرنے والے کام ہی کیوں کرو؟ اس سے پہلے بھی تم مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا رہ چکے ہو کبھی قتل و غارت گری، کبھی قید و بند، کبھی مسخ صورت، یہ سب سزائیں تم بھگت چکے ہو۔ اس کے باوجود تم اتنا بڑا دعویٰ کرنے کی جرأت کرتے ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تم بھی عام انسانوں کی طرح بشر ہو، بشری تقاضے اور لوازمات تمہارے ساتھ ہیں۔ تم گناہ کرو گے تو عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے۔ نیک کام کرو گے۔ تو خدا کی بخشش کے مستحق ٹھہرو گے۔ اب بھی تمہارے لیے موقع ہے۔ کہ تم اپنے غرور

Marfat.com

تکبر اور اپنی ضد و ہٹ دھرمی سے باز آجاؤ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنوت پر ایمان لاکر قرآن مجید کو الہامی کتاب مان اللہ تمہارے گناہوں پر خط تنسیخ کھینچ دے گا۔ اور اگر اعمال صالح سے تہی دامن ہوئے تو پھر عذاب سے چھٹکارا مشکل ہے وہ مالک حقیقی ہے' زمین و آسمان کا پادشاہ ہے' زمین و آسمان کے درمیان بھی اسی کی حکومت و پادشاہت ہے اور بالاخر تمہیں اسی کے پاس جانا ہے۔ وہی آخری ٹھکانہ ہے سب لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور اپنے کیے کا بدلہ پائیں گے۔ اس وقت انہیں قدر عافیت معلوم ہو جائے گی۔ وہ دیدۂ عبرت بیں سے دیکھیں گے کہ وہ سب خدا کے بندے اور مخلوق ہیں۔ ان کا خدا سے کسی قسم کا کوئی رشتہ نہیں، نہ یہ بیٹے ہیں نہ پیارے اور نہ وہ باپ ہے اور نہ بے عملوں اور بدکرداروں کو چاہنے والا۔ وہ خالق اور مالک ہے۔ اس کے ہاں عمل صالح کی قدر ہے وہ نیکیوں اور اخلاقِ حسنہ کو پسند کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کو اپنی ذات پر بڑا گھمنڈ اور ناز تھا۔ کبھی وہ کہتے تھے۔ کہ جنت ہمارے ہی لیے ہے۔ کبھی کہتے کہ ہم خدا کے پیارے ہیں، کبھی کہتے کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب منہ کی باتیں ہیں حقائق سے ان چیزوں کو دور کا تعلق بھی نہیں۔

پھر اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے کتاب والو! ہمارا

Marfat.com

رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس اتمام حجت کے لیے آچکا ہے۔ یہ وہی رسول ہے۔ جس کا ذکر اور بشارت تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ ہمارا رسول دین کے احکام اور شریعت کے مسائل کھول کھول کر تمہیں سناتا ہے۔ یہ رسولؐ عرصے کے بعد آیا ہے۔ بقول ابن سعد صاحب الطبقات حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان تو تقریباً ایک ہزار پیغمبر آئے لیکن حضرت عیسیٰؑ کے بعد صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لائے۔ تقریباً چھ صدیوں کا یہ عرصہ خاصا لمبا اور طویل ہے آپؐ کی آمد کا مقصد اتمام حجت ہے۔ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہمارے پاس کوئی رسول نہیں آیا تھا۔ اب رسول بھی ایسا عظیم الشان اور جلیل القدر آیا ہے کہ اس کے ساتھ اتمام نعمت اور تکمیل دین کی شاندار بشارت بھی سنا دی گئی۔ آپ کا منصب نیک کاموں کے لیے خوشخبری سنانا اور بُرے کاموں کے انجام سے ڈرانا ہے۔ آپؐ کے آنے کے بعد کسی شخص کو کفر پر قائم رہنے کا حق نہیں رہتا۔ حق و باطل کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ کفر و ایمان کے حدود متعین ہو چکے ہیں۔ پیغمبرؐ نے بر انداز سے سمجھا دیا ہے۔ اب تمہارے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

Marfat.com

آیات نمبر ۲۰-۲۶: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی

يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

قوم سے کہا کہ اے قوم تم پر خدا نے جو احسان کیے ہیں ان کو یاد کرو

جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ

(یعنی) اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ اور

وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

تم کو اتنا کچھ دیا کہ اہل عالم میں کسی کو

الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

نہیں دیا تو بھائیو تم ارض مقدس (یعنی ملک شام) میں

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا

جسے خدا نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے چل داخل ہو اور

تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

(دیکھنا مقابلے کے وقت) پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ نقصان میں

Marfat.com

خٰسِرِیْنَ ۞ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا

پڑ جاؤ گے　وہ کہنے لگے کہ موسیٰ! وہاں تو بڑے

قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں　اور جب تک وہ اس سرزمین سے

حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا

نکل نہ جائیں ہم تو وہاں جانے کے نہیں　ہاں اگر وہ نکل جائیں تو بیشک

فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۞ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ

ہم چل داخل ہوں گے　تو جو لوگ ڈرتے تھے　ان میں

الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا

سے دو شخص جن پر خدا کی نوازش تھی　کہنے لگے کہ

ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ

ان پر دروازے کے رستے سے حملہ کردو　جب تم دروازے میں

فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ

داخل ہو گئے تو یقیناً غالب رہو گے　اور خدا پر بھروسہ رکھو

Marfat.com

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٣ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا

بشرطیکہ تم صاحب ایمان ہو   وہ بولے کہ موسیٰ جب تک

لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

وہ لوگ وہاں ہیں ہم تو وہاں ہرگز جانے کے نہیں   تم اور تمہارا

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا

خدا دونو جاکر (ان سے) لڑو   ہم   یہیں   بیٹھے

هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝٢٤ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ

ہیں   موسیٰ نے (خدا سے) التجا کی کہ

اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا

پروردگار! میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر

وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٥ قَالَ فَاِنَّهَا

اختیار نہیں رکھتا تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں فرق کردے   خدا نے فرمایا

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لیے حرام کردیا گیا ہے

Marfat.com

يَتِيْهُوْنَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى

(کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے

الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ؏

تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو

تشریح الفاظ مُلُوكًا: (واحد مَلِك) لفظی معنی بادشاہ یہاں مراد ہے خود مختار اور آزاد۔ بنو اسرائیل میں مَلِك کا اطلاق اس شخص کے لیے ہوتا تھا۔ جس کے پاس بیوی، خادم اور گھر ہوتا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب کسی کے گھر میں کوئی بلا اجازت داخل نہ ہوسکتا تو اس گھر والے کو مَلِك کہتے تھے حضرت عبداللہ عمرو بن العاص سے ایک مہاجر نے کہا کہ کیا ہم غریب مہاجر نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرو نے پوچھا کیا تمہارے پاس رہنے کے لیے مکان ہے۔ اس مہاجر نے کہا کہ ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ نے کہا کہ تو غنی ہے۔ وہ آدمی بولا میرے پاس ایک خادم بھی ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ پھر تو تو "مَلِك" ہے۔ سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ بنو اسرائیل کے ہاں جس شخص کے پاس گھر ہوتا اور نوکر ہوتا وہ مَلِك شمار

Marfat.com

ہونا۔ اس طرح ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جس شخص کے پاس نوکر، سواری کا جانور اور عورت ہوتی وہ مَلِك کہلاتا۔ بہر حال مَلِك اس شخص کو کہا جاتا تھا جو اپنے کاروبار اور کام کاج میں آزاد اور خود مختار ہوتا تھا۔ اٰتٰكُمْ: (اٰتٰى + كُمْ) دیا تمہیں۔ لَمْ يُؤْتِ: نہ دیا۔ اُدْخُلُوْا تم داخل ہو جاؤ۔ دَخَلَ يَدْخُلُ سے (فعل امر جمع مذکر مخاطب. اَلْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ: پاک سرزمین، مراد ہے ملک شام جہاں اَرِيْحَاء واقع تھا۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ: اللہ نے تمہارے لیے وہاں سکونت مقدر کر رکھی ہے۔ لَا تَرْتَدُّوْا نہ پھر جاؤ نہ لوٹ جاؤ تم۔ اَدْبَار: (واحد دُبُر بمعنی پیٹھ) مراد ہے کہ الٹو پاؤں نہ پھر جاؤ۔ فَتَنْقَلِبُوْا: پس تم لوٹو گے، پھرو گے۔ اِنْقَلَبَ يَنْقَلِبُ اِنْقِلَابًا (باب انفعال قلب سے)۔ خٰسِرِيْن: گھاٹا پانے والے، یعنی میدان جنگ میں نصرت الٰہی سے محروم اور آخرت میں ثواب سے محروم رہو گے۔ جَبَّارِيْن (واحد جبّار)، جَبَّار اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو دوسرے کو اپنی من مانی کاروائی پر مجبور کرے۔ غالب آنے والے عمالقہ سے مراد ہے يَخَافُوْنَ: جو خدا سے ڈرتے اور ہر وقت اس کی یاد دل میں رکھتے تھے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ: سے مراد اس جگہ صحیح عقیدہ اور درست ایمان ہے۔ نیز یہ کہ ان دو نقیبوں نے جبار

Marfat.com

لوگوں کے بارے میں آکر کوئی بھید ظاہر نہیں کیا۔ اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ: یعنی شہر کے دروازے سے ان پر اچانک حملہ کر دو۔ لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا: ہم اس سرزمین (یعنی آریحاء یا ایلیاء) میں ہرگز ہرگز داخل نہیں ہوں گے۔ یہاں لَنْ اور اَبَدًا کو نفی جحد کو زیادہ مؤکد بنانے کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ مَا دَامُوْا: (مَا دَامَ) جب تک وہ سب۔ قَاتِلَا تم دونوں (تو اور تیرا رب) لڑو۔ هٰهُنَا: یہاں یہیں۔ فَافْرُقْ ف + افْرُقْ: تو الگ کر دے، تو امتیاز کر دے۔ جدا جدا کر دے فرق کر دے۔ يَتِيْهُوْنَ: وہ سرگردان و حیران پھرتے رہیں گے (تَاهَ، يَتِيْهُ تَيْهًا بمعنی حیران پھرنا۔ راہ نہ پا سکنا، کسی جگہ سے باہر نہ نکل سکنا) لَا تَاْسَ: غم نہ کھا (اَسِيَ يَاْسَى اَسًى بمعنی غم کھانا) قٰعِدُوْنَ: (قُعُدٌ سے اسم فاعل قَاعِدٌ) بیٹھنے والے

مفہوم و مطلب | بنی اسرائیل پر اتمام حجت اور اثبات نبوت محمدی کے بعد فرمایا کہ یہ بنی اسرائیل وہ قوم ہے جس نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰؑ سے بھی بے وفائی کی حالانکہ انہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجۂ ظلم سے نجات دلا کر آزادی و حریت بخشی غلامی کی زنجیریں توڑ انہیں عزت و شرافت سے ہم کنار کیا۔ اس کے باوجود بنی اسرائیل نے ایسے محسن پیغمبر سے بھی غداری کرنے شرم محسوس نہ کی اور ان کا حکم ماننے سے انکار

Marfat.com

کر دیا۔ یہ قصہ اس لیے سنایا گیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین ہو۔ کہ یہود مدینہ کی غداری اور عہد شکنی کوئی نئی بات نہیں، بلکہ یہ بنی اسرائیل کی سرشت میں داخل ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے نبی (محمدؐ) ان لوگوں کو موسیٰؑ کا قصہ سناؤ کہ جب انہیں فرعون ایسے ظالم و جابر بادشاہ کی غلامی سے نجات مل گئی تو موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالےٰ کے انعامات یاد کراتے ہوئے بتایا۔ کہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت تھی کہ اس نے تم ہی میں اپنے نبی بھیجے۔ پھر تمہیں آزادی اور خود مختاری کی نعمت سے بہرہ مند کیا گیا۔ عزت بخشی گئی۔ تم اپنے کام کاج میں خود مختار ہو گئے۔ تمہیں اس قابل بنا دیا گیا۔ کہ تم جو چاہتے کرتے۔ حالانکہ اس سے پہلے تم ذلیل تھے۔ تمہاری گردنوں میں فرعون کی غلامی کا طوق تھا۔ کیا اللہ کی یہ نعمت کچھ کم تھی کہ اس نے تمہیں آرام و آسائش کے ساتھ عزت و شرافت سے نوازا۔ تم پر من و سلویٰ نازل کیا۔ تمہارے لیے بارہ چشمے جاری کیے۔ بحر احمر کو تمہارے لیے پایاب بنا دیا۔ تاکہ اسے عبور کر کے مغربی کنارے سے مشرقی کنارے پر پہنچ جاؤ۔ فرعون اور اس کی قوم کو اس میں غرق کر دیا گیا۔ تم پر ایک نعمت یہ بھی نازل کی کہ تمہارے لیے بادلوں کا سایہ مہیا کیا گیا۔

یہ نعمتیں یاد دلانے کے بعد حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو

Marfat.com

جہاد کے لیے آمادہ کرتے ہوئے انہیں کہا کہ تمہارے لیے اریحاء کی پاک سرزمین مقدر ہو چکی ہے۔ وہاں قحط و خشک سالی کا کوئی خدشہ نہیں۔ وہاں تم آفاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ رہو گے غرضکہ موسیٰؑ نے ہر چند انہیں شجاعت اور بہادری کے لیے آمادہ کرنا چاہا لیکن سب کوشش بے سود ثابت ہوئی۔

اُن بارہ نقیبوں میں سے دو نقیب (کالب اور یوشع) جو خدا کا ڈر رکھتے تھے اور جنہیں اللہ نے ایمان کی دولت سے بہرہ مند کیا تھا، کہنے لگے کہ اے بنی اسرائیل! شہر کے دروازے سے اچانک حملہ کر دو۔ اللہ تمہارا ناصر و حامی ہو گا۔ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے آگے بڑھو، فتح تمہارے قدم چومے گی لیکن بنی اسرائیل غداری اور نافرمانی پر تلے ہوئے تھے۔ انہوں نے شہر پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے دشمن بڑے طاقتور اور زبردست ہیں۔ ہم میں تو تاب نہیں کہ ان کا مقابلہ کریں۔ تم میں ہمت ہو تو جاؤ تم اور تمہارا پروردگار جا کر ان سے لڑو۔ اگر دشمن نے شہر خالی کر دیا۔ تم ہم شہر میں داخل ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔

یہ سن کر موسیٰؑ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ وہ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہوئے عرض کرنے لگے۔ کہ اے اللہ! ان لوگوں پر میرا کچھ بس نہیں۔ میں اور میرا بھائی ہارون حاضر ہیں

Marfat.com

تیرے احکام کی تعمیل میں ہمیں کوئی عذر نہیں - یہ لوگ نافرمان نکلے ہیں۔ تیرے حکم سے سرتابی کر چکے ہیں - اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے - تو جو چاہیے حکم دے -

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے جواب میں فرمایا کہ یہ ارض پاک چالیس سال تک ان پر حرام کر دی گئی ہے اب یہ سرگردان و حیران پھرتے رہیں گے - یہ نافرمان نکلے ہیں - ان کی نافرمانی کی یہی سزا ہے - تم ان نافرمانوں پر کوئی غم نہ کھاؤ -

مفسرین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک صحرائے سینا میں حیران و ششدر پھرتے رہے - انہیں کوئی راستہ نہ ملا - رات دن سفر کرنے کے باوجود وہ اس بھول بھلیاں میں پھنسے رہے یہاں تک کہ ان کے بزرگ اور سرداران قوم ہلاک ہو گئے اور اسی اثنا میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ بھی وفات پا گئے - یوشع اور کالب باقی ماندہ قوم لے کر شہر اریحاء پر حملہ آور ہوئے - اور اللہ نے انہیں فتح مند کیا -

---

Marfat.com

آیات نمبر ۲۷-۳۲: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ

اور (اے محمدؐ) ان کو آدم کے دو بیٹوں

اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

(ہابیل اور قابیل) کے تحقیقی حالات پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ

(خدا کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور

قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو (قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ

دوں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے اور اگر

لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ

تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے

لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۲۸

لیے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا مجھے خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے

Marfat.com

إِنِّيٓ أُرِيدُ أَن تَبُوٓأَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ

میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے دونوں کے گناہ میں مبتلا ہو پھر

فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلنَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَٰٓؤُا۟

اہل دوزخ میں (یعنی داخل جہنم) ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ تو اس

ٱلظَّٰلِمِينَ ۝٢٩ فَطَوَّعَتْ لَهُۥ نَفْسُهُۥ قَتْلَ

کے نفس نے اسے یہی ترغیب دی کہ بھائی کو قتل کردے تو اس نے

أَخِيهِ فَقَتَلَهُۥ فَأَصْبَحَ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ۝٣٠

(اس) کو (قتل) کردیا اور خسارہ پانے والوں میں ہو گیا پھر

فَبَعَثَ ٱللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِى ٱلْأَرْضِ

خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا کہ اسے

لِيُرِيَهُۥ كَيْفَ يُوَٰرِى سَوْءَةَ أَخِيهِ

دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریق سے چھپائے کہنے لگا

قَالَ يَٰوَيْلَتَىٰٓ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ

اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر

Marfat.com

هٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ج

ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝۳۱ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ

پھر وہ (بہت) پشیمان ہوا - اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ

بنی اسرائیل کو (حکم) لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو جان کے

قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي

عوض کے بغیر یا ملک میں فساد (کی سزا) کے (بدلے) مار

الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط

ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ

اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی

جَمِيْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا

زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن

Marfat.com

بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے

فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲

لوگ ملک میں دست درازی کرتے ہیں

تشریح الفاظ

وَاتْلُ: (وَ + اُتْلُ فعل امر از تَلَا يَتْلُوْا تِلَاوَةً) اور تو پڑھ، تلاوت کر۔ یہ لفظ صرف کتاب الٰہی کی تلاوت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نَبَاَ: خبر، بالخصوص ایسی خبر جس سے کوئی عظیم الشان فائدہ وابستہ ہو۔ اِبْنَيْ: اصل میں اِبْنَيْنِ تھا (واحد ابن ہے) مضاف ہونے کی وجہ سے ن تثنیہ گر گیا۔ بِالْحَقِّ: سچ سچ۔ صداقت کے ساتھ۔ قَرَّبَا قُرْبَانًا: دونوں نے نیازیں چڑھائیں قَرَّبَا: (صیغہ فعل ماضی مذکر تثنیہ غائب) دونوں نے قرب چاہا۔ قُرْبَان وہ چیز جس کے ذریعہ اللہ کا تقرب اور نزدیکی حاصل کی جائے۔ جیسے جانوروں کی قربانی وغیرہ۔ فَتُقُبِّلَ: پس قبول ہوگئی۔ لَمْ يُتَقَبَّلْ: نہ قبول ہوئی الْاٰخَرِ: دوسرے (سے) بَسَطْتَ: تو نے بڑھایا۔ اِلَيَّ میری جانب۔ اِلَيْكَ: تیری جانب۔ تَبُوْءَ: تو لوٹے، واپس

Marfat.com

جائے، پھرے ابَاءَ یَبُوْءُ بَوْءٌ سے بِاِثْمِیْ: بِ + اِثْم
یْ مراد میرے قتل کا گناہ۔ فَطَوَّعَتْ: (ماضی، واحد
مؤنث غائب) ترغیب دی۔ (طَوْع سے) فَاَصْبَحَ: فَ
بمعنی بس + اَصْبَحَ بمعنی وہ ہوگیا۔ بَعَثَ: بھیجا۔ غُرَابًا
کوا یَبْحَثُ: کھودتا تھا۔ لِیُرِیَهٗ: لِ + یُرِیَ + ہٗ
کَیْفَ: کس طرح، کیسے (استفہام) یُوَارِیْ: چھپا دے۔
سَوْءَۃَ: جثہ، لاشہ، نعش، ایسی برائی جس کے اظہار سے
نفرت اور شرم محسوس ہوتی ہے۔ یَا وَیْلَتَا: ہائے افسوس
پریشانی اور ندامت کے اظہار کے لیے مستعمل ہے۔ اَعَجَزْتُ
(اَ + عَجَزْتُ) کیا میں قاصر ہوں۔ کیا میں عاجز ہوگیا ہوں۔
اَجْل: سبب۔ فَاُوَارِیَ: میں چھپا دوں، دفن کردوں۔
کَتَبْنَا: ہم نے حکم دیا۔ بِالْبَیِّنٰتِ: واضح اور روشن آیات
لَمُسْرِفُوْنَ: حد سے تجاوز کرنے والے (یعنی قتل کرنے میں)

مفہوم ومطلب یہودیوں کی بد عہدی اور غداری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تسلی دیتے ہوئے ان آیات میں ایک اور قصہ بیان فرمایا۔
جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ انسانی فطرت میں کئی
ایک کمزوریاں اور خامیاں موجود ہیں۔ اور یہ کہ انسان کی یہ
فطری کمزوری ابتدائے آفرینش سے اس کے ساتھ چپکا دی

Marfat.com

گئی ہے۔ اگر آج یہود مدینہ نے ظلم و عہد شکنی کر کے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو تاریخ میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ذرا ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیے اور آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کے حالات کا مطالعہ کیجیے کہ کس طرح بغض و حسد نے ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔ جب ابتدائے عہد میں یہ حال تھا۔ تو اب اس قسم کی ظالمانہ اور غدارانہ وارداتیں کچھ تعجب انگیز نہیں ہیں۔

قصہ قابیل و ہابیل

اللہ تعالٰے نے حضرت آدمؑ و حوّاء کو پیدا کرنے کے بعد انہیں بکثرت اولادِ ذکور و اناث سے نوازا۔ حضرت آدمؑ کے ہاں حضرت حوا کے ایک بطن سے دو بچے پیدا ہوتے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ جب بچے جوان ہو جاتے تو ایک بطن کے لڑکے کو دوسرے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیتے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی سے زیادہ حسین و جمیل تھی۔ جب حضرت آدمؑ نے حسب دستور قابیل و ہابیل کو بیاہ دینا چاہا۔ تو قابیل برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ میں ہابیل سے بڑا ہوں، میں تو اپنی ہم زاد لڑکی سے بیاہ کروں گا۔

حضرت آدمؑ نے فساد و شر کی روک تھام کے پیش نظر کہا کہ تم

Marfat.com

دونوں اللہ کے حضور میں نیاز اور قربانی پیش کرو۔ جس کی نیاز قبول ہو جائے گی، اسے حق ہوگا کہ قابیل کی ہمزاد سے بیاہ کرے۔ چنانچہ قابیل اور ہابیل نے نیاز چڑھائی۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا۔ اس نے ردی قسم کی زرعی پیداوار سنبل خدا کے حضور میں پیش کی۔ ہابیل بھیڑ بکریاں پالتا تھا۔ اس نے موٹا تازہ مینڈھا اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول فرمالی اس زمانے میں قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ آسمان سے سفید آگ نازل ہوتی اور وہ نیاز (قربانی یا پھل اور پھول وغیرہ) کو ہڑپ کر لیتی۔ اب ہابیل کو حق حاصل ہو گیا۔ کہ وہ قابیل کی ہمزاد سے بیاہ کرے لیکن یہ بات قابیل کے لیے اور بھی رنجیدہ تھی۔ وہ اللہ کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے ہابیل کو قتل کی دھمکی دینے لگا۔ اس کے جواب میں ہابیل نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہوئے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر تو نے مجھے قتل کرنے کی نیت سے ہاتھ اٹھایا تو میں ہرگز اپنا ہاتھ تمہارے خون سے رنگنے کو تیار نہیں۔ ایک دن ہابیل نے دیکھا کہ قابیل سو رہا ہے۔ تو نیند کی حالت میں اس پر وار کر کے اسے ختم کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد اسے بڑی حیرانی ہوئی اور وہ کچھ نہ سوچ پایا کہ اب مقتول کے جثہ کو کیا کرے اور کیسے دفن کرے چونکہ اولاد آدم میں یہ پہلا مردہ تھا اس لیے

Marfat.com

ہابیل کے سامنے کوئی واضح لائحہ عمل نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے کمال شفقت اور مہربانی سے دو کوّے بھیجے، وہ لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک مرگیا۔ دوسرے کوے نے زمین کھود کر مردہ کوے کو اس میں دفن کر دیا۔ قابیل کو بڑا افسوس ہوا کہ وہ اس کوے سے بھی گیا گزرا ثابت ہوا۔ اسے یہ بڑا ناگوار تھا کہ وہ کوے کی اتباع کرے۔ لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ ہابیل نے ایک گڑھا کھود کر قابیل کو اس میں دفن کر دیا۔

چنانچہ اس آیات میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے نبیؐ!) آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ اور اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا برحق قصہ سناؤ۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بغض و حسد، ظلم و جور اور قتل و غارتگری انسان کی سرشت میں ہے۔ دونوں بھائیوں نے اللہ کے حضور میں نیازیں چڑھائیں۔ اللہ نے ہابیل کے اخلاص و صداقت کے پیش نظر اس کی قربانی قبول فرمائی، اور قابیل کی نافرمانی اور حسد کی وجہ سے اس کی نیاز کو شرف قبولیت سے محروم رکھا۔ قابیل نے برافروختہ ہو کر بھائی کو قتل کر دینے کی دھمکی دی تو ہابیل نے کہا میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا، تو مجھے کیوں قتل کرنے لگا۔ اللہ کے ہاں پرہیزگار اور مخلص لوگوں کی نیازوں کو قبولیت ہوتی ہے۔ اگر تم نے

Marfat.com

قتل کے ارادے سے مجھ پر ہاتھ اٹھایا بھی تو میں نے ہاتھ کو تمہارے خون سے آلودہ نہیں کرنے کا۔ میں تو خدا سے ڈرتا ہوں۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دونگا۔ میں نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ تم کیوں میرے قتل کا اور اپنے گناہوں کا بار اٹھاتے ہو۔ مگر قابیل نے ایک بھی نہ سنی۔ اس کے نفس امارہ نے اسے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ قابیل نے تاریخ انسانیت میں پہلے قتل کا ارتکاب کر کے اپنی دنیا اور آخرت دونوں خراب کر لیں۔ دنیا میں والدین کی ناراضی مول لی۔ اور قتل انسانی سے آخرت کا عذاب خریدا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مؤمن ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے ہتھیار اٹھائیں۔ اور ایک مارا جائے تو دونوں جہنم میں جائیں گے۔ قاتل تو اپنے جرم کی پاداش میں اور مقتول اس لیے کہ وہ بھی قتل کے درپے تھا۔

اب بھائی کو قتل کر دینے کے بعد قابیل کو پریشانی یہ تھی کہ بھائی کے لاشے کا کیا کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی رہنمائی کے لیے ایک کوا بھیجا۔ اس نے اپنے پنجوں اور چونچ سے زمین میں گڑھا کھود کر دوسرے مقتول کوّے کو دفن کر دیا۔ اور اس پر مٹی ڈال دی۔ یہ دیکھ کر قابیل کو اور بھی شرمندگی اور پشیمانی ہوئی کہ میں ایک کوّے سے بھی گیا گزرا نکلا ہوں۔ مجھے اتنی

Marfat.com

بات بھی نہ سوجھ پائی جتنی کہ اس کوے کو۔ اب اس ندامت نے سہ گونہ رنگ اختیار کرلیا۔ والدین کی نافرمانی کی ندامت، بھائی کو قتل کرکے ٹھکانے نہ لگا سکنے کی ندامت اور کوے جتنی سمجھ بوجھ سے بھی محرومی کی ندامت۔

صحیحین میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو ناحق اور ناروا قتل ہوگا۔ اس کا بار ابن آدمؑ (یعنی قابیل) کی گردن پر بھی ہوگا، کیوں کہ اسی نے قتل کی بنیاد رکھی تھی۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اس جرم عظیم کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو شخص بلاوجہ ناحق کسی کو مار ڈالے۔ یعنی مقتول نے نہ تو کسی کو قتل کیا تھا۔ کہ اس کی سزا میں مارا گیا نہ اس نے زمین میں لوٹ کھسوٹ کرکے لوگوں کے امن و امان کو مخدوش کیا، نہ نسل کشی کی، نہ کھیتی باڑی کو نقصان پہنچایا، نہ تجارت اور کاروبار میں رکاوٹ پیدا کی اور نہ حکومت کے خلاف بغاوت کا مرتکب ہوا۔ اس طرح ناحق خون بہانا اور قتل کرنا پورے معاشرے کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اطمینان و سکون مفقود ہوجاتا ہے۔ امن و سلامتی مخدوش نظر آتی ہے۔ عوام کی ہمتیں پست ہوجاتی ہیں، حوصلے لوٹ جاتے ہیں۔ زرعی پیداوار کم ہوجاتی ہے۔ تجارت اور کاروبا

Marfat.com

کی حالت خراب ہونے لگتی ہے۔ انفرادی قتل اجتماعی طور پر جمہور کی نفسیات پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ کہ سارا معاشرہ خوفزدہ اور ہراساں نظر آنے لگتا ہے۔ بالکل اس طرح جو شخص ناحق قتل سے کسی کی جان بچا لیتا ہے۔ تو اس کی یہ جرأت اگرچہ انفرادی حقیقت رکھتی ہے۔ اور اس نے ایک فرد کو ناروا قتل سے بچایا ہے۔ لیکن نتائج کے اعتبار سے اس کی رحمت و شفقت اور جرأت و ہمت سارے معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہے اس بچانے والے کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کے عزائم میں بلندی آجاتی ہے۔ وہ جرائم کو روکنے کی صلاحیت پیدا کر لیتے ہیں۔ معاشرے کے دشمنوں کی سرکوبی کے لیے کمر ہمت باندھ سکتے ہیں۔

خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ قتل کے جرائم کو رواج دینے والا معاشرے کا دشمن اور قاتل ہے۔ اور ان جرائم کی روک تھام میں معاشرے کی خیر خواہی اور بقا ہے۔

آخر میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر معجزات اور کھلے نشان لے کر آئے تاکہ انہیں بتائیں کہ انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کس میں ہے۔ لیکن امن کے ان دشمنوں نے پیغمبروں کی بات پر کان نہ دھرا۔ بلکہ الٹا ان کے بطلان اور قتل کے درپے ہو گئے۔ اور پیغمبر دشمنی میں حد سے تجاوز کر گئے۔

Marfat.com

مختصر یہ کہ اِخلاص و صداقت کو اپنانا اور بغض و حسد سے بچنا چاہیئے۔

آیات نمبر ۳۳-۳۴: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ

جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے

یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی

لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں

الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا

ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں

اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ

یا ان کے ہاتھ اور پاؤں اطراف مخالف سے (یعنی داہنا ہاتھ اور

خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ

بایاں پاؤں) کاٹ دیئے جائیں یہ تو دنیا میں ان

Marfat.com

لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی

کی رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ

(بھاری) عذاب ہے ہاں جن لوگوں نے اس سے

تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ

پیشتر کہ تمہارے قابو آجائیں توبہ کرلی تو جان رکھو

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾ ع

کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے

تشریح الفاظ اِنَّمَا: محض، صرف، یہی۔ یہ حرف حصر ہے جَزٰٓؤُا: سزا۔ یُحَارِبُوْنَ: (حرب سے باب مفاعلۃ) جنگ کرنا، لڑائی کرنا۔ حَرْب کی ضد سلم ہے قتل، لوٹ کھسوٹ اور چوری سب یُحَارِبُوْنَ میں شامل ہیں۔ یَسْعَوْنَ: کوشش کرتے ہیں (سَعٰی یَسْعٰی سَعْیًا) فَسَادًا ضد امن ہے امن و سلامتی کو ختم کرنے کی ہر کوشش فساد ہے۔ جان، مال اور عزت، قانون اور عدل و انصاف پر ہاتھ ڈالنے کا نام فساد ہے۔ تُقَتِّلُوْا: قتل سے تقتیل باب تفعیل

Marfat.com

ہے جو مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی بے دریغی سے بکثرت قتل کئے جائیں۔ یُصَلَّبُوْا: صلب سے باب تفعیل ہے۔ یہ صلب یعنی سولی پر چڑھانے میں مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے بکثرت یا بار بار سولی پر چڑھایا جائے۔ بقول امام شافعیؒ قتل کے بعد تین تک سولی پر لٹکایا جائے۔ تُقَطَّعَ: (قطع سے) کاٹے جائیں مِنْ خِلَافٍ: دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے جائیں۔ یُنْفَوْا: (نفی سے ملک بدر کرنا، جلاوطن کرنا۔ ایک شہر سے نکال دوسرے شہر میں قید کر دینا) جلاوطن کر دیے جائیں۔ ذٰلِكَ: یہ سزا یعنی قتل، پھانسی اور جلاوطنی۔ خِزْیٌ: ذلت رسوائی۔ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ: تم ان پر قابو پالو۔

مفہوم و مطلب جمہور علماء کے نزدیک ان آیات کے شان نزول میں کتب احادیث میں مرقوم ہے کہ قبیلۂ عُکل اور قبیلۂ عُرَیْنَة کے کچھ لوگ ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے مگر مدینہ شریف میں آب و ہوا راس نہ آئی، بیمار ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی کچھ اونٹنیاں اور ایک شتربان ان کے ساتھ کر دیا۔ اور وہ مدینہ منورہ کے باہر جا ٹھیرے۔ جہاں اونٹنیوں کا دودھ پیتے رہے۔ جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو انہوں نے شتربان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور

Marfat.com

آنکھوں میں سلائی پھیر کر اسے اندھا کر دیا۔ وہ شتربان اُن تکالیف سے جان بر نہ ہو سکا۔ بعد ازاں وہ لوگ اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے اور اسلام سے پھر گئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کا علم ہوا۔ تو آپ نے ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے اپنے آدمی روانہ کیے۔ چنانچہ یہ مرتد اور ڈاکو لوگ اپنے علاقے میں داخل ہونے سے پہلے ہی گرفتار کر لیے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر کر مدینہ کے باہر سیاہ پتھراں والی سنگلاخ زمین میں انہیں پھینک دیا گیا جہاں وہ مر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سزا قرآن مجید کے منشا کے عین مطابق تجویز کی تھی تاکہ آئندہ کسی بد باطن اور فتنہ پرداز گروہ کو مسلمانوں سے اس قسم کا وحشیانہ سلوک کرنے کی جرأت نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول سے برسرپیکار ہونے والوں سے، خدا پرستوں کے خلاف چیرہ دستی کرنے والوں اور اللہ والوں سے لڑنے والوں کو سزا ضرور دینی چاہیے۔ وہ مفسدہ پرداز لوگ۔ جو مسلمان جماعت میں قتل و غارتگری کی وارداتیں کرتے ہیں، ڈاکہ زنی اور چوری کا ارتکاب کرتے ہیں، راہ گزر مسلمانوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں کے

Marfat.com

خرمنِ امن میں فتنہ و فساد کی آگ لگاتے ہیں، امن عامۂ کو مخدوش کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ ان کی سزا یہ ہے۔ کہ
(۱) قاتلوں کو قتل کر دیا جائے۔
(۲) جو قتل کرنے کے علاوہ لوٹ کھسوٹ میں بھی شریک ہوئے تو ان کو سولی پر لٹکایا جائے۔ علماءِ امت میں اس بات پر اختلاف ہے کہ قتل کرکے سولی پر چڑھائیں۔ یا زندہ کو سولی پر لٹکا کر موت کے گھاٹ اتارا جائے،
(۳) جو قتل میں شریک نہ ہوں۔ لیکن لوٹ کھسوٹ اور ڈاکہ میں حصہ لیا ہو تو ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ کر داغ دیا جائے۔ تاکہ خون کے بہنے سے موت واقع نہ ہونے پائے۔
(۴) جو مسلمانوں کو دھمکی دیں یا تہدید آمیز خطوط یا تقریروں کے ذریعے سے ہراساں کریں، ان کو ملک بدر کرکے نئے علاقے میں قید کر دیا جائے یہ سزائیں ان مجرموں کے لیے دنیا میں ذلت و رسوائی کا باعث ہیں۔ اور آخرت میں ان کے لیے بڑا سخت عذاب مقدر ہے۔ البتہ اللہ تعالےٰ نے ایک استثناء فرمائی ہے فرمایا کہ اگر یہ مجرم تمہارے قابو میں آنے سے پہلے اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اور ان پر اپنی رحمت کا سایہ کر دے گا۔ یہ

Marfat.com

معافی حقوق اللہ کے ضمن میں ہوگی۔ حقوق العباد برقرار رہیں گے
قاتل کی توبہ کے بعد بھی مقتول کے وارث کو قصاص، دیت
یا عفو کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح ڈاکو اور چور کی توبہ
کے بعد بھی مال و دولت کے مالک کو اختیار ہے کہ اپنے
مال کا مطالبہ کرے جب تک مالکان کو مال نہ واپس کیا جائے
توبہ درست نہیں ہو سکتی اگر حاکم یا قاضی کسی مصلحت عامہ
کی وجہ سے مال کی واپسی پسند نہ کرے تو پھر مالک کو حکومت
کے خزانے سے رقم دلائی جائے۔

ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ملک میں قیام امن کے
اصول بیان فرمائے ہیں تاکہ ملک میں بسنے والوں کی عزت اور
جان و مال محفوظ کیا جا سکے۔ اور فساد پھیلانے والوں کو
قرار واقعی سزا دی جا سکے۔

آیت نمبر ۳۵ تا ۳۷ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟
اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس
ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ وَجَٰهِدُوا۟
کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں

Marfat.com

فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٣٥ اِنَّ

جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ جو لوگ

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی

کافر ہیں اگر ان کے پاس رُوئے زمین (کے تمام خزانے اور اس)

الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا

کا (مال واسباب) سب کا سب ہو اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی

بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ

ہو کہ روزِ قیامت کے عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا معاوضہ دیں

مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝٣٦ یُرِیْدُوْنَ

تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا وہ

اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ

(ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نکل نہیں

بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ؗ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝٣٧

سکیں گے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے

Marfat.com

تشریح الفاظ اِتَّقُوا: (وَقٰی یَقِیْ سے باب افتعال) ڈرو (فعل امر) اللہ کے دین اور شریعت کی مخالفت سے بچ کر اس کے عذاب اور غصے سے ڈرنا۔ اِبْتَغُوْا: (بَغٰی سے افتعال) فعل امر، تلاش کرو، ڈھونڈو۔ اَلْوَسِیْلَۃَ: اللہ کی رضامندی، ثواب اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کے قرب، رضامندی اور ثواب کے حصول کا ذریعہ، اللہ کی اطاعت، عمل صالح اور ترکِ گناہ ہے۔ جَاهِدُوْا: جہاد کرنا۔ جہاد کا لفظ جُهد سے ہے جس کے معنی مشقت، تکلیف اور تھکاوٹ کے ہیں۔ سَبِیْلِهٖ: اللہ کی راہ میں، یعنی حق و صداقت، نیکی اور فضیلت کے راستے میں جَاهِدُوْا کے مفہوم میں جہاد نفس اور جہادِ دشمنان دین دونوں شامل ہیں۔ **جہاد نفس** تو یہ ہے کہ نفس کی خواہشات کو روکا جائے، گناہوں سے بچایا جائے اور ہر حالت میں عدل و انصاف پر آمادہ کیا جائے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے دشمنان دین سے لڑا جائے۔ تاکہ اللہ کے دین کا بول بالا ہو اور اللہ کی خوشنودی و رضامندی حاصل ہو سکے۔ تُفْلِحُوْنَ: تم فلاح و کامرانی حاصل کرو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قسم کا جہاد اس امید پر ہو کہ اللہ کے ہاں سرخروئی حاصل ہو گی۔ وہ دین و دنیا میں کامیاب بنائے گا معاش و معاد کے سنور جانے کی امید پر جہاد کرو۔ لِیَفْتَدُوْا

Marfat.com

لِ یَفْتَدُوْا (فَدَیٰ یَفْدِیْ سے باب افتعال) مال وغیرہ دے کر بچا لینا، فدیہ دے کر چھٹکارا حاصل کرنا۔ مُقِیْمٌ دائم، ہمیشہ رہنے والا۔

مفہوم و مطلب یہود و نصاریٰ کی بد اعتقادی اور بے عملی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ گناہوں کو ترک کرو، اور عمل صالح کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرو تاکہ دین و دنیا میں عزت و سرخروئی کے مستحق بن سکو۔ اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے اپنے آپ کو گناہوں سے روکو۔ اپنی طبیعت پر زور ڈالو اور اسے برے کاموں سے رک جانے پر مجبور کرو۔ اسی طرح اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر دشمنان دین سے صف آرا ہونا پڑے تو ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ مصائب و تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرو۔ دشمنوں کے مقابلے پر سخت جان بن کر لڑو۔ اس کا نتیجہ تمہارے حق میں کامیابی اور ظفر مندی ہوگا۔ وسیلہ کا مفہوم بڑا صاف اور واضح ہے۔ رئیس المفسرین امام ابن جریر نے وسیلہ کے معنی اطاعت اور عمل صالح کے ذریعے قرب الٰہی بیان کیا ہے۔ احادیث صحیحہ میں آتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الوسیلۃ جنت میں ایک

Marfat.com

درجہ اور مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کے لیے ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس مقام کو حاصل کرنے والا بندہ میں ہوں۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے میرے لیے الوسیلۃ کی درخواست کی، اس کے لیے میری شفاعت ضروری ہوگئی یہ بھی حدیث میں مذکور ہے۔ کہ جب مؤذن اذان کہے تو اس کے ساتھ کلمات کو تم بھی دہراتے جاؤ۔ اور اختتام پر مجھ پر درود پڑھو۔ جو شخص میرے لیے ایک دفعہ رحمت اور درود کی دعا کرتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے ایک اور صحیح حدیث میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ جس شخص نے اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ۔

اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہے (بخاری، مسند احمدؒ وغیرہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کردیا اور خدائے واحد کو چھوڑ کر غیر اللہ کی چوکھٹوں پر سر جھکا دیا۔ بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ توبہ اور ایمان نصیب نہ ہوسکے اور کفر کی حالت میں مرگئے تو قیامت

Marfat.com

کے دن ساری دنیا کی دولت کا دوچند بھی انہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ ان کی یہ خواہش ہوگی۔ کہ فدیہ دے کر خلاصی اور چھٹکارا حاصل کر لیں لیکن اللہ تعالٰے نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ان سے کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان کے لیے دردناک اور تکلیف دہ عذاب ہے۔ وہ اس عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکتے۔ وہ چاہیں گے کہ آگ کے عذاب سے نکل بھاگیں۔ لیکن ان کے لیے نکل بھاگنا امر محال ہوگا۔ ان کا عذاب مسلسل اور دائمی ہوگا۔ انہیں کوئی آرام اور وقفہ نہ دیا جائے گا۔ نہ عذاب کم ہوگا۔ نہ انہیں کوئی رعایت اور مہلت دی جائے گی۔

اسلام میں نجات کا معیار ایمان اور عمل صالح ہے۔ فدیہ، معاوضہ اور کفارہ کا عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے کا بار عصیاں نہیں اٹھا سکتا۔ نجات کے لیے خاندانی شرافت، اسلاف کی بزرگی، بزرگوں سے عقیدت، صلحاء و اتقیاء سے نسبت بالکل کام نہیں آسکتی۔ ایمان، تزکیۂ نفس، تقویٰ، ریاضت، حسن خلق، اعمال صالحہ اور حقوق العباد و حقوق اللہ کی بجا آوری نجات کا واحد ذریعہ ہیں۔ اسلام میں اس عقیدے کے لیے قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کہ آپ کا پیٹ بھر کر کھا لینا میری بھوک کو کم کر سکے یا کرے مونچھوں والا اور پکڑا جائے

Marfat.com

ڈاڑھی والا۔ الوسیلہ بمعنی ضرورت حاجت بھی آتا ہے (معجم غریب القرآن: مسائل نافع بن الازرق صفحہ ۲۹۰)

آیات نمبر ۳۸۔۴۰: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت تو ان کے

اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے کرتوتوں کی سزا اور خدا کی طرف سے

اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۳۸ فَمَنْ تَابَ

عبرت ہے اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے اور جو شخص ظلم

مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ

کے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے تو اس کو معاف کردیگا

عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۳۹ اَلَمْ

کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے کیا تم

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ

کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا ہی کی بادشاہت اور

Marfat.com

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور حکمرانی ہے جس کو چاہے عذاب کرے اور جسے چاہے بخش دے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

تشریح الفاظ السَّارِقُ: چوری کرنے والا۔ السَّارِقَةُ: چوری کرنے والی۔ فَاقْطَعُوْا: پس کاٹ دو۔ بِمَا: بسبب کَسَبَا: جو ان دونوں نے کمایا۔ یعنی ان کی کرتوتوں کے سبب۔ نَكَالًا: عقوبت، عبرتناک سزا۔ تَابَ: توبہ کرے ظُلْمِهٖ: مراد ہے چوری کے ذریعہ لوگوں پر ظلم کرے۔ بعض مفسرین مثلاً قرطبی وغیرہ نے ظُلْم کا مفہوم چوری اور سرقہ تحریر کیا ہے۔

مفہوم ومطلب اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں امن اور سکون پیدا کرنے کے لیے فرمایا کہ چوری کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت، وہ معاشرے کا دشمن ہے۔ اس کی یہ حرکت خرمن امن میں آگ لگا دینے والی ہے۔ چوری کی لعنت کو ختم کر دینے کے لیے عبرتناک سزا دی جائے۔ اور چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت، اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دو۔ تاکہ

Marfat.com

ایسے دیکھ کر دوسروں کو عبرت ہو اور ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ عبرتناک سزا اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہے۔ اس معاملے میں کسی شخص سے بھی رو رعایت نہ کی جائے۔ اللہ غالب ہے، اس کی ہر بات میں ایک حکمت ہوتی ہے۔ اس سزا میں بھی حکمت پوشیدہ ہے۔

جمہور علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پہلی مرتبہ چوری کرے اور چوری کی مقدار ربع (¼) دینار ہو تو دایاں ہاتھ کلائی سے کاٹ کر خون بند کر دیا جائے (امام حسن بصری اور داؤد ظاہری کا قول ہے کہ چوری چھوٹی ہو، یا بڑی، ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم عام ہے) اگر چور پھر چوری کرے تو بایاں پاؤں پھر چوری کرے تو بایاں ہاتھ اور پھر بھی کرے، تو دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

چوری کے ثبوت کے لیے اقرار یا شہادت ضروری ہے اور امام یا قاضی تک معاملہ پہنچنے سے پہلے معاف کر دیا جائے تو سزا معاف ہو جاتی ہے۔ محض توبہ سے سزا موقوف نہیں ہوتی جب تک کہ مالک جس کا مال چوری کیا گیا۔ معاف نہ کرے۔ جب تک مسروقہ مال مالکوں کو واپس نہ کیا جائے یا اس کی قیمت ادا نہ کی جائے۔ معافی قبول نہیں ہوتی

صفوان بن امیہ کہتے ہیں۔ کہ میں مسجد میں سو رہا تھا۔

Marfat.com

میرے پاس ریشمی کپڑا تھا جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ ایک آدمی نے آکر وہ کپڑا چوری کر لیا۔ معاملہ نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ تیس درہم کے لیے اس کا ہاتھ کاٹتے ہیں؟ میں یہ کپڑا اس کے پاس اُدھار فروخت کر دیتا ہوں۔ آپ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ بات میرے پاس آنے سے پہلے طے کر لیتے تو درست تھا۔ اب نہیں ہو سکتا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سزائے سرقہ مردوں میں سب سے پہلے خیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کا ہاتھ کاٹا۔ عورتوں میں مُرّہ بنت سُفیان بن عبد الاسد مخزومی کا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس یمنی کا ہاتھ کاٹ دیا جس نے حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا ہار چوری کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عبد الرحمٰن بن سمرہ کے بھائی کا ہاتھ چوری کی سزا میں کاٹ دیا تھا۔ بہرحال قرآن و سنت اور خلفاء راشدین کے عمل سے ثابت ہے کہ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے۔ البتہ بعض فقہا نے کہنیوں سے کاٹنا بھی لکھا ہے اور خارجیوں کے نزدیک کندھے سے کاٹنا چاہیے۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ جو شخص چوری کر کے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ اگر وہ چوری کے بعد خلوص دل سے توبہ کر لے یہ کہتے

Marfat.com

ہو سکے کہ اے اللہ! اب میں آئندہ چوری نہیں کروں گا، پھر اس وعدے کو عمل سے ثابت کر دکھائے۔ گناہ اور معصیت کے کاموں سے باز آجائے۔ چوری کرنا چھوڑ دے۔ تو اصلاح کے بعد اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بے شک وہ گناہوں سے درگزر کرنے والا ہے۔ عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور یہ بخشش اور معافی اس کے رحم کا تقاضا ہے۔

اگر اللہ تعالٰی کسی کے گناہ معاف فرما دے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اور اگر وہ کسی شخص کے جرموں کی پاداش میں اسے سزا دے تو کسی میں یہ ہمت نہیں کہ اسے عذاب سے بچا سکے درحقیقت بات تو یہ ہے۔ کہ اللہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کل کائنات میں اسی کی حکمرانی ہے۔ اس کی بادشاہت میں کون دخل دے سکتا ہے۔ اور وہ اللہ بھی ایسا ہے۔ کہ ہر چیز اس کے اختیار میں ہے۔ کوئی چیز بھی تو اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں۔ وہ اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم کی بدولت لوگوں کی زندگی کے سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔ توبہ سچی ہو اور صدقِ دل سے ہو اور آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ تو معافی یقینی ہے۔

Marfat.com

آیات نمبر ۴۱-۴۳: يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ

اے پیغمبر! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ

ہیں ان کی وجہ سے غمناک نہ ہوجیو۔ یہ کچھ تو ایسے ہیں کہ

قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ

منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں

وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

اور کچھ یہودی ہیں کہ جھوٹ کہنے کے لیے جاسوسی کرتے پھرتے ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ

اور ایسے لوگوں (کے بہکانے) کے لئے جاسوس بنے ہیں جو ابھی تمہارے

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ

پاس نہیں آئے (صحیح) باتوں کو ان کے مقامات (میں ثابت ہونے) کے

يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

بعد بدل دیتے ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی (حکم) ملے

Marfat.com

وَإِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا وَمَنْ يُّرِدِ

تو قبول کر لیجیو اور اگر یہ نہ ملے تو احتراز کیجیو اور اگر کسی کو خدا گمراہ

اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

کرنا چاہے تو اس کے لئے تم کچھ بھی خدا سے (ہدایت کا) اختیار نہیں

شَيْـًٔا أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ

رکھتے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا پاک کرنا نہیں

يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ

چاہتا ان کے لئے دنیا میں بھی ذلت ہے

وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ

(یہ) جھوٹ کہنے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور (رشوت کا) حرام مال کھانے

جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ

والے ہیں اگر تمہارے پاس (کوئی مقدمہ فیصل کرانے کو) آئیں تو تم ان

Marfat.com

عنهم وان تعرض عنهم فلن

میں فیصلہ کردو یا اعراض کرو اور اگر ان سے اعراض کرو تو وہ تمہارا

يضروك شيئا وان حكمت فاحكم

کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کا

بينهم بالقسط ان الله يحب المقسطين (٤٢)

فیصلہ کیجو کہ خدا انصاف والوں کو دوست رکھتا ہے

وكيف يحكمونك وعندهم التورىة

اور یہ تم سے (اپنے مقدمات) کیونکر فیصلہ کرائیں گے جب کہ خود ان کے

فيها حكم الله ثم يتولون من بعد

پاس تورات ہے جس میں خدا کا حکم (لکھا ہوا) ہے (یہ) وہ خدا کے حکم کو

ذلك وما اولئك بالمؤمنين (٤٣)

جانتے (ہیں) پھر اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور یہ لوگ ایماندار ہی نہیں ہیں

Marfat.com

تشریح الفاظ الرَّسُوْلُ : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ الرسول کہہ کر عزت و تعظیم مقصود ہے اور مؤمنوں کو بھی تعلیم دی گئی کہ وہ بھی آپؐ کو اس قسم کے القاب سے پکاریں لَا یَحْزُنْکَ : آپ کو غم میں نہ ڈالیں۔ یُسَارِعُوْنَ : جلدی کرتے ہیں، یعنی جب موقع ملے تو کافرانہ خیالات کے اظہار میں بڑے جلد باز تیز ہوتے ہیں (سَرع سے نکلا ہے)۔ بِاَفْوَاهِهِمْ : بِ + اَفْوَاهِ + هِمْ: اَفْوَاہ بمعنی مُنہ، واحد فُوہ۔ آمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ سے مراد منافق ہیں۔ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا سے مراد یہودی ہیں سَمّٰعُوْنَ بالکل قبول کرتے ہیں، سچ مان لیتے ہیں۔ (سمع سے) اَلْکَذِب: جھوٹ، افترا۔ لِقَوْمٍ آخَرِیْنَ : سے مراد یہودِ خیبر۔ لَمْ یَاْتُوْکَ : جو آپؐ کی مجلس میں حاضر نہیں ہوئے۔ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا : یعنی اگر کوڑے لگانے کا حکم ملے فَخُذُوْهُ : اس حکم کو قبول کرلو۔ فَاحْذَرُوْا : پھر احتراز کرو۔ بچو۔ فِتْنَتَهٗ : لفظی معنی آزمائش۔ یہاں مراد ہے کفر اور گمراہی دنیا میں اور عذابِ آخرت میں۔ اَکّٰلُوْنَ : ہڑپ کرجانے والے ہیں (اَکَلَ سے نکلا ہے بمعنی کھانا) لِلسُّحْتِ : لِ + السُّحْتِ بمعنی حرام مال (سُحْت کا لفظی معنی ہلاکت و بربادی ہے۔ حرام مال کو سُحْت اس لیے کہا گیا۔ کہ یہ تمام نیکیوں اور عبادات کو کھا جاتا اور تباہ کردیتا ہے۔ نیز اس لیے

Marfat.com

کہ حرام مال شرافت و جوانمردی (مروءۃ) کو ختم کر دیتا ہے اسی طرح رشوت بھی سُحت میں داخل ہے فَاحْکُمْ: پس آپ فیصلہ صادر کریں۔ یَتَوَلَّوْنَ: اعراض کریں، منہ موڑ لیں، پھر جائیں تَوَلِّیْ نکلا ہے وَلِیَ سے)

مفہوم و مطلب بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت مختصراً یوں ہے۔ کہ ایک شادی شدہ معزز یہودی نے ایک بیاہی ہوئی شریف یہودی عورت سے زنا کیا تورات میں اس کی سزا رجم (سنگساری اور پتھراؤ) مرقوم تھی۔ یہودیوں نے تخفیف کی غرض سے معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے یہودیوں سے پوچھا کہ تمہاری کتاب تورات میں کیا سزا لکھی ہے۔ وہ جھوٹ بولے اور کہنے لگے۔ کہ منہ کالے کر کے ذلیل و رسوا کیے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ ہے۔ وہاں تو سزا رجم ہے۔ وہ تورات لائے اور ان کا ایک نامور عالم ابن صُوریا تورات پڑھ کر سنانے لگا۔ جب آیتِ رجم پر پہنچا تو اسے چھپا لیا۔ جب اسے کہا گیا کہ اس آیت پر سے ہاتھ ہٹاؤ۔ تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اور آیت رجم کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی مرد اور عورت کو رجم کا حکم سنایا۔ پھر دونوں کو رجم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اسی واقع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

Marfat.com

کہ اے ہمارے رسولؐ! آپ ان منافقوں کی باتوں سے پریشان خاطر نہ ہوا کریں۔ ان کی زبانوں پر تو ایمان کا لفظ جاری ہے لیکن ان کے دل دولت ایمان سے خالی اور محروم ہیں۔ اس لیے یہ بد طینت لوگ اس تلاش میں رہتے ہیں کہ جب بھی موقع ملے اسلام کے خلاف زبانِ طعن دراز کرکے دل کی بھڑاس نکالیں۔ یہ منافق بڑے جلد باز ہیں۔ فوراً مسلمانوں کے خلاف بکواس کرنے لگتے ہیں۔ دوسرا گروہ یہود کا ہے۔ ان کی بدکرداری کا بھی یہی عالم ہے۔ وہ کان کے کچے ہیں۔ ان کے علماء اور احبار جو جھوٹ اور افترا ان کو سناتے ہیں۔ اسے باور کرلیتے ہیں۔ آپ کی مجلس میں شریک ہوکر باتوں کو اس لیے سنتے ہیں کہ جاکر جھوٹ سچ ملا کر بیان کریں اور آپ پر افترا باندھیں یہ لوگ اپنی ہدایت کے لیے آپ کی باتیں نہیں سنتے، بلکہ واپس جاکر دوسروں کو بہکانے پھسلانے اور گمراہ کرنے کے لیے آپ کے ہاں حاضر ہوتے ہیں۔

ان کی ایک بدکرداری یہ ہے کہ تورات کے احکام میں تحریف کرتے ہیں۔ اپنی مرضی کے مطابق ردو بدل کرلیتے اور بعض احکام کو چھپا لیتے ہیں۔ بعض اوقات شرعی سزاؤں میں تخفیف حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اگر ان کی خواہش کے مطابق آپ فتوی دیں گے

Marfat.com

تو وہ قبول کرلیں گے لیکن اگر آپ نے ان کی خواہش اور مرضی کے خلاف حکم صادر کیا تو وہ پہلے ہی سے آمادہ انکار ہوتے ہیں۔ یہ ہوائے نفس اور خواہشات کے بندے ہیں۔ خدا کے احکام کی عزت ان کے دلوں سے اٹھ گئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں توفیق ہدایت سے محروم کردیا ہے۔ گناہوں کی پاداش میں اللہ جس سے توفیق ہدایت چھین لے تو وہ دنیا میں گمراہی اور کفر کی گود میں چلا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب ہے۔ جب یہ لوگوں توفیق ہدایت سے محروم ہوگئے تو ان کے دلوں میں اسلام کی پاکیزگی اور ایمان کا نور کیسے آسکتا تھا۔ نور ایمان سے محرومی کا مفہوم یہ ہے کہ دل پاک نہیں ہوسکتے۔ جب دلوں میں کفر کی میل کچیل موجود ہو۔ تو عزت کا صحیح تصور پیدا نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب الٰہی کفر کی سزا مقرر ہوچکی ہے۔

ان لوگوں میں ایک اور عیب ہے۔ جھوٹ بولنے کے علاوہ یہ لوگ حلال حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ حرام مال کھاتے ہیں رشوت لیتے ہیں۔ ناجائز روپے پیسے سے انہیں پرہیز نہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ حرام مال تمام عبادات اور نیکیوں کو برباد کردیتا ہے۔

اگر یہ لوگ آپ کے پاس کسی معاملہ میں فیصلہ کرانے کے

Marfat.com

لیے حاضر ہوں ۔ تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ چاہیں تو فیصلہ کریں اور اگر آپ نہ چاہیں تو نہ کریں ۔ اگر آپ فیصلہ نہ دینا چاہیں ۔ تو یہ لوگ آپ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے ۔ البتہ یہ بات یاد رکھیے کہ جب آپ فیصلہ کریں تو عدل و انصاف سے کریں ۔ یہ لوگ آپ کو حکم اور جج کیوں ماننے لگے جبکہ ان کے پاس تورات موجود ہے ۔ اور اس کتاب مقدس میں اللہ کے فیصلے اور احکام پہلے ہی سے لکھے ہوئے موجود ہیں اگر آپ نے تورات کے مطابق اور ان یہودیوں کی مرضی کے خلاف فیصلہ کیا تو یہ لوگ آپ کے فیصلے سے پھر جائیں گے اصل بات یہ ہے کہ ان یہودیوں کا ایمان نہ تو آپؐ پر ہے اور نہ تورات پر ۔ یہ تو خواہش نفس کے بندے ہیں ۔ نہ موسیٰؑ کی شریعت کو دل سے مانتے ہیں اور نہ اسلام پر ان کا ایمان ہے ۔ اگر شریعت موسوی کو دل سے مانتے تو پھر زنا کے بارے میں رجم سے کیوں بھاگتے ۔

آیات نمبر ۴۴ ۔ ۴۷ : اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا

ہاں ہاں ہمیں نے تورات نازل فرمائی

Marfat.com

هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

جس میں ہدایت اور روشنی ہے اسی کے مطابق انبیاء جو (خدا کے)

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ

فرماں بردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں اور مشائخ

وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

اور علما بھی کیونکہ وہ کتاب خدا کے نگہبان مقرر کئے گئے

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا

تھے اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے)

النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ

تو تم لوگوں سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو اور میری آیتوں کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

بدلے تھوڑی سی قیمت مت لو - اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں

Marfat.com

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

اور ہم نے تورات میں ان لوگوں کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ

بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ

اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب

قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ

زخموں کا اسی طرح کا بدلہ ہے تو جو شخص بدلہ معاف کردے تو وہ اس کے لیے

لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کفارہ ہوگا اور جو خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى

حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں اور ہم نے ان کے بعد

اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا

انہیں کے قدموں پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے

Marfat.com

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ

کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا

جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلے

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ

کی (اتری ہوئی) ہے تصدیق کرتی ہے اور

هُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ

پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے اور اہل

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ

انجیل کو چاہیئے کہ جو احکام خدا نے اس میں نازل فرمائے ہیں

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اس کے مطابق حکم دیا کریں اور جو خدا کے نازل کئے ہوئے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ بدعمل ہیں

Marfat.com

تشریح الفاظ | **التَّوْرَاة**: وہ کتابِ الٰہی جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ **هُدًى وَّ نُوْرٌ**: لفظی معنی ہدایت اور ضیاء و روشنی، مراد ہے بیانِ احکامِ الٰہی و مسائلِ شریعت اور بشارتِ نبوتِ محمدیؐ۔ **النَّبِيُّوْنَ**: بقول امام قرطبی اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جمع کا صیغہ تعظیم و تکریم کے لیے استعمال ہوا ہے۔ بقول دیگر مفسرین اس سے مراد انبیائے بنی اسرائیل ہیں۔ **اَسْلَمُوْا**: وہ انبیاء خدا کے فرماں بردار تھے، مسلمان تھے۔ دین ابراہیمؑ پر عمل پیرا تھے۔ تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان ایک ہزار نبی آئے تھے۔ **الرَّبّٰنِيُّوْنَ**: علمائے یہود جن کے کلام میں حکمت و دانائی تھی۔ **الْاَحْبَار**: (حِبْرٌ واحد ہے) فقیہ علماء۔ فقہ کے علماء۔ **اسْتُحْفِظُوْا**: کتاب کا وہ حصہ جو ان کو محفوظ رکھنے کے لیے سونپا گیا تھا۔ **شُهَدَاءَ**: (مفرد شَهِيْد) محافظ، نگران۔ یعنی تورات کو تبدیلی اور تحریف سے محفوظ رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے گواہ تھے کہ یہ تورات کے حکم کے مطابق ہے۔ **فَلَا تَخْشَوُا**: (بشارت محمدی یا آیت رجم کے بارے میں) تم مت ڈرو۔ **وَاخْشَوْنِ** اور مجھ سے ڈرو (کتمان حق کی وجہ سے) **وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا**: مراد ہے جو کچھ تورات میں مذکور ہے، اسے تم

Marfat.com

چھپاؤ، اس کا چھپانا بے قدری ہے تورات کے احکام کو چھپا کر دنیوی منفعت حاصل کرنا خدا کے اجر کے مقابلے پر بالکل حقیر اور بے حقیقت ہے کتمانِ حق کے مقابلے پر بڑے سے بڑا فائدہ بھی نہایت قلیل اور حقیر ہے۔ نَفْس: جان۔ اَلْعَیْن: آنکھ۔ اَلْاَنْف: ناک۔ اَلْاُذُن: کان۔ اَلسِّنّ: دانت۔ اَلْجُرُوْح: زخم (واحد جَرْح)، تَصَدَّقَ بِهٖ: جو قصاص معاف کردے۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ: یہ معافی معاف کرنے والے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ یعنی جس طرح اس شخص نے قصاص معاف کردیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کے (معاف کرنے والے کے) گناہ معاف کردیتا ہے۔ قَفَّیْنَا: ہم نے پیچھے بھیجا۔ (قفّٰی باب تفعیل سے قَفَا یَقْفُوْ سے)۔ اٰثَار: (واحد اَثَر) نقش پا۔ نشان۔ مَوْعِظَةٌ: نصیحت (وَعَظَ یَعِظُ عِظَۃً سے)۔ اَلْفَاسِقُوْنَ: نافرمان، حکم الٰہی سے سرتابی کرنے والے۔

مفہوم و مطلب یہود و نصاریٰ کے عجیب و غریب حالات و کوائف بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ تورات جس کو یہود نے چھوڑ رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کی ہدایت اور راہ نموئی کے لیے نازل ہوئی تھی۔ لیکن وہ اس کا علم رکھنے کے باوجود اس کتاب پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ تورات سے محض نسبت کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ تورات کے احکام سے آنکھیں

Marfat.com

بند کر لینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہود و نصاریٰ نے قرآن مجید سے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

اب ان آیات میں اللہ تعالےٰ فرمایا کہ ہم نے تورات اس لیے نازل کی تھی کہ بنی اسرائیل کو راہ راست دکھائے۔ حق و صداقت کا سبق دے اور ان کے تاریک دل ایمان اور عمل صالح کی روشنی سے جگمگا اٹھیں۔ تورات کے احکام کی روشنی میں تقریبًا ایک ہزار انبیاء نے فیصلے صادر کیے۔ یہ وہ انبیاء تھے۔ جو خدا کے فرماں بردار تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس لیے کہ تمام انبیاء کا دین ایک ہی تھا اور اس کا نام ہے اسلام۔ انبیاء کے علاوہ یہودیوں کے علماء و فقہاء نے بھی یہود کو تورات کے حکم سنائے اور تورات کے مطابق فیصلے کیے۔ ان سب لوگوں کو خدا نے حکم دے رکھا تھا کہ تورات میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی اور تحریف نہ ہونے دیں۔ ان کو تورات کا نگران اور محافظ ٹھیرایا گیا تھا۔ تم لوگوں سے نہ ڈرو۔ بیباک ہو کر تورات کے احکام سناؤ۔ اس کا کوئی حکم نہ چھپاؤ۔ البتہ اس بات سے اللہ سے ڈرو کہ کسی آیت کو چھپاؤ یا بشارت محمدی کو ظاہر نہ کرو۔ اور اپنے انبیاء کی پیروی کرو۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے یہود کو مخاطب فرمایا کہ اے یہودیو! تم دنیا کی حقیر اور ذلیل منفعت کے لیے خدا کے احکام

Marfat.com

کو نہ چھپاؤ آخرت کے مقابلے پر دنیا کا بڑے سے بڑا فائدہ بھی بالکل حقیر اور ناچیز محض ہے۔ اللہ کے احکام کو چھپانے کی سزا بڑی سخت ہے۔ دنیا میں رسوائی و ذلت کے علاوہ آخرت میں ہولناک عذاب بھی تیار ہے۔ دین کے معاملے میں نہ تو رشوت لے کر چپ ہو جاؤ۔ اور نہ جاہ و حشمت کا رعب تمہیں مرعوب کر پائے۔ اور اگر کوئی خدا کے نازل کیے ہوئے احکام کے خلاف فیصلہ کرے، خواہ توہین کے پیش نظر خواہ انکار کی وجہ سے بہر حال وہ خدا کی شریعت کا منکر شمار ہو گا۔ اسے کفار کے زمرے میں تصور کیا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کے لیے فرض کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان لی جائے۔ اگر کوئی آدمی بلاوجہ کسی کو ناحق قتل کر دے تو قاتل کی سزا موت ہے۔ اسی طرح آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑی جائے، ناک کاٹنے والے کی ناک کاٹ دی جائے۔ کان کاٹنے والے کا کان کاٹا جائے۔ جو شخص کسی کا دانت توڑ ڈالے، تو توڑنے والے کا بھی دانت توڑا جائے۔ اسی طرح دوسروں زخموں کے بدلے ہیں۔ جتنا اور جس قسم کا زخم ہو، اتنا اور اسی طرح کا زخم لگانا منشائے الٰہی کے موافق ہے۔ البتہ کوئی شخص مجرم کے گناہ کو معاف کر دے تو یہ معافی اس معاف کرنے والے کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتی ہے

Marfat.com

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم نے انبیائے بنی اسرائیل کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو ان کے نقش پا پر بھیجا۔ حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے درمیانی انبیاء کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ یہ انبیاء شریعت موسوی کی اتباع کرتے تھے۔ ان کے نقش پا پر حضرت عیسیٰؑ نے بھی تشریف لا کر تورات کی تصدیق فرما دی۔ خود حضرت عیسیٰؑ کو انجیل دی گئی۔ تورات کی طرح اس کتاب مقدس میں بھی عقائد کی گمراہی سے بچانے سیدھا راستہ دکھانے اور نصیحت و عبرت کا سامان وافر موجود ہے۔ یہ انجیل پہلے نازل شدہ کتابوں نیز بالخصوص قرآن مجید کی تصدیق کرتی ہے۔ اور متقی لوگوں کے لیے اس کتاب میں سامان موعظت و عبرت موجود ہے۔ انجیل والوں کو چاہیے کہ کتاب مقدس کے احکام کی پابندی کریں۔ خدا کے حکموں پر عمل کریں۔ شریعت محمدی کی تائید کریں کیونکہ انجیل میں واضح طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت دی گئی تھی۔ اہل انجیل کو بشارت محمدی کا چھپانا زیبا نہیں۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو درحقیقت وہ خدائے بزرگ و برتر کے خلاف سرتابی اور سرکشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری سے محروم ہو کر فاسق لوگوں کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

آیات نمبر ۴۸-۵۰: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

اور اے پیغمبر! ہم نے تم پر سچی کتاب نازل

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

کی ہے جو کتابیں اس سے پہلے (نازل ہوئی) تھیں ان کی تصدیق کرتی ہے اور ا

الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

(سب) پر شامل ہے۔ تو جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

ان میں فیصلہ کرو۔ اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی

عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا

خواہشوں کی پیروی نہ کیجو ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کے

مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر خدا چاہتا تو تم

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

سب کو ایک ہی امت میں بنا دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں

Marfat.com

فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَی

ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے۔ سو نیک کاموں میں جلدی کرو تم

اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا

سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم اختلاف کرتے

کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْکُمْ

تھے۔ وہ تم کو بتا دے گا اور ہم پھر تاکید کرتے ہیں

بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ

(کہ) جو (حکم) خدا نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں حکم دیجو اور ان کی

اَھْوَآءَھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ

خواہشوں کی پیروی نہ کیجو اور ان سے بچتے رہیو کہ خدا کے کسی نازل کیے

عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ؕ فَاِنْ

ہوئے حکم سے بہکا نہ دیں اگر یہ لوگ

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ

نہ مانیں تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں

Marfat.com

يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَاِنَّ

کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُونَ ۝ اَفَحُكْمَ

نافرمان ہیں کیا یہ زمانہ

الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ

جاہلیت کے حکم کے خواہشمند ہیں اور اہل یقین کے لئے

اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ۝۵۰ ع

خدا سے اچھا حکم کس کا ہے

تشریح الفاظ اِلَيْكَ: خطاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ الْكِتٰبَ: یعنی قرآن مجید۔ مِنَ الْكِتٰبِ: سے مراد خدا کی نازل کی ہوئی کتابیں، بالخصوص توراۃ اور انجیل مُهَيْمِنًا: محافظ، نگران، گواہ، امین۔ بقول امام لغت المبرد مُهَيْمِنٌ اصل میں مُؤَيْمِنٌ تھا پھر ہمزہ کو ھ سے بدل دیا گیا اور مُهَيْمِنٌ بن گیا۔ بقول دیگراں یہ لفظ هَيْمَنَ يُهَيْمِنُ هَيْمَنَةً سے بنا ہے۔ وَلَا تَتَّبِعْ: اور تو پیروی نہ کر۔ اَهْوَاءَهُمْ: (واحد هَوٰى) ان کی خواہشات۔ عَمَّا

Marfat.com

عَنْ + مَا۔ جَاءَكَ : آئی تیرے پاس مِنَ الحَقِّ : صداقت سچائی۔ یعنی جو سچائی تمہارے پاس پہنچ چکی ہے، اسے چھوڑ کر ان یہود کی خواہشات کو ترجیح نہ دیں۔ شِرْعَةً : شریعت، کھلا راستہ، لفظی معنی ہیں۔ پانی تک پہنچانے کا راستہ، اسی سے شَارِع یعنی سڑک نکلا ہے۔ مِنْهَاجًا : طریقۂ دین، واضح راستہ، سُنت۔ لِيَبْلُوَكُمْ : (لِ + يَبْلُوَ + كُمْ) تاکہ تمہارا امتحان کرے، تمہاری آزمائش کرے (بَلَاء اور اِبْتِلَاء بمعنی آزمائش، امتحان) اِسْتَبِقُوا : جلدی کرو، پیش قدمی کرو، بھاگو، دوڑو، سبقت لے جاؤ (سَبَقَ سے اِسْتِبَاق باب افتعال ہے۔ سابق اسم فاعل ہے)۔ اَلْخَيْرَاتِ : نیکیوں (کی طرف)، فرماں برداری، طاعتِ الٰہی۔ مَرْجِعُ : لوٹنا، واپس جانا۔ اِحْذَرْ : تو بچتا رہ۔ يَفْتِنُوكَ : وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ بہکا دیں۔ راہ حق سے پھیر دیں۔ تَوَلَّوْا : وہ منہ موڑ لیں، اعراض کریں۔ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ۔ لفظی معنی ان کو مصیبت پہنچے ان کے بعض گناہوں کے بدلے۔ مراد ہے کہ عذاب آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی ان کو اپنے جرموں کی پاداش میں قتل، جلاوطنی اور جزیہ کی سزا ملے۔ ذُنُوب کا واحد ذَنْب ہے۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ کیا زمانۂ جاہلیت کا حکم اور دستور حکومت، یہاں الف استفہام برائے زجر و توبیخ استعمال ہوا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں غریبوں

Marfat.com

کے لیے جدا حکم تھا۔ اور امیروں کے لیے جدا۔ یَبْغُوْنَ: وہ چاہتے ہیں۔ مَنْ: کون، یہ استفہام اِنکاری ہے۔ یعنی اہل یقین کے لیے اللہ سے بہتر کسی کا حکم نہیں ہے۔

مفہوم ومطلب گزشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ ہم نے توراۃ اور انجیل نازل کی تاکہ یہودی اور عیسائی عقائد کی گمراہی سے بچیں۔ خدا کی توحید کا اقرار کریں۔ شرک اور بدعت سے دور رہیں۔ اب ان آیات میں فرمایا کہ جس خدا نے یہودیوں کی ہدایت کے لیے توراۃ نازل کی تھی اور عیسائیوں کی راہنمائی کے لیے انجیل اسی اللہ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دیا ہے

اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ہمارے پیغمبرؐ! ہم نے توراۃ اور انجیل کی طرح حق طور پر تم پر قرآن مجید نازل کیا ہے قرآن مجید کا منصب یہ بھی ہے کہ یہ پہلی کتابوں مثلاً توراۃ اور انجیل وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے، ان کے برحق ہونے کی گواہی دیتا ہے، ان کتابوں کی تعلیمات کا امین ومحافظ ہے۔ ان کتابوں کے احکام کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید نشان دہی کرتا ہے کہ کہاں کہاں بنی اسرائیل نے تحریف اور تبدیلی کی ہے۔ قرآن مجید خود تبدیلی اور تحریف سے محفوظ رہے گا۔ اللہ نے

Marfat.com

اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے ہمارے رسولؐ! جب اہل کتاب تمہارے پاس فیصلہ کرانے کے لیے آئیں تو کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کریں۔ ان کی باتوں پر اعتماد نہ کریں۔ وہ تو خواہشات کے بندے ہیں۔ جھوٹ سچ کی آمیزش سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ کے پاس حق و صداقت ہے۔ وحیِ الٰہی سے آپ کو سرفراز کیا جا چکا ہے۔ اب آپ فیصلہ کرتے وقت حکمِ الٰہی کو پیشِ نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے ایک شریعت اور واضح طریقۂ دین مقرر کر دیا ہے۔ یعنی ہر پیغمبر کو احکامِ عمل دیے گئے۔ وہ ان احکام کی روشنی میں اپنی امت کے لیے ایک نمونہ اور سنت قائم کرتا ہے۔ جس سے دین پر عمل آسان اور سہل ہو جاتا ہے اور یہی ہے واضح طریقۂ دین۔ ہر امت کا فرض ہے کہ اپنے اپنے دین کے احکام پر کاربند ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگ ایک ہی شریعت یعنی اسلام پر چلتے۔ لیکن اللہ آزمائش بھی کرنا چاہتا ہے کہ دیکھے کون لوگ اس کی اطاعت کا دعویٰ کرنے کے بعد اس کے احکام کی پیروی بھی کرتے ہیں۔ شریعت کا مقصد تو اطاعتِ الٰہی ہے۔ سب گروہوں کو چاہیے کہ خدا کے حکموں کو مانیں۔ جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ کریں اور جس سے

Marfat.com

روکا گیا ہے اس سے باز رہیں۔ اختلافات کی آگ کو ہوا دینے کا نام شریعت و طریقت نہیں۔ اور نہ دینداری کا مقصد فرقہ پرستی ہے۔ بلکہ صحیح جذبۂ خدا پرستی یہ ہے کہ نیک کاموں کی طرف لپکو۔ خدا کی فرماں برداری میں جلدی کرو۔ نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یہ دنیا عارضی ٹھکانا ہے۔ آخر کار خدا کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ وہ حق و باطل میں فرق کر دے گا۔ اور باعثِ نزاع اور اختلافی مسائل میں فیصلہ کرے گا۔

روایت ہے کہ یہود کے چند فقہاء اور علماء نے کہا کہ آؤ پیغمبر اسلام کے پاس چلیں۔ شاید ہم اسے اس کے دین سے بہکا دیں۔ جب وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ اے محمدؐ! آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے اَحبار ہیں۔ اگر ہم آپ کے تابع ہو گئے تو سارے یہودی ہماری پیروی کریں گے ہمارے ہاں کچھ جھگڑا ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں فیصلہ کرانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ ہم آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (الآیۃ) فرمایا کہ اے نبیؐ! ہم نے آپ پر قرآن مجید نازل کیا ہے۔ اس قرآن کی روشنی میں یہودیوں کے جھگڑے کا فیصلہ کریں۔ آپ محتاط رہیں۔ ان کی

Marfat.com

باتوں اور خواہشات کی طرف دھیان نہ دیں۔ وہ تو اپنی باتوں سے
آپ کو بہکانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ آپ کے فیصلے سے انحراف
کریں گے تو نقصان انہیں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بدکرداریوں
اور گناہوں کی پاداش میں انہیں یہاں دنیا میں بھی سزا دینا چاہتا
ہے۔ اس سزا کی مختلف نوعیتیں ہیں۔ ایک نوعیت جزیہ،
دوسری جلاوطنی، تیسری قتل یہ سب کچھ اس لئے کہ یہ لوگ
خدا کے نافرمان ہیں۔ یہ یہودی ایمان و یقین کی دولت سے محروم
ہیں اس لیے بھٹکے پھرتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے دستور و قانون
کو پسند کرتے ہیں۔ ان بدبختوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ کے دستور
اور حکم سے بہتر اور کوئی دستور اور حکم نہیں ہے۔ جن لوگوں کو
یقینِ محکم کی دولت ملی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کسی کا حکم اللہ
سے بہتر نہیں۔ اللہ کے قانون میں عدل و انصاف ہے۔ غریب
اور امیر سب کے لیے ایک ہی قانون ہے۔

آیات نمبر ۵۱-۵۳: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا

مومنو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ

Marfat.com

تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ

بناؤ - یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

تم میں سے ان کو دوست بنائے گا تو وہ بھی

مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

انہیں میں سے ہے بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ

نہیں دیا کرتا اور جن لوگوں کے دلوں میں

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ

مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کر ملے جاتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ

کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آ جائے۔

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ

سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی

Marfat.com

مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا

اور امر (نازل فرمائے) تو یہ (منافق) جو کچھ اپنے دلوں میں چھپایا

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کرتے تھے اس پر پشیمان ہو کر رہ جائیں گے (اور مؤمن تعجب سے)

اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

کہیں گے کہ یہ وہی ہیں جو خدا کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ

کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے

-۵۲-

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

(سب) عمل اکارت گئے اور وہ خسارے میں آ گئے

تشریح الفاظ لَا تَتَّخِذُوْا: نہ پکڑو، نہ بناؤ۔ اَوْلِيَآءَ: (واحد وَلِی) دوست، يَتَوَلَّهُمْ: يَتَوَلَّ هُمْ: دوست بنائے گا ان کو مَرَضٌ: بیماری، مراد ہے مرض نفاق وشک، اعتقاد کی کمزوری، ضعفِ ایمان۔ یعنی جن لوگوں کا ایمان راسخ اور عقیدۂ توحید مضبوط نہیں ہے۔

Marfat.com

يُسَارِعُوْنَ: (سَرَع سے باب مفاعلة) دوڑتے ہیں ان کی دوستی کی طرف، تیزی سے بڑھتے ہیں۔ ان کی محبت کی طرف یعنی یہود و نصاریٰ کی دوستی انہیں پسند ہے اور وہ ان سے میل جول اور تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ نَخْشٰی: ہم ڈرتے ہیں، ہمیں خوف ہے۔ تُصِيْبَنَا: ہمیں پہنچے۔ دَآئِرَةٌ انقلاب، یعنی حکومت اور اقتدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے نکل کر کفار کے ہاتھ میں نہ چلا جائے۔ یا یہ کہ کسی آفت اور مصیبت مثلاً قحط وغیرہ کا ہم شکار نہ ہو جائیں۔ عَسٰی: قریب ہے۔ کلام اللہ میں عسٰی کا لفظ سچے وعدے کے لیے آتا ہے۔ يَأْتِیَ بِ: لائے، بھیجے۔ الْفَتْحِ: غلبۂ دینِ محمدی، نصرتِ اسلام، فیصلہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جلدی اسلام کا بول بالا کر دے گا اور دین محمدی کو غلبہ اور فتح عطا کرے گا حق و باطل اور کفر و اسلام میں فیصلہ کر دے۔ الْفَتْحِ کے مفہوم میں بنو قریظہ کے فوجی سپاہیوں کا قتل، ان کے اہل و عیال کی گرفتاری، بنو نضیر کی جلاوطنی، فتح مکہ اور اسلام کی عام فتوحات سب شامل ہیں۔ اسی طرح کفار، مشرکین اور یہود کی شان و شوکت کا خاتمہ بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے نیز الفتح سے مراد ہے، خوشحالی، غلے کی فراوانی اور مسلمانوں کی فارغ البالی۔ اَمْرٍ: اَمْر سے مراد (۱) جزیہ (۲) منافقین

Marfat.com

کی حرکتوں سے آگاہی (۳) خوشحالی و فارغ البالی وغیرہ ہے۔ فَيُصْبِحُوا: پس ہو جائیں۔ مَا: موصولہ بمعنی جو کچھ۔ اَسَرُّوا وہ چھپاتے تھے۔ اَنْفُسِهِمْ: اپنے دلوں ہیں۔ نَادِمِيْنَ پشیمان، ندامت کرنے والے۔ هٰٓؤُلَآءِ: منافقین کی طرف اشارہ ہے۔ اَقْسَمُوا: قسمیں کھاتے تھے۔ جَهْدَ: سخت، پکی حَبِطَتْ صیغہ ماضی (واحد مؤنث غائب)" اکارت گئے۔ باطل ہو گئے برباد ہو گئے۔ ضائع ہو گئے۔ اَعْمَالُهُمْ: ان منافقوں کے اعمال +

مفہوم و مطلب مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کے قیام کے بعد ضروری تھا کہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کی تنظیم عمل میں آئے۔ اس سلسلے میں امن وچین کی زندگی اور سکونِ قلب پیدا کرنے کے لیے مسلمانوں کو تعلیم دی گئی کہ وہ اپنی سیاسی و جماعتی خبریں باہر نہ نکلنے دیں۔ اس مقصد کے پیشِ نظر دشمنانِ اسلام بالخصوص یہود و نصاریٰ سے عدم تعاون کا سبق دیا گیا۔ منافقوں سے محتاط رہنا سکھایا گیا کیونکہ وہ اکثر یہود و نصاریٰ سے ملتے اور مسلمانوں کے راز انہیں بتا دیتے تھے۔ جماعتی استحکام اور نظم کے لیے یہود و نصاریٰ کے بارے میں مسلمانوں کا طرزِ عمل واضح کیا گیا ہے۔

ان آیات کے شانِ نزول کے متعلق روایت ہے کہ حضرت

Marfat.com

عُبادہ رضؓ بن الصامت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہود سے میرے گہرے مراسم ہیں۔ بہت سے یہودی میرے دوست ہیں۔ میں ان سب سے اللہ اور اللہ کے رسول کی خاطر بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ مگر عبداللہ بن اُبیّ منافق کہنے لگا کہ میں تو ایسا نہیں کروں گا کیونکہ مجھے انقلاب زمانہ کا ڈر ہے۔ مصیبت اور قحط کا خوف ہے۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جماعتی اور انفرادی طور پر یہود و نصاریٰ ایسے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ ان سے تمہاری دوستی زیب نہیں دیتی۔ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمن ہیں۔ تمہارے دوست نہیں بن سکتے۔ ایک یہودی دوسرے یہودی کا دوست تو ہوسکتا ہے اور ایک عیسائی دوسرے عیسائی کا دوست بھی بن سکتا ہے، لیکن ان کی اسلام دشمنی اتنی نمایاں اور شدید ہے کہ تمہاری دوستی کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے گا تو پھر وہ انہی کے گروہ میں شمار ہوگا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ ایسے مسلمان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں ایسا شخص جان بوجھ کر ظالم بنتا ہے۔ اور ایسے ظالموں کے لیے اللہ کے ہاں توفیق ہدایت نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے

Marfat.com

ہوئے فرمایا کہ اے ہمارے نبی! آپ دیکھتے ہیں کہ یہ منافق ایمان و عمل کے کمزور ہیں۔ ان کا عقیدہ راسخ نہیں ہوا۔ ان کے دلوں میں شکوک وشبہات اور منافقت کی بیماری نے گھر کر رکھا ہے یہ ناقص الایمان منافق دشمنانِ اسلام بالخصوص یہود و نصاریٰ کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ جب بھی موقع ملتا ہے ان کی طرف دوڑتے ہیں۔ بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ہمیں انقلاب حکومت اور قحط و مصیبت کا ڈر ہے اگر حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر یہودیوں کے ہاتھ میں چلی جائے تو ہم تو محفوظ رہیں گے کیوں کہ ہماری ان سے دوستی ہے۔ یا اگر قحط پڑ جائے تو پھر بھی ہمیں ان کی دوستی کی وجہ سے خوراک تو ملتی رہے گی۔ اللہ نے ان کے اس بہانے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت و اقتدار تو خدا کے قبضے میں ہے۔ مستقبل قریب میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مزید غلبہ اور قوت و شوکت عطا کرے گا۔ فارغ البالی اور خوشحالی بھی وہی دے گا۔ ان یہودیوں کی طاقت اور شان و شوکت کو ختم کر دینا بھی خدا کے اختیار میں ہے۔ جب یہ منافق غلبۂ اسلام اور شکست یہود و کفار دیکھیں گے تو کفِ افسوس ملتے ہوئے نادم اور پشیمان ہوں گے کہ ہم نے یہودیوں کی دوستی کو دل میں کیوں چھپا رکھا تھا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تسکین دلاتے ہوئے جو وعدہ کیا تھا وہ حرف

Marfat.com

بحرف پورا ہوا۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو فتح مکہ عطا کی، یہودیوں کی شان و شوکت کو ختم کر دیا۔ ان کے تمام علاقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کر لیے۔ کچھ یہودی تو میدان جنگ میں قتل ہوئے کچھ یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا اور کچھ یہودیوں نے مغلوب ہونے کے بعد جزیہ دینا قبول کر لیا۔ یہودیوں کا یہ انجام دیکھ کر منافقوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ مسلمانوں نے منافقوں کی یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ یہی وہ منافق ہیں جو قسمیں کھا کھا کر یہودیوں سے امداد کے وعدے کرتے پھر ایفائے عہد کے لیے ان تھک کوششیں کرتے۔ اور انہیں اپنے تعاون اور اعانت کا یقین دلانے کے لیے سینکڑوں جتن کرتے تھے۔ آج ان کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔ ان منافقوں کا سب کیا کرایا دھرا کا دھرا رہ گیا۔ ان کی کوئی محنت ٹھکانے نہ لگ سکی۔ ان کی نمازیں، روزے، زکات، حج سب ضائع ہو گئے کیوں کہ یہ ایمان و اخلاص کی دولت سے محروم ہونے کے علاوہ دشمنانِ رسول سے ساز باز کرتے رہے اور یہ ایسا سنگین جرم ہے کہ ان کے سارے اعمال برباد ہو گئے۔ فقدان اخلاص نے دنیا بھی خراب کی اور آخرت بھی بگاڑ دی۔ دنیا میں ذلت و رسوائی ہوئی اور آخرت میں عذاب مول لیا۔

Marfat.com

آیت نمبر ۵۴: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ

مومنو! جو شخص تم میں سے اپنے دین

یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی

سے پھر جائیگا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن

اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ

کو وہ دوست رکھتا ہو اور جسے وہ دوست رکھتے ہوں اور

عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ

جو مومنوں کے ساتھ نرمی کریں اور کافروں پر سختی

یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ

خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ

کی ملامت سے ذرا نہ ڈریں یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے

مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۵۴

دیتا ہے اور خدا بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے

Marfat.com

تشریح الفاظ یَرْتَدَّ: ارتداد سے باب افتعال ہے، اِرْتَدَّ یَرْتَدُّ اِرْتِدَادًا) پھر جائے، لوٹ جائے مُرتد ہو جائے۔ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ: اللہ ان کی جگہ اور لوگ لے آئے یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ: سے مراد حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور ان کے رفقاء کار ہیں۔ اَذِلَّةٍ: واحد ذَلِیْل۔ قوم کی نعت ہے) رحمدل، مہربان، نرم، مشفق (جیسے باپ بیٹے کے لیے) اَعِزَّةٍ: (واحد عَزِیْز) سخت، زبردست، غالب (جیسے درندہ شکار پر) یُؤْتِیْهِ: دیتا ہے، عطا کرتا ہے۔ وَاسِعٌ: بڑے فضل والا۔ عَلِیْمٌ: مخلوق کی مصلحتوں کو جاننے والا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ فضل کا مستحق کون ہے۔

مفہوم و مطلب اجتماعی، سیاسی اور دینی مصلحت کی بنا پر یہود و نصارٰی سے دوستی رکھنا ممنوع قرار دینے کے بعد فرمایا تھا کہ جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا۔ وہ انہی کی جماعت میں سے متصور ہو گا۔ پھر ایک ایسے گروہ کی نشاندہی کی جس کے دل نفاق اور شک کی بیماری میں مبتلا تھے اس کے بعد اب اس آیت میں ایک پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب کچھ لوگ ذاتی اغراض و مصالح کی خاطر دین اسلام سے انحراف کریں گے۔ اگر کچھ لوگ دین سے پھر جائیں تو اللہ ان کی جگہ دوسرے لوگ لا کھڑا کرے گا۔

Marfat.com

تاریخ نے اس آیت کریمہ کی تصدیق کرتے ہوئے قرآن مجید کے اعجاز اور کتاب الٰہی ہونے پر مہر ثبت کردی۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں بنو مُذلِج بنو حَنیفہ اور بنو اَسَد کے قبائل میں کچھ لوگ مرتد ہوگئے۔ بنو مُدلِج کا سردار اَسْوَد عَنسی تھا۔ یہ کاہن تھا۔ اس نے یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کردیا۔ کچھ حصے پر قابض بھی ہوگیا۔ جادوگری کا دعویٰ بھی کرنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں اپنے عامل حضرت مُعاذ بن جَبَل رضؓ اور دوسرے سرداران یمن کے نام خط لکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تھوڑا پہلے اَسْوَد عَنسی قتل ہوگیا۔ آپؐ نے اسی رات متنبّی یمن کے قتل کی خبر سنا کر مسلمانوں کو خوشی و مسرت کا پیغام دیا۔

۲۔ اسی طرح یمامہ میں مُسَیلمہ کذّاب نے اپنے قبیلے بنو حَنیفہ میں دعوئ نبوت کردیا۔ اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھنے کی بھی جرأت کی اور نبوت میں شرکت کا دعویٰ کرتے ہوئے نصف حصہ سلطنت کا تقاضا کیا۔ آپؐ نے اس کے جواب میں اسے کذّاب ٹھہرایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس کے خلاف لشکر بھیج کر جہاد

Marfat.com

کیا اور حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا
۳۔ بنو اسد کے قبیلہ میں طلیحہ بن خویلد نے دعوئ نبوت کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا طلیحہ نے شام کی طرف بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ بعد میں تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں بھی سات قبائل زکات کی ادائیگی سے انکار کر کے مرتد ہو گئے تھے۔
(۱) بنو فزارہ (۲) بنو غطفان (۳) بنو سلیم (۴) بنو یربوع (۵) بنو تمیم کے کچھ لوگ (۶) بنو کندہ (۷) بنو بکر بن وائل (بحرین میں)۔ جب اس پیشگوئی کے مطابق عرب کے قبائل مرتد ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے جہاد کر کے ارتداد کا قلع قمع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان مجاہدین کی یہ صفات بیان فرمائی ہیں:
۱۔ اس نیک گروہ سے اللہ تعالےٰ کو محبت اور دوستی ہے
۲۔ یہ لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں
۳۔ ایمان والوں سے نرمی سے پیش آتے ہیں۔
۴۔ کافروں کے مقابلے پر زبردست اور غالب ہیں۔
۵۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اسلام کا بول بالا کرنے کے لیے دشمنان دین اور مرتدین سے لڑتے ہیں

Marfat.com

۶۔ ایمان والوں کا یہ گروہ ملامت سے نہیں ڈرتا۔ انہیں لوگوں کی پروا نہیں۔ ان کا نصب العین اللہ کو راضی کرنا ہے۔ منافقوں کو یہود کا ڈر ہے۔ مسلمانوں کو کسی کا ڈر نہیں۔ مسلمان باطل کو مٹانے اور حق کو زندہ رکھنے کے لیے بے خطر میدان میں کود پڑتا ہے۔

ایمان والوں میں ان صفات کی موجودگی اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے بہرہ مند کرتا ہے۔ اس کا فضل بڑا وسیع ہے اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ اس کے فضل کا مستحق کون ہے۔

آیات نمبر ۵۵-۵۶: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

مومنو! تمہارے دوست تو خدا اور اس کے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝٥٥ وَمَنْ

دیتے اور (خدا کے آگے) جھکے رہتے ہیں اور جو

Marfat.com

يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا (تو وہ خدا کی جماعت

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے

تشریح الفاظ وَلِیّ: دوست۔ یُقِیْمُوْنَ: نماز کو پورے حقوق اور آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ الزَّکٰوۃَ: زکات، نیز صدقہ و خیرات۔ رَاکِعُوْنَ: رکوع کرنے والے۔ نیز خشوع و خضوع کرنے والے۔ نماز میں عاجزی کرنے والے زکات دے کر تکبر نہ کرنے والے، نیکی کے بعد نہ اترانے والے لغت میں ہے کہ عرب اس شخص کو راکع کہتے تھے جو اللہ پر ایمان لائے اور بتوں کی پرستش نہ کرے۔ یَتَوَلَّ: دوست رکھے گا اللہ کی دوستی سے مراد ہے اللہ پر بھروسہ اور توکل، رسول کی دوستی سے مراد اطاعتِ سنتِ رسولؐ اور مومنوں سے دوستی یہ ہے کہ ان سے تعاون کیا جائے۔ حِزْب: جماعت، گروہ (جمع اَحْزَاب ہے) حِزْب کے معنے وِرد و ظیفہ بھی ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: ان ایمان والوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ سب شامل ہیں۔ (تفسیر قرطبی)

Marfat.com

مفہوم و مطلب گزشتہ چند آیات میں بیان فرمایا تھا کہ یہودؔ نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہاں یہ حکم دیا ہے کہ اے مومنو! تمہارے دوست اللہ، اللہ کے رسول اور ایمان والے ہیں۔

روایت ہے کہ جب عبداللہ سلام اور ان کے ساتھی اسلام لے آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! ہماری قوم بنو قریظہ اور بنو نضیر نے ہم سے قطع تعلقات کر لیا ہے۔ اور انہوں نے حلف اٹھایا ہے کہ وہ ہم سے میل جول نہیں رکھیں گے ہم لوگ مدینہ منورہ سے دور رہتے ہیں۔ آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہ کی صحبت سے مشرف ہونے کا موقع کم ملتا ہے۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کیا کہ ہم اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کی دوستی سے خوش ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود کے قطع تعلقات کی پروا نہ کرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تمہارا دوست اور حامی اللہ اس کا رسولؐ اور ایمان والے ہیں۔ ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ نمازوں کو پابندی وقت اور پورے حقوق کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ زکات دیتے ہیں۔ نمازوں میں اللہ کے سامنے عاجزی اور خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہیں۔ زکات

Marfat.com

دینے کے بعد ان میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہوتا۔ اپنی نیکی پر اتراتے نہیں۔ اور جس شخص کو اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنوں کی دوستی نصیب ہو جائے وہ اللہ کی جماعت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کی جماعت غالب رہنے والی ہے۔

بقول امام قرطبی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کسی نے سوال کیا۔ اس وقت آپ رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اسے دے دی۔ اس سے امام قرطبی یہ استنباط کرتے ہیں کہ یہاں زکوٰۃ کا مطلب صدقہ ہے اور یہ کہ نماز کی حالت میں معمولی حرکت یا عمل قلیل (معمولی کام) جیسے انگوٹھی کا دے دینا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

آیات نمبر ۵۷۔۶۳: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا

مومنو! (یہود و نصاریٰ) جن کو تم سے

تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا

پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کفار کو (یعنی) جنہوں نے

Marfat.com

وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ

قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور خدا سے ڈرتے رہو اگر تم مومن ہو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ

ڈرتے رہو اور جب تم لوگ نماز

اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ

کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ

یہ اس لئے کہ وہ عقل نہیں رکھتے اے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ

اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا

کہ ہم خدا پر اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اس پر

Marfat.com

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ

اور جو کتابیں پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان لے آئے ہیں اور تم

فٰسِقُوْنَ ۝۵۹ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

اکثر بدکردار ہو کہو میں تم کو بتاؤں کہ خدا کے ہاں

مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ

بدتر بدلہ پانے والا کون ہے - وہ لوگ جن

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ

کو خدا نے رحمت سے دور کردیا اور ان پر غصے ہوا اور (جن کو)

الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ

ان میں سے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ

کی - ان لوگوں کا برا ٹھکانا ہے اور یہ سیدھے رستے سے بہت

السَّبِيْلِ ۝۶۰ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

دور ہیں اور جب یہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ

Marfat.com

وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا

ہم ایمان لے آئے حالانکہ کفر کے ساتھ آتے ہیں اور اسی کے ساتھ

بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝٦١ وَ

جاتے ہیں اور جو کچھ یہ مخفی کئے رہتے ہیں خدا اس

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى

کو خوب جانتا ہے اور تم دیکھو گے کہ ان میں اکثر گناہ اور

الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ

زیادتی اور حرام کھانے میں جلدی کر رہے ہیں

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٢ لَوْلَا

بے شک برے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں ان کے

يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ

مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے

قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ

منع کیوں نہیں کرتے

Marfat.com

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

بے شک بُرے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں

تشریح الفاظ هُزُوًا: ہنسی مذاق، تمسخر۔ لَعِبًا: کھیل تماشا۔ نَادَيْتُمْ: مؤذن نماز کے لیے اذان کہتا ہے۔ (نَادٰى يُنَادِيْ نِدَاءً ومناداۃ کا مادہ ندی ہے)۔ تَنْقِمُوْنَ: (نَقَمَ يَنْقِمُ نِقْمَةً) تم ناراض ہوتے ہو، تم برائی دیکھتے ہو، ناپسند کرتے ہو۔ نیز حرف گیری کرنا اور عیب پانا۔ مَثُوْبَةً: ثواب۔ جزاء۔ بدلہ۔ الْقِرَدَةَ: (واحد قِرْد) بندر۔ الْخَنَازِيْرَ: (واحد خِنْزِيْر) سور۔ عَبَدَ: پرستش کی، پوجا کی۔ الطَّاغُوْتَ: شیطان، کاہن بچھڑا۔ سَوَآءِ: سیدھا۔ جَآءُوْكُمْ مراد ہے آپ کے پاس یہودی منافق آتے ہیں۔ دَخَلُوْا بِالْكُفْرِ: آپ کے پاس کفر سے آلودہ آئے تھے۔ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ: اور کفر سے آلودہ ہی آپ کے ہاں سے لوٹے۔ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ: بہت سے یہودی۔ السُّحْتَ: حرام۔ لَبِئْسَ لَ برائے تاکید + بِئْسَ بمعنی برا ہے۔ لَوْلَا: بمعنی کیوں نہیں۔

مفہوم مطلب گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنا اسلامی مفاد کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے دوست مسلمان ہیں لہٰذا مسلمانو

Marfat.com

کے خیر خواہ اللہ اور رسول ہیں۔ ایمان والوں کو اللہ اور رسول کا دم بھرنا چاہیے۔ اس کے بعد ان آیات میں فرمایا بعض یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لیے اذان سے تمسخر کرتے اور نماز کو کھیل تماشا ٹھیراتے ہیں۔ یہ لوگ بھی دین کے بدترین دشمن ہیں۔ بنابریں ان کی دوستی بھی حرام ہے اللہ تعالٰے نے مؤمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ایمان والو! یہ یہودی تمہارے دین سے استہزاء اور مسخری کرتے ہیں۔ جب تم اذان کے ذریعے نماز کے لیے بلاتے ہو۔ تو اذان کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو اور رکوع و سجود میں بارگاہِ الٰہی میں عجز و نیاز اور خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہو تو یہ یہودی نماز کو کھیل تماشا ٹھہراتے ہیں یہی وطیرہ دوسرے کافروں کا بھی ہے۔ ان یہودیوں اور کافروں سے قطع تعلقات کر لو۔ ان کی دوستی تمہارے دینی وقار کے منافی ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دو اور ان دشمنانِ دین سے تمام تعلقات منقطع کر لو۔ چونکہ یہ لوگ دین کے اسرار و رموز سے بے بہرہ ہیں، اس لیے انہیں اذان اور نماز ایسی چیزیں بھی باعث تعجب نظر آتی ہیں۔ دینی عبادات پر استہزاء کرنا عقلمند لوگوں کا شیوہ نہیں ہے۔

Marfat.com

آیات نمبر ۵۷ و ۵۸ کے ضمن میں امام شوکانی نے تفسیر فتح القدیر میں بحوالہ امام بیہقی رقم کیا ہے کہ جب مؤذن مدینہ منورہ میں اذان کہتا تو مسلمان نماز کے لیے مسجد کو چل دیتے۔ یہودی باتیں بناتے اور ہنسی مذاق کرتے تھے۔ نیز مدینہ شریف میں ایک یہودی تاجر تھا اسے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کے الفاظ سے چڑ تھی۔ جب وہ اذان سنتا تو کہتا کہ اللہ جھوٹے مؤذن کو آگ میں جلائے۔ ایک دن اتفاق یوں ہوا کہ وہ خود آگ میں جل گیا۔

مسائلِ اذان آیت نمبر ۵۸ سے کئی مسائل کا استنباط ہوتا ہے:

۱۔ نماز کے لیے اذان ضروری ہے۔ ہجرت سے پہلے اذان کی موجودہ صورت نہ تھی۔ صرف اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ پکارا جاتا تھا ہجرت مدینہ کے بعد جب کعبہ کو قبلہ مقرر کیا گیا تو اذان کا حکم ہوا۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کا حکم مل چکا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عبداللہ بن زید رض اور حضرت عمر فاروق رض نے خواب میں اذان کا راز پایا۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض کو حکم دیا کہ وہ اذان کہیں۔

۲۔ صبح کی نماز میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ حضرت

Marfat.com

بلال نے اضافہ کیا اور بارگاہ نبوی سے اس کی اجازت فرمائی گئی۔

۳۔ نماز کے وقت مسجد میں اذان کہنا ضروری ہے۔

۴۔ اذان اس بات کی بہت بڑی نشانی ہے کہ یہ بستی مسلمانوں کی ہے۔

۵۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان سفر کریں تو اذان اور اقامت کہہ کر بڑا امام بن کر نماز پڑھائے۔

۶۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اذان میں کلمات دو دو بار اور اقامت میں ایک ایک بار کہے جائیں۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ مؤذن پہلے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ دو مرتبہ اور اشھد ان محمداً رسول اللہ دو مرتبہ کہہ کر پھر ذرا اور بلند آواز سے انہی کلمات کو دہرائے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ثوریؒ کے نزدیک اذان اور اقامت کے شروع میں اللہ اکبر چار مرتبہ ہے۔ اور ان کے ہاں اذان میں شہادت کے کلمات دہرائے نہیں جاتے۔

۷۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، داؤد بن علی اور محمد بن جریر طبری کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اور صحابہؓ سے سب کا ثبوت ملتا ہے اس لیے اذان کے شروع میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ کہنا بھی درست ہے۔ اور دو مرتبہ بھی۔ کلماتِ شہادت کو ایک دفعہ دو دو مرتبہ کہنے کے بعد پھر دوبارہ کہنا (ترجیع) بھی جائز ہے۔ اسی طرح اِقامت اکہری یا دوہری دونوں طرح درست ہے۔ البتہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ ہی کہا جائے گا۔

۸۔ صبح کی نماز میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم دو مرتبہ کہا جاتا ہے

۹۔ صبح کی اذان کا وقت طلوع فجر ہے۔ اگر صبح کی اذان طلوع فجر سے پہلے کہہ دی جائے۔ تو بعض اہل حدیث علماء کے نزدیک طلوع فجر کے بعد پھر اذان کہی جائے۔

۱۰۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مؤذن کے علاوہ کوئی اور آدمی اِقامت کہہ دے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن امام شافعیؒ، امام ثوری اور امام لیث کے نزدیک مؤذن ہی اقامت کہے امام قرطبی کے نزدیک اگر مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی اقامت کہہ دے تو نماز تو ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جب مؤذن مقرر ہو تو وہی اقامت کہے۔

۱۱۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے ہوئے مؤذن دائیں بائیں علی الترتیب منہ پھیرے۔

Marfat.com

۱۲- بہتر یہ ہے کہ مؤذن اذان کی اجرت نہ لے۔ لیکن بحالت مجبوری علماء نے جائز ٹھہرایا ہے۔

۱۳- صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص مؤذن کے ساتھ اذان کے کلمات کہتا جاتا ہے اور حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کی جگہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور پھر خلوص دل سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۱۴- ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اذان کے الفاظ سن کر یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

۱۵- ایک اور صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ جو شخص اذان سن کر یہ کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا۔ تو اس

Marfat.com

کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے۔ تو دُم دبا کر بھاگتا ہے۔

۱۷۔ حدیث میں ہے کہ اذان ایمان کی علامت ہے۔

۱۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مؤذن کی گردن سب لوگوں سے لمبی ہو گی یعنی قیامت کے روز وہ سب سے ممتاز ہو گا اور قیامت کے خوف اور وحشت سے محفوظ رہے گا۔

۱۹۔ جو کوئی بھی مؤذن کی آواز سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس کی اذان کا گواہ ہو گا۔

۲۰۔ جو مؤذن سات سال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لیے اذان کہے، اسے آگ سے چھٹکارا حاصل ہو گیا (سنن ابن ماجہ) دوسری حدیث میں ہے کہ بارہ سال تک اذان کہنے والے مؤذن کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے

آیت نمبر ۵۹ کا شان نزول یہ بتایا جاتا ہے کہ کچھ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کس چیز ایمان رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ پر اور اس پر جو اس نے ہماری طرف نازل کیا ہے ایمان رکھتا ہوں۔ نیز اللہ تعالےٰ نے جو کچھ حضرت ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ اور ان کی اولاد پر، اور حضرت

Marfat.com

موسیٰؑ پر اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل کیا ہے سب پر میرا ایمان ہے
چونکہ یہود کو حضرت عیسیٰؑ سے عداوت اور کد تھی اس لیے
وہ حضرت عیسیٰؑ کا نام سنتے ہی منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ
دین تو بہت برا ہے۔ ہم تو عیسیٰ کو نہیں مانتے اور جو عیسیٰؑ کو
مانے وہ بھی ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس
موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فرمایا کہ ہمارے نبی! ان یہود و نصاریٰ سے پوچھو کہ تم
ہمیں اس لیے برا جانتے ہو کہ ہمارے تمہارے عقیدے میں
اختلاف ہے ہم میں بس یہی عیب ہے کہ ہم اللہ پر اور اس
کی نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا تم اس لیے ہم
سے خفا ہو کہ خود تمہارا اپنا دل دولت ایمان سے خالی ہے۔
بات یہ ہے کہ تعصب اور حزبیت نے تمہیں اندھا کر دیا ہے
تم صداقت کو پہچاننے سے قاصر ہو۔ تمہارا عقیدہ اور تمہاری
ذہنیت قابل ملامت ہے عیب تو خود تم میں ہے۔ ہمارا مسلک
اور عقیدہ قابل ستائش ہے۔ ایمان کے فقدان نے تم سے روشن ضمیری
اور بصیرت قلبی چھین لی ہے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر
اپنے عیب دیکھنے کی بجائے تم ہمارے محاسن کو عیب تصور
کر رہے ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

Marfat.com

ان لوگوں سے کہدو کہ جو چیز تمہیں ہمارے ہاں بُری لگتی ہے اس سے بُری چیز تمہارے ہاں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا' اس کا غیظ و غضب تم پر نازل ہوا۔ تمہارے اسلاف کی بد اعمالیوں سے اللہ ناراض ہوا تو کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے انہیں بندر اور سور بنا دیا کچھ عقل و خرد سے محروم کر دیے گئے اور وہ بچھڑے کو پوجنے لگے۔ شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو کر خدا کی عبادت کو بھول گئے تھے۔ شیطان نے انہیں ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے۔ اب ان کے لیے آخرت میں دوزخ کا ٹھکانا ہے۔ دوزخ سے بُرا ٹھکانا کس کا ہوگا اور ایسے لوگوں سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے؟

پھر فرمایا کہ جب یہودی منافق آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں کفر جاگزیں ہوتا ہے۔ وہ آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے نہیں آتے اور نہ آپ کی باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح تہی دامن آئے تھے اس طرح تہی دامن واپس چلے گئے۔ ایمان کی دولت سے محروم آئے تھے اور محروم ہی نکلے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بُرے ارادوں سے خوف واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے حالات معلوم کرنیکی غرض

Marfat.com

سے آئے تھے تاکہ دشمنوں کو اطلاع دے سکیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے چھپانے سے ان کے ارادے معلوم نہیں ہوسکیں گے حالانکہ اللہ ان کے ارادوں تک سے آگاہ ہے۔ یہ منافق ایمان کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔ گناہوں سے نہیں بچتے بلکہ گناہوں کے ارتکاب میں جلدی کرتے ہیں۔ اللہ کی حدود کو توڑتے ہیں ظلم و عدوان کے علاوہ حرام کھاتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بُرے اعمال سے دنیا بھی خراب کرلی اور آخرت بھی۔

پھر فرمایا کہ یہودیوں کے علماءٗ فقہاء اور سرداروں نے انہیں گناہ کے کاموں اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکا۔ علماء اور رؤساء نے اپنا فرض ترک کرکے ان کے گناہوں میں ایک طرح کی شرکت کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے گناہوں سے بیزار نہیں تھے۔ ان کا یہ وطیرۂ خاموشی بہت برا شیوہ ہے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ علماء کا فرض ہے کہ عوام کو بُرے کاموں سے روکیں ورنہ وہ بھی عوام کے گناہوں میں شریک متصور ہوں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بُرائی دیکھے' وہ اسے روک دے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں تو زبان سے روکے' اگر زبان سے نہ روک سکے تو پھر دل میں اس کو بُرا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

Marfat.com

آیت نمبر ۶۴-۶۶ : وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ

اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ

مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا

(گردن سے) بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں

قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ

اور ایسا کہنے سے ان پر لعنت ہو۔ بلکہ اس کے ہاتھ کھلے ہیں وہ

كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے (اور (اے محمد) یہ کتاب جو تمہارے

مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ

پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی اس سے ان میں سے اکثر کی شرارت

كُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

اور انکار اور بڑھے گا۔ اور ہم نے ان کے باہم عداوت اور بغض قیامت

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا

تک کے لیے ڈال دیا ہے یہ جب لڑائی کے لئے آگ جلاتے

Marfat.com

لِلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي

ہیں خدا اس کو بجھا دیتا ہے اور یہ ملک میں فساد

الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

رکھتا اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور پرہیزگاری کرتے

لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ

تو ہم ان سے ان کے گناہ محو کر دیتے اور ان کو نعمت کے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ

باغوں میں داخل کرتے اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ

ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوا اسے قائم رکھتے تو

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ

اوپر سے اور پاؤں کے

Marfat.com

تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ

نیچے سے (رزق) کھاتے رہتے ان میں بعض لوگ میانہ رو بھی ہیں اور

وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ۠

بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال برے ہیں

تشریح الفاظ

يَدٌ : ہاتھ۔ مجازی طور پر لفظ ید کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے : (۱) نعمت و احسان۔ (۲) قوت و طاقت (۳) ملکیت و قبضہ۔ (۴) تائید و نصرت۔ مَغۡلُوۡلَةٌ لفظی معنے گردن سے بندھا ہوا۔ مفہوم یہ ہے کہ روزی عطا کرنے سے روک لیا ہے۔ اللہ مال و دولت دینے میں بخل کرنے لگا ہے۔ غُلَّتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ : انہیں کے ہاتھ نیکی کے کاموں سے روکے جائیں انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں۔ یہ کلمہ بطور بد دعا کے استعمال ہوا ہے یعنی یہی لوگ سب سے زیادہ بخیل اور کمینے ہیں جو بالکل خرچ کرنا نہیں جانتے۔ مَبۡسُوۡطَتٰنِ : لفظی معنی کھلے یعنی اللہ کشادہ دست ہے۔ اللہ بڑا سخی ہے دل کھول کر دینے والا ہے۔ بے حساب دیتا ہے، جس طرح کہ کوئی شخص دونوں ہاتھوں سے دے اور ہاتھ کھلے کہہ کر بتایا یہ ہے کہ نہایت سخی ہے۔ يُنۡفِقُ : لفظی معنی وہ خرچ کرتا ہے۔ كَيۡفَ يَشَآءُ : جیسے چاہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جسے موزوں خیال کرتا ہے اسے بے حساب

Marfat.com

دیتا ہے اور جسے موزوں نہیں سمجھتا اس کا رزق تنگ کر دیتا
ہے۔ لَیَزِیْدَنَّ: لَ برائے قسم + یَزِیْدَ۔ زیادہ کریگا
نَّ ثقیلہ برائے تاکید یعنی ضرور ضرور زیادہ کریگا۔ طُغْیَانًا
حد سے تجاوز کرنا۔ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ: قرآن مجید ہیں
حالات یہود و نصاریٰ اَلْقَیْنَا: ہم نے ڈال دی۔ بَیْنَھُمْ
یہود و نصاریٰ کے درمیان، یا یہود کے مختلف فرقوں کے
درمیان اَوْقَدُوْا: انہوں نے روشن کی لِلْحَرْبِ:
(ل + الحَرْبِ) جنگ سے مراد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقابلے پر لڑائی۔ نَارًا: آگ۔ بطور استعارہ
نار کہا ہے، مراد ہے شر اور فساد، کیونکہ شر اور فساد
بھی امن عامہ کو آگ کی طرح جلا دیتا ہے۔ اَطْفَاَھَا: بجھا
دیا اس آگ کو لَکَفَّرْنَا: (لَ + کَفَّرْنَا)، لَ جواب
شرط ہے۔ کَفَّرْنَا لفظی معنی چھپا دیتے ہیں یعنی معاف کر
دیتے۔ اَقَامُوْا: تورات و انجیل پر پوری طرح عمل پیرا
ہوتے، اس میں تبدیلی قطعًا نہ کرتے، لَاَکَلُوْا: تو وہ کھاتے
مِنْ فَوْقِھِمْ اپنے اوپر یعنی آسمان سے۔ وَمِنْ تَحْتِ
اَرْجُلِھِمْ: اپنے پاؤں کے نیچے یعنی زمین سے مراد ہے
کہ اللہ تعالےٰ ان کو آسمان زمین سے روزی دیتا
ان کی روزی بڑی فراخ کر دیتا۔ ان کے لیئے

Marfat.com

لیے ہر طرف سے رزق کے دروازے کھول دیتا۔ مُقْتَصِدَةٌ قَصَدَ سے باب افتعال ہے میانہ رو، اعتدال اور عدل و انصاف پر قائم رہنے والی۔ افراط و تفریط سے بچنے والی۔ سَآءَ: بُرا ہے۔ یَعْمَلُوْنَ میں پیغمبرؑ کی تکذیب، تحریف کتاب مقدس اور حرام خوری سب شامل ہیں۔

مفہوم و مطلب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے کفرانِ نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب ان یہودیوں کی بد اعمالیوں کے باعث ان کا رزق تنگ کر دیا گیا تو یہود کو احساس ہوا کہ اللہ میاں ناراض ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اللہ تو بخیل ہو گیا ہے، اب اس نے اپنا ہاتھ روک لیا ہے، نعمتوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ ہم خیر و برکت اور فضل و کرم سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس الزام کا جواب دیتے فرمایا کہ ان کے اپنے ہاتھ شل ہو گئے ہیں۔ ان یہودیوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اللہ بخیل نہیں۔ خود یہودی بخیل ہیں۔ نیکی کے کاموں میں روپیہ صرف کرنا جانتے ہی نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی بد اعمالیوں کے باعث اللہ کی رحمت سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تو بڑا سخی ہے۔ وہ اپنی رحمتیں اور نعمتیں کھلے ہاتھوں سے دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔

Marfat.com

بے حساب رزق دیتا ہے۔
پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن مجید نازل کیا ہے اور اس میں یہود کے حالات بتائے ہیں، جن امور کو یہودی چھپاتے تھے۔ ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان کی کتابوں کے مندرجات، ان کے اسلاف کے حالات اور تاریخی حقائق سے آپ کو بذریعہ وحی آگاہ کیا ہے۔ آپ کی یہ آگاہی اور معلومات اس بات کی شہادت ہیں کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ کیونکہ آپ تو اس زمانے میں موجود نہ تھے جب یہ واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے ماضی کے حالات سے آپ کو خبردار کر کے یہود کے لیے اتمام حجت کر دیا۔ اگر وہ اب بھی ایمان نہ لائیں تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ لیکن انسانی نفسیات ہی کچھ اس طرح کی ہیں کہ ضد اور چڑ سے نفرت اور بغض و حسد اور بڑھ جاتا ہے۔ یہودیوں کا بھی یہی حال ہے آپ نے ماضی کے حالات اور ان کی کتابوں کی تحریف کے بارے میں بتایا تو اب یقیناً یقیناً اکثر یہودی کفر و انکار بغض و عداوت اور سرکشی و بغاوت میں اور بڑھ جائیں گے اسلام سے قریب ہونے کی بجائے اور دور ہوں گے۔ آپ پر ایمان لانے کی بجائے اور نفرت و عداوت سے کام لیں گے۔

Marfat.com

پھر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو یہ سزا دی کہ یہود و نصاریٰ کے درمیان بغض و عداوت پیدا کر دی۔ ان کی باہمی دشمنی قیامت تک قائم رہے گی۔ دنیا نے دیکھا ہے کہ چند برس پہلے جرمنی میں یہودیوں کو کس طرح قتل اور ملک بدر کیا گیا اب مسلمانوں بالخصوص عربوں کو ستانے کے لیے نصاریٰ ان بدبخت یہودیوں کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں ورنہ آپس میں بین الاقوامی اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کو کھا جانے سے بھی دریغ نہ کریں۔ پھر یہ باہمی عداوت یہود کے مختلف فرقوں میں بھی موجود ہے۔

پھر فرمایا کہ جب بھی یہودیوں نے فتنہ و فساد کی آگ کو ہوا دی۔ اللہ، رسول اور مومنوں کے خلاف مکاری اور چال بازی کی کوشش کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ ان کے ارادے خاک میں ملا دیے ان کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ یہودی جہاں کہیں جاتے ہیں شرارت اور فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں۔ لیکن منہ کی کھاتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالےٰ فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتے۔ یہود کی یہ کوشش تھی کہ عرب جاہل ہی رہیں اور ایمان و اسلام کی دولت سے بہرہ مند نہ ہونے پائیں۔ اللہ یہ چاہتا تھا۔ کہ ایمان لا کر علم و عرفان کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ عرب توحید کے علم بردار بن گئے اور

Marfat.com

انہوں نے دنیا میں اسلامی علوم و معارف کو عام کر دیا۔ یہودیوں کی شرارت کو اللہ تعالیٰ نے دبا دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور گناہوں کو ترک کر دیں، اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز نہ کریں، تو اللہ ان کے گناہ معاف فرما دے گا۔ ان کی خطاؤں سے درگزر کرے گا۔ اسلام قبول کر لینے سے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ آخرت میں اللہ ایسے باغات میں گھر بنا دے گا جہاں بے شمار نعمتیں میسر ہوں گی۔

اگر یہودی اور عیسائی اپنی کتابوں یعنی تورات اور انجیل پر عمل کرتے۔ ان میں تحریف و تبدیلی نہ کرتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شہادتوں اور پیشگوئیوں کو نہ چھپاتے اور قرآن پر بھی عمل پیرا ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی روزی میں برکت ڈال دیتا، زمین و آسمان کی نعمتوں سے ان کو مالا مال کر دیتا بروقت بارش ہوتی۔ ہر قسم کا پھل، سبزی اور غلہ بکثرت پیدا ہوتا۔ انہیں کسی چیز کی احتیاج نہ رہتی۔ مگر یہود نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ تورات کے احکام کو چھپایا۔ حرام کھانے لگے۔ بشارت محمدی کو ظاہر نہ کیا۔ قرآن مجید پر ایمان نہ لائے۔ نبوت محمدی کا اقرار نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے

Marfat.com

ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کی روزی تنگ کردی۔ وقت پر بارش نہ ہوئی۔ غلہ اور پھلوں کی پیداوار کم ہوگئی۔ پھر فرمایا ان کے علاوہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اعتدال و انصاف کا دامن نہیں چھوڑتے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی چھوٹا سا گروہ ایمان لے آیا۔ لیکن یہود و نصاریٰ کی اکثریت بداعمالیوں میں گرفتار رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ کی تکذیب کرتے ہیں۔ تورات اور انجیل میں تحریف کرتے ہیں۔ احکام الہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ حرام کھاتے ہیں۔

ان آیات کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ دین اور کتاب کے احکام پر عمل کرنا شریعت کا مقصد ہے اور اسی میں ہدایت ہے۔ احکام الہی سے روگردانی ہدایت اور سیدھی راہ سے دور لے جاتی ہے۔

آیت نمبر ۶۷-۶۹: يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ

اے پیغمبر! جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ وَإِنْ لَّمْ

نازل ہوئے ہیں سب لوگوں پہنچا دو اور اگر تم نے

Marfat.com

تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

ایسا نہ کیا تو (گویا) تم نے تبلیغ رسالت نہ کی (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا)

يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

اور خدا تم کو لوگوں (یعنی دشمنوں کی شرارت) سے محفوظ رکھے گا اور خدا

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

منکر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (اے پیغمبر) کہو کہ اے اہل کتاب!

لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ

تم راہ راست پر قطعاً نہیں آسکتے یہاں تک تم تورات اور انجیل کو اور

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ

جو اور کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوا اس کو

رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ

قائم رکھو اور (یہ قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ

سے تم پر نازل ہوا ہے اس سے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر

Marfat.com

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸ اِنَّ

اور بڑھے گا تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو ۔ جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ

مسلمان ہیں یا یہودی یا صابی،

وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

یا عیسائی جو کوئی خدا پر اور روز آخرت پر ایمان

الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

لایا اور نیک عمل کئے تو (قیامت کے دن) ایسوں کو نہ کچھ خوف

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۹

ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

تشریح الفاظ

بَلِّغْ : (بَلَّغَ يُبَلِّغُ تَبْلِيْغًا سے فعل امر) پہنچا دے۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ : لفظی معنے ہیں اگر تو نہ کرے۔ تو نہ پہنچائے مراد ہے اگر تو وحی الٰہی میں سے کچھ چھپالے۔ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ : تو تم نے حق رسالت ادا نہ کیا۔ يَعْصِمُكَ : بچائے گا تمہیں۔ لَسْتُمْ

Marfat.com

عَلٰى شَىْءٍ ! تم قطعاً دین حق پر نہیں ہو سکتے۔ تم بالکل راہ راست پر آسکتے تُقِيْمُوْا: (اَقَامَ يُقِيْمُ سے)، لفظی معنے تم قائم رکھو۔ مراد ہے تم تورات اور انجیل کے احکام پر عمل کرو۔ ان کتابوں کو تحریف اور تبدیلی سے بچاؤ۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ: لفظی معنی اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل کیا گیا۔ اس سے مراد قرآن مجید ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہود و نصاریٰ اور دوسرے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا تھا۔ یہ اس لیے کہ قرآن کے بغیر تورات و انجیل پر عمل ممکن نہیں۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد غیر کتابی انبیاء بنی اسرائیل کی تعلیم اور وحی ہے۔ فَلَا تَاْسَ: پس تو غم نہ کھا (اَسِىَ يَاْسىٰ اَسًى)۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: مؤمن مسلمان جو اللہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔ هَادُوْا: یہودی ہوئے۔ الصَّابِئُوْنَ: صابی یعنی وہ لوگ جو ستاروں اور فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ يَحْزَنُوْنَ: غم کھائیں گے غمگین ہوں گے۔

مفہوم و مطلب اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ کے

Marfat.com

پاس بذریعہ وحی بھیجا جاتا ہے، آپ اسے بلاکم و کاست لوگوں تک پہنچا دیں۔ تبلیغ و اشاعت کی راہ میں کسی قسم کی مشکلات سے نہ گھبرائیں۔ کسی شخص کا خوف نہ کھائیں۔ کسی سے نہ ڈریں بالکل نڈر ہو کر احکام الہی کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اگر آپ نے کسی وحی کو چھپا رکھا اور عوام تک نہ پہنچایا تو پھر یاد رکھیے کہ آپ اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برا نہیں ہوئے تبلیغ رسالت کے سلسلے میں اللہ تعالےٰ نے آپ کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے وہ آپ کو لوگوں سے بچائیگا۔ کوئی شخص آپکو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ آپ کا رکھوالا اور حامی و ناصر ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ کافر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ آپ اس بارے میں فکرمند نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی بداعمالیوں کے باعث ان سے توفیق ہدایت چھین لی ہے۔ اس لیے یہ کافر لوگ ہدایت نہیں پا سکتے

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام رسالت، وحی الہی اور احکام شریعت پوری طرح بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیے تھے۔ البتہ آپ کے ذریعہ علمائے امت کو سکھایا گیا کہ وہ تبلیغ دین میں کسی بات کو نہ چھپائیں۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کو لوگوں تک پورا پورا پہنچا دیا

Marfat.com

اگر کوئی یہ کہے کہ آپؐ نے کچھ چھپایا ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے نبی! ان اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کہدیں کہ اگر وہ صحیح دین پر رہنا چاہتے ہیں تو توراتؔ انجیل اور قرآن کے پیش کردہ عقائد کو تسلیم کریں۔ ان کتابوں کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ یہ یہود و نصاریٰ قطعاً راہ راست پر نہیں آسکتے۔ ہم نے آپ کو قرآن مجید کے ذریعہ یہودیوں کی کرتوتوں سے آگاہ تو کر دیا ہے لیکن یہ بات یہود کو بڑی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ وہ اور چڑ گئے ہیں۔ ان کا جذبۂ کفر اور تیز ہوگیا ہے۔ نافرمانی اور سرکشی میں وہ اور بڑھ گئے ہیں ان کا رویہ واقعی قابل افسوس ہے لیکن کیا کیا جائے کہ ان کے دلوں میں ہدایت کے لیے کوئی تڑپ ہی موجود نہیں ہے۔ وہ خود گمراہی کو پسند کرتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں پر آپ نہ افسوس کریں اور نہ غمگین ہوں۔ کیونکہ آپ کا فرض پہنچا دینا تھا سو آپ نے پیغام حق ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگی کہ کیا آپؐ تورات کو برحق تسلیم نہیں کرتے؟ جب آپؐ نے فرمایا کہ میں برحق مانتا ہوں۔ تو یہودی بولے کہ ہم صرف تورات کو مانتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی چیز

Marfat.com

پر ایمان نہیں رکھتے چنانچہ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ صحیح دین یہی ہے کہ تورات و انجیل کے احکام کو بلا کم و کاست تسلیم کیا جائے اور قرآن پر بھی ایمان لایا جائے۔ اگر یہ یہودی قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں گے تو حق و صداقت سے قطعاً محروم رہ جائیں گے۔

پھر آیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ اور کواکب پرست صابئوں کو دعوت دی کہ وہ نجات کے لیے تجدید ایمان کریں۔ کیونکہ اُخروی نجات کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ (۱) اللہ (۲) اس کے فرشتوں (۳) اس کی نازل کی ہوئی کتابوں مثلاً تورات، انجیل اور قرآن (۴) اس کے پیغمبروں (حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک) اور (۵) یوم آخرت پر ایمان لایا جائے ایمان کے بغیر عمل صالح کا تصور اور قبولیت مشکوک ہے جب تک، اللہ کی توحید کا اقرار نہ کیا جائے، فرشتوں کا وجود تسلیم نہ کیا جائے، سب الہامی کتابوں کی تصدیق نہ کی جائے، تمام پیغمبروں کو برحق نہ مانا جائے اور یوم آخرت پر ایمان نہ رکھا جائے کوئی کام بھی عمل صالح میں شمار نہیں ہوسکتا۔ ایمان کے بغیر اعمال کا ثواب حاصل ہونا ممکن نہیں ہے ان شرائط کی رُو سے تکمیل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کو اسی طرح برحق نبی تسلیم کیا جائے جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ خدا کے پیغمبر اور بندے تھے۔ تکمیلِ ایمان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید کو اسی طرح کتاب اللہ تسلیم کیا جائے جس طرح یہودی تورات کو اور عیسائی انجیل کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ ہر پیغمبر کے ماننے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پورے سلسلے پر ایمان لا کر عمل صالح کی اقدار سیکھے اور آخرت میں غم اور خوف سے محفوظ ہو جائے۔

اس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ مسلمان جو ایمان کے جملہ عناصر ترکیبی پر یقین رکھتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کو نجات اخروی کا مستحق ٹھہرایا جائے گا۔ اسی طرح جو یہودی حضرت موسیٰؑ کے عہد شریعت میں ایمان کے کل اجزاء پر ایمان رکھتے تھے اور نیک اعمال کرتے تھے وہ بھی نجات حاصل کریں گے یہی حال نصاریٰ کا ہے کہ جن عیسائیوں نے نبوت محمدی سے پہلے شریعت عیسوی پر ایمان لا کر تمام شرائط ایمان کو مان لیا تھا اور عمل صالح کرتے رہے تھے وہ بھی نجات پائیں گے۔ اسی طرح صابئوں (یا کواکب پرست لوگ) اب سچے دل سے توبہ کر کے ایماندار بن جائیں اور ایمانیات کے پورے سلسلے کو تسلیم کر لیں۔ یعنی دوسرے پیغمبروں کے ساتھ نبوت محمدیؐ کا اقرار و تصدیق بھی کریں اور تورات و انجیل کے ساتھ

Marfat.com

قرآن مجید کو بھی برحق تسلیم کر لیں پھر عمل نیک ہوں۔ تو نجات کی امید ہوسکتی ہے۔

آیت نمبر ۷۰-۷۱: لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ

ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا

اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ رُسُلًاؕ كُلَّمَا

اور ان کی طرف پیغمبر بھی بھیجے (لیکن) جب

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْۙ

کوئی پیغمبر ان کے پاس ایسی باتیں لے کر آیا جن کو ان کے دل

فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَۗ ﴿۷۰﴾ وَ

نہیں چاہتے تھے تو وہ ایک جماعت (انبیاء) کو جھٹلاتے رہے اور ایک جماعت

حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا

کو قتل کرتے رہے اور خیال کرتے رہے کہ کوئی آفت نہیں آنے کی تو وہ اندھے اور بہرے

Marfat.com

كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۷۱﴾

ہوگئے۔ اور خدا ان کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ

وہ لوگ بے شک کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ

(عیسیٰ) مسیح ہی خدا ہیں حالانکہ مسیح

يٰبَنِي إِسْرَاءِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَ

یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت

رَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

کیا کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی پروردگار ہے یہ یقینی بات ہے

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰىهُ

کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دیگا

النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾

اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

Marfat.com

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ

وہ لوگ بھی بلاشبہ کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ

ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

خدا تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ

کے لائق نہیں اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ۷۳

تو ان میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ

تو یہ کیوں خدا کے آگے توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی نہیں

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۷۴ مَا الْمَسِيْحُ

مانگتے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے مسیح ابن مریم تو صرف

ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ

(خدا کے) پیغمبر تھے۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول

Marfat.com

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط

گزر چکے تھے۔ اور ان کی والدہ (مریم خدا کی) ولی (اور سچی فرماں بردار) تھیں

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ كَيْفَ

دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے اپنی

نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ

آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر یہ دیکھو

اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

کہ یہ کیونکر الٹے جا رہے ہیں

تشریح الفاظ | لَا تَهْوٰى: نہیں چاہتے تھے۔ اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ: عذاب اور بلا نازل نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا کے دوست اور بیٹے کہتے تھے عَمُوْا: وہ اندھے ہو گئے (عَمِيَ يَعْمٰى سے) یعنی ہدایت سے آنکھیں بند کر لیں۔ صَمُّوْا: بہرے ہو گئے۔ یعنی کان بند کر لیے کہ حق نہ سن سکیں۔ بَصِيْرٌ: دیکھنے والا، جاننے والا، اور اطلاع رکھنے والا۔ يَعْمَلُوْنَ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا جو رویہ ہے خدا اس سے

Marfat.com

آگاہ ہے مَاْوٰی: ٹھکانا، جائے پناہ (اَوٰی یَاْوِی سے اسم مکان)۔ اَنْصَارٍ: واحد نَاصِر اسم فاعل نَصَرَ یَنْصُرُ مددگار، اعوان۔ ثَالِثُ: تیسرا، ثَلٰثَةٍ: تین یعنی تین خداؤں میں سے ایک اللہ ہے، ان کے نزدیک باقی دو حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ ماجدہ، یا بقول بعض تین یہ ہیں باپ، بیٹا اور روح القدس (عقیدہ تثلیث کی طرف اشارہ ہے) لَمْ یَنْتَهُوْا: باز نہ آئے نَهٰی یَنْهٰی سے اِنْتَهٰی یَنْتَهِیْ اِنْتِهَاءً باب اِفتعال ہے بمعنی رکنا، باز رہنا۔ لَيَمَسَّنَّ: (لَ + یَمَسُّ + نَّ) لَ جواب شرط مَسَّ یَمَسُّ بمعنی چھونا، مس کرنا، پہنچنا اَفَلَا: کیا نہیں (زجر و توبیخ کے لیے آیا ہے) یَتُوْبُوْنَ: تَابَ یَتُوْبُ اِلٰی بمعنی توبہ کرنا۔ خَلَتْ: گزر گئے فعل ماضی واحد مؤنث خَلَا یَخْلُوْ سے صِدِّیْقَةٌ: سچی، سچ بولنے والی۔ اَنّٰی کیسے، کس طرح۔ یُؤْفَكُوْنَ حق و صداقت سے پھیرے جاتے ہیں، بہکائے جاتے ہیں۔ اَفَكَ یَاْفِكُ پھیرنا، ہٹا دینا، بہکانا سے مجہول

مفہوم و مطلب پہلے بھی ذکر کیا گیا کہ بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا اور ان میں نقیب و سردار مقرر کیے گئے تھے۔ اب یہاں پھر ان کے میثاق اور

Marfat.com

عہد و پیمان کا ذکر فرما کر ان کی سرکشی اور غلو کی نشاندہی کی ہے کہ کس طرح توحید کو نظر انداز کر کے راہ حق سے بھٹک گئے اور تثلیث کے گمراہ کن عقیدہ میں جا پھنسے۔

اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ ہم نے تورات میں بنی اسرائیل سے پکا وعدہ لیا تھا کہ وہ خدا کی توحید پر قائم رہیں گے اس کے احکام پر عمل کریں گے اچھے اخلاق اور بلند کردار کو ہمیشہ اپنائیں گے اور جب ان کے پاس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پہنچے گی تو وہ آپ کی تصدیق کر کے ایمان لائیں گے۔ پھر ہم نے اس عہد و پیمان کی یاد دہانی اور استحکام کے لیے ان کے پاس پیغمبر بھیجے۔ تو انہوں نے عہد شکنی کی۔ خدا کے پیغمبروں نے انہیں حق کی طرف بلایا۔ بُرائیوں سے روکا لیکن یہ بات ان کے مزاج کے خلاف تھی۔ ان کے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ وہ آمادۂ فساد تھے۔ وہ رسولوں کی مخالفت پر تل گئے۔ کیونکہ رسولوں کی تبلیغ ان یہودیوں کے دل کی آواز کے مطابق نہ تھی۔ ان کے دل گمراہی کی طرف مائل تھے۔ اس لیے اعراض و عصیاں کی وجہ سے کچھ پیغمبروں کی تکذیب کی اور کہہ دیا۔ کہ یہ جھوٹے ہیں جیسے حضرت عیسٰیؑ اور کچھ پیغمبروں کو قتل کر دیا جیسے حضرت یحیٰیؑ اور زکریاؑ کو۔ ان سب بداعمالیوں

Marfat.com

کے باوجود ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو چکا تھا کہ وہ اللہ کے پیارے اور بیٹے ہیں، لہذا رسولوں کی تکذیب اور قتل کے جرم میں اللہ ان سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ اس زعم باطل نے انہیں اور گمراہ کر دیا۔ اب انہوں نے رشد و ہدایت اور حق و صداقت سے آنکھیں بالکل بند کر لیں گویا کہ وہ اندھے ہیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح انہوں نے دلائل نبوت، احکام الہیٰ آواز حق سننے سے بالکل انکار کر دیا گویا کہ ان کے کان بالکل بند ہو چکے ہیں۔ اور نیکی اور سچائی کی کوئی آواز ان کے کانوں میں راہ نہیں پا سکتی۔ خدا کے خلاف سرکشی اور بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے بُخت نصّر کو ان پر مسلط کر دیا۔ اہل بابل نے ان کے شہروں اور گھروں میں گھُس کر انہیں لوٹا، قتل و غارتگری کی، ان کے بال بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ حملہ آوروں نے مسجد اقصیٰ کو جلا دیا اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اس حادثۂ عظیمہ کے بعد بنی اسرائیل کے ہوش و حواس ٹھکانے آئے۔ انہوں نے خدا کے حضور میں توبہ کی۔ گناہوں کی معافی مانگی اللہ تعالےٰ انہیں معاف فرما دیا۔ لیکن یہ بدکردار لوگ پھر حق و صداقت سے اندھے اور بہرے ہو گئے۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر اہل فارس اور رومیوں کو مسلّط کر دیا۔ اب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خلیل اللہ کی دعا اور تورات و انجیل کی

Marfat.com

بشارت کے مطابق تشریف لائے ہیں لیکن ان کا رویہ بڑا افسوسناک ہے۔ اللہ تعالٰی دیکھتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ یہ لوگ آنحضرتؐ سے کیا سلوک کر رہے ہیں۔

ان لوگوں کی سرکشی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ انہوں نے ظلم یہ کیا کہ منہ سے ایسی باتیں کہیں جن سے کفر لازم آتا ہے۔ یعنی عیسائی کہنے لگے کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیحؑ نے اپنے عہد رسالت میں بنی اسرائیل کو یہ تلقین کی تھی کہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ اسی نے ہم سب کو پیدا کیا پھر ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھا، ہماری جسمانی اور روحانی تربیت اور پرورش کی۔ ہمیں ہر قسم کی ضروریات زندگی سے بہرہ مند کیا۔ ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم ایسے مہربان خدا کی عبادت کریں۔ میں اور تم اس کے بندے ہیں۔ بندے کا کام بندگی کرنا ہے۔ ہم عابد ہیں، خدا معبود ہے۔ وہ خالق ہے ہم مخلوق، جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اللہ نے اس کے لیے جنت حرام کر دی ہے۔ شرک کا مفہوم بڑا واضح ہے۔ خدا کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک ہے۔ خدا کا بیٹا قرار دینا شرک ہے۔ اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور شے کو حاجت روا، نفع رساں یا نقصان رساں قرار دینا شرک ہے۔

صحت، زندگی، اولاد، دولت

Marfat.com

غرضکہ ہر چیز کا دینے والا خدا ہے۔ کسی انسان، فرشتے، جن، پتھر، شجر، سورج، چاند، ستارے، دریا، پہاڑ سے کسی فائدے کی توقع رکھنا یا نقصان کا ڈر محسوس کرنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں پر خط تنسیخ کھینچ دیتا ہے۔ شرک ناقابل معافی گناہ ہے۔ شرک سے تمام اعمال صالحہ کی قدر و قیمت ضائع ہو جاتی ہے۔ کوئی عمل قبولیت نہ پاتا۔ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ شرک کرنے سے انسان ظالم ٹھہرتا ہے اور ایسے ظالموں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ کس میں ہمت ہے کہ دوزخی کی مدد کرے اور اسے آگ سے بچا سکے۔

عیسائیوں کا ایک اور گروہ ہے جس کے عقائد کافرانہ ہیں یہ لوگ بھی چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مصداق ہیں۔ ان لوگوں نے تین خدا ٹھیرا کر کفر مول لیا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تین ہیں (۱) اللہ (باپ) (۲) مسیح (بیٹا)، (۳) روح القدس یا حضرت مریم۔ قرآن مجید نے عیسائیوں کے اس باطل عقیدے کی تردید کرتے ہوئے اعلان کیا کہ خدا ایک ہی ہے، توحید اور وحدانیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے۔ بے نیاز ہے۔ اسے کوئی احتیاج اور حاجت نہیں۔ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ نہ اس کی بیوی اور جورو ہے۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں کہ اس کی برابری کا دعویٰ کر سکے۔ اگر یہ عیسائی اپنے عقیدہ تثلیث سے

Marfat.com

باز نہ آئے تو اس باطل عقیدے پر اصرار کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے، کیا یہ لوگ عقیدہ "تثلیث" سے توبہ نہیں کریں گے۔ ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ یہ عقاید فاسدہ کو چھوڑ دیں۔ اللہ کے حضور میں توبہ کریں۔ گناہوں کی معافی مانگیں۔ توحید کا اقرار کریں۔ اللہ کو باپ بیٹے کے تصورات سے پاک مانیں۔ وہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ وہ ان لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ ان کو اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور اپنے دامنِ عفو میں جگہ دے گا

پھر فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ بھی عام پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں۔ خدا کے بندے اور مخلوق ہیں، دوسروں کی مانند ان کی والدہ بھی ہیں۔ ان کا نام حضرت مریمؑ ہے۔ پھر اس پر غور کرو کہ حضرت مسیح اور ان کی ماں بنی نوع انسان کے دو معزز فرد ہیں۔ یہ دونوں بھی اسی طرح کے انسان ہیں جس طرح کے انسان پہلے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ نوع کے اعتبار سے سب برابر اور ایک جیسے ہیں۔ پھر اس بات پر بھی غور کرو۔ کہ ولادت مسیح کے ضمن میں حضرت مریم پر یہود نے کیا کیا بہتان تراشے لیکن خدا گواہ ہے کہ مسیح کی والدہ اپنے بیان میں سچی تھیں۔ انہوں نے اپنی بریت کا اعلان کرتے ہوئے حق بات کہی۔ کیا عیسائیوں نے یہ نہیں دیکھا کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ دونوں زندگی

Marfat.com

کو قائم رکھنے کے لیے اوروں کی طرح کھاتے پیتے بھی تھے۔ ان کو بھوک پیاس بے چین کر دیتی تھی۔ کھانے پینے کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسان کو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہو۔ دنیا کی یہ تمام آلائش خدائی اور الوہیت کے مانع ہیں۔ بشر خدا نہیں بن سکتا۔ آدم کی اولاد ہو کر الوہیت کا دعویٰ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اب یہ عقیدہ تثلیث کھلی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ اے ہمارے نبیؐ! آپؐ دیکھیں تو ہم کس طرح وضاحت کے ساتھ اپنے دلائل (آیات یعنی دلائل و براہین توحید) اور براہین پیش کرتے ہیں تاکہ ان لوگوں کو توحید الٰہی کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ مگر ان کی بدقسمتی دیکھو کہ یہ کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں۔ تکبر و غرور کے نشے میں حق سے اعراض کرتے ہیں۔ سچی بات سنتے نہیں۔ دشمنی اور عناد نے انہیں راہ راست سے دور ہٹا دیا ہے۔ اب یہ لوگ حقائق تک پہنچنے سے قطعاً قاصر ہیں

آیت نمبر ۷۶-۸۱: قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی

Marfat.com

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ

کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ قُلْ يٰٓاَهْلَ

اختیار نہیں اور خدا ہی سب کچھ سنتا جانتا ہے کہو کہ اے اہل کتاب

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اپنے دین (کی کتاب) میں ناحق کا مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ

خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے سے گمراہ ہیں اور

قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا

اور بہتوں کو گمراہ کر چکے ہیں

كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۞

اور سیدھے رستے سے کجروی کئے ہوئے ہیں

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد

Marfat.com

عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

اور اس لئے کہ نافرمانی کرتے اور حد سے تجاوز کئے جاتے تھے

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ

جو برے کام کرتے تھے اس سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ تَرٰى

اور جو وہ کرتے تھے بہت برے کام تھے تم ان میں سے

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ

جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے برا ہے کہ خدا

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ

ان پر غصے ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں

Marfat.com

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۸۰ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ

(مبتلا) رہیں گے۔ اور اگر وہ خدا پر اور پیغمبر پر اور

بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا

جو کتاب اس پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان کو

اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا

دوست نہ بناتے لیکن ان ہیں

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸۱

اکثر بدکردار ہیں۔

تشریح الفاظ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ : اللہ کے سوا۔ اللہ کے علاوہ ضَرًّا : نقصان۔ لَا تَغْلُوْا : غلو نہ کرو۔ مبالغہ نہ کرو۔ اِفراط نہ کرو۔ حد سے تجاوز نہ کرو۔ غَيْرَ الْحَقِّ : ناحق، حق کی مخالفت کر کے۔ اَهْوَآءَ : واحد ھَوٰی، خواہشات۔ ضَلُّوْا گمراہ ہوئے۔ مِنْ قَبْلُ : نبوت محمدی سے پہلے۔ اَضَلُّوْا : گمراہ کیا۔ وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ : بعثت محمدی کے بعد اسلام کے راہ راست سے بھٹک گئے۔ لُعِنَ : اللہ کے لطف و کرم اور عنایت و رحمت سے محروم کیے گئے۔ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ : یعنی

Marfat.com

زبور میں ۔ وعیسَی بنِ مَریَمَ: یعنی انجیل میں ۔ عَصَوا: (عَصٰی سے) نافرمانی کی ۔ حکم عدولی کی ۔ کَانُوا یَعتَدُونَ: حد سے تجاوز کرتے تھے (اِعتَدٰی از باب افتعال ہے) لَایَتَنَاھَونَ: ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے ۔ عَن مُنکَرٍ: گناہوں اور برائیوں سے یَتَوَلَّونَ: دوستی رکھتے ہیں ۔ دم بھرتے ہیں ۔ سَخِطَ: ناراض ہوا ۔ غصے ہوا ۔

مفہوم ومطلب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ ان عیسائیوں اور دوسرے مشرکوں سے کہدیں کہ عبادت اور الوہیت کے لائق اللہ واحد ہے ۔ اللہ ہی نفع ونقصان کا مالک ہے ۔ اس کے سوا اور کوئی عبادت اور خدائی کا سزاوار نہیں ۔ اگر اللہ کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰؑ یا ان کی والدہ حضرت مریمؑ کو معبود اور اِلٰہ قرار دو تو پہلے اتنی بات ضرور سوچ لو کہ یہ انسان خدا کیسے بن سکتے ہیں ۔ دوسروں کو فائدہ یا نقصان پہنچانا تو درکنار، خود اپنے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں ۔ یہ تو خود اللہ واحد کے محتاج ہیں ۔ پھر ان کو یہ اختیار کیسے حاصل ہوسکتا ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچاسکیں پھر فرمایا کہ اے نبیؐ! اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ

Marfat.com

سے کہہ دو کہ عبادات اور عقائد میں مبالغہ نہ کریں۔اول تو یہ لوگ عقائد کے بارے میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں یہ انداز قطعاً غیر مناسب ہے۔اس سے حق کی مخالفت ہوتی ہے۔یہود نے حضرت عیسیٰؑ کی رسالت سے بھی انکار کر دیا ان کی والدہ پر الزام لگائے۔عیسائیوں نے انہیں رسولِ خدا تسلیم کرنے کی بجائے خدا کا بیٹا بنا کر الوہیت تک پہنچا دیا۔اے پیغمبرؐ! آپ ان لوگوں کی خواہشات کی پروا نہ کریں۔آپؐ کی بعثت سے پہلے ان کے آبا و اجداد خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اب ان کے لیے موقع تھا کہ آپ کی نبوت کو تسلیم کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسلام ایسے صحیح دین اور سیدھی راہ پر چل کر عاقبت سنوار لیں۔لیکن آپ کے مبعوث ہو جانے کے بعد بھی یہ لوگ گمراہی اور ضلالت سے نہ نکل سکے۔اس سے بڑھ کر ان کی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ جانتے بوجھتے آپ کی تکذیب اور مخالفت پر تُل گئے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بدکرداری اور گمراہی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ان کی کافرانہ اداؤں اور مشرکانہ عقائد و رسوم کی وجہ سے زبور اور انجیل میں

Marfat.com

بھی ان کو لعنت کی گئی تھی کیونکہ بنی اسرائیل نے اللہ کی نافرمانی کی اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا اور بعض کے متعلق حد تجاوز سے بڑھے اور انہیں قتل کر دیا۔ پھر ان میں یہ بھی عیب تھا کہ برائیاں کرتے اور جذبۂ اصلاح سے قطعًا محروم تھے۔ ان لوگوں نے کبھی ایک دوسرے کو برائی سے نہ روکا تھا۔ قیام معاشرہ کے لیے جذبۂ اصلاح و نیکی ضروری ہے اگر بُرے کاموں سے منع نہ کیا جائے تو برائی کا تصور نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہر انسان کا فرض ہے کہ کسی کو بُرا کام کرتے دیکھے تو روک دے، اس میں نسل انسانی کی بہبودی اور بہتری مضمر ہے۔ برائیوں کا ارتکاب تو بُرا ہے ہی۔ اور برائیوں کو دیکھ کر سکوت اختیار کیے رہنا بھی کچھ کم بُرا نہیں۔ اکثر یہودی کافروں اور مشرکین مکہ سے دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ ان سے ساز باز کر کے پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو تنگ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات قطعًا پسند نہیں ان حرکتوں اور شرارتوں کی وجہ سے ان کی عاقبت خراب ہو گئی ہے۔ ان کے لیے آخرت میں اللہ کی ناراضی اور دائمی عذاب ہے۔

اگر یہودی عقلمند ہوتے، اللہ پر ایمان لاتے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو ان مشرکین مکہ سے دوستی

Marfat.com

نہ رکھتے ۔ کیونکہ ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے ۔ مشکل تو یہ ہے کہ اکثر یہودی نافرمان ہیں ۔ بغض و عداوت کی وجہ سے حق کو تسلیم نہیں کرتے ۔ ضد اور تعصب نے ان کے دلوں پر قفل لگا دیے ہیں ۔

آیت نمبر ۸۲-۸۶ : لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ

(اے پیغمبر) تم دیکھو گے کہ مسلمانوں کے

عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ

ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور

اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً

مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مسلمانوں سے قریب تر

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ

لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا

لئے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی

Marfat.com

وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٨٢ وَاِذَا سَمِعُوْا

اور اس لئے کہ وہ تکبر نہیں کرتے اور جب اس (کتاب)

مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

کو سنتے ہیں جو (خدا کے) پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ

تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس

الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا

لیے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی اور وہ (خدا کی جناب میں) عرض کرتے

مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝٨٣ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ

ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے اور

بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ

ہمیں کیا ہوا ہے کہ خدا پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے

اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝٨٤

ایمان نہ لائیں باوجودیکہ ہم امید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو نیک بندوں

Marfat.com

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

تو خدا نے ان کو اس کہنے پر باغات کے ساتھ (بہشت میں داخل کرے گا۔

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ

عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور

ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۸۵ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا

نیکوکاروں کا یہی صلہ ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۸۶

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں

تشریح الفاظ

لَتَجِدَنَّ: (لَ + تَجِدَ + نَّ) لَ لام قسم برائے تاکید تَجِدَ تو پائے، دیکھے گا۔ نَّ ثقیلہ تاکید کے لیے۔ اَشَدَّ: سب (لوگوں) سے سخت، (شَدِیْدٌ سے اسم تفضیل ہے) عَدَاوَةً: دشمنی میں۔ مَوَدَّةً: محبت میں قِسِّیْسِیْنَ (واحد قِسِّیْس، قُسّ) عیسائیوں کے علمائے دین، اہل علم۔ رُهْبَانًا: واحد رَاهِب، تارک الدنیا، زاہد و عابد، خوف خدا کی وجہ سے دنیا کی لذتوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں: لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ تکبر اور غرور نہیں کرتے سچ بات کہنے میں عار محسوس نہیں کرتے

Marfat.com

بلکہ عجز و انکسار کے ساتھ اعترافِ حق کر لیتے ہیں۔ تَفِیضُ بہتی ہیں فَاضَ یَفِیضُ بہنا، جاری ہونا۔ الدَّمع : آنسو یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ فَاکْتُبْنَا : لفظی معنی ہیں پس ہم کو لکھ لے۔ یعنی ہمیں بنا۔ اَلشّٰھِدِیْنَ تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت کا اقرار و اعتراف کرنے والے۔ یعنی ہمیں امت محمدی میں بنا۔ نَطْمَعُ (طَمِعَ سے) ہم امید رکھتے ہیں۔ یُدْخِلَ ہم کو جنت میں داخل کرے۔ القَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ : لفظی معنی نیکو کار لوگ، مراد ہے امتِ محمدی۔ اَثَابَ : عطا کیا۔ جزا دی۔ یعنی اللہ نے ان کی امید اور خواہش کو پورا کر دیا۔ اور انہیں جنت عطا کی۔ بِمَا قَالُوْا : اعترافِ حق و صداقت اور اعلانِ عقیدہ کی وجہ سے۔

مفہوم و مطلب ان آیات میں اللہ تعالٰی نے نبی کریمؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حقیقت آپ کے سامنے ہے کہ یہود مدینہ اور مشرکین مکہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ پیغمبر اور دین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ یہودی انبیاء کی تکذیب اور دشمنی میں پیش پیش تھے۔ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کا اقتدار ختم ہو گیا۔ اور ان کے مستقبل کے خواب

Marfat.com

شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے۔ مشرکین مکہ اقتدار کے علاوہ اپنے اسلاف کی تقلید سے دست بردار نہ ہونا چاہتے تھے۔ اس اندازِ زندگی نے یہودیوں اور مشرکوں میں غرور و نخوت، دنیا کی محبت، سرکشی اور سنگدلی پیدا کر دی تھی۔ ان کے مقابلے پر عیسائی نرم دل تھے۔ حق کی قبولیت کی استعداد رکھتے تھے۔ حق بات سن کر ان کے دل خدا کی طرف مائل ہو جاتے تھے۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا کہ ان میں ایسے علماء موجود ہیں۔ جو دین اور شریعت سے باخبر ہیں۔ اور عوام کی ذہنی تربیت کا خیال رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں ایسے تارک الدنیا زاہد و عابد بھی موجود ہیں جو دنیا کی لذتوں سے بے نیاز ہو کر خدا کی عبادت اور یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ انہیں حق بات قبول کرنے سے عار نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو بھی آزما لیا تھا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے حبشہ کی سرزمین میں پہنچے تو نجاشی نے ان کو امن و سلامتی دی۔ اور آنحضرتؐ نے نجاشی کو عادل حکمران قرار دیا۔ جب عیسائیوں نے قرآن مجید سنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمعصر سلاطین کو دعوتِ اسلام دی۔ تو عیسائی حکمرانوں مثلاً نجاشی اور ہرقل نے آپ کی دعوت کو آنکھوں سے لگایا

بھر فرمایا کہ یہی عیسائی علماء اور مشائخ وحی محمدی یعنی

Marfat.com

قرآن مجید سنتے ہیں تو حق کو پہچان لیتے ہیں - اور ان پر رقت قلب طاری ہو جاتی ہے ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں - پھر وہ دعا مانگتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے نبی اور تیری کتاب قرآن پر ایمان لائیں، ان کی تصدیق کریں - ہمیں امت محمدی میں شریک و شامل ہونے کا شرف عنایت کر - ہم انجیل میں پڑھ چکے ہیں کہ احمدؐ مرسل تشریف لائیں گے - ہم ان کو پہچانتے ہیں - اب ہم اس بات کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں کہ وہ برحق ہیں اور تیری کتاب قرآن بھی برحق ہے -

پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ بھلا ایمان لانے میں کونسی چیز مانع ہے ؟ ایک مضبوط ارادہ اور جرأت چاہیے - چنانچہ وہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر، رسول پر اور قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ کی رحمت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے امت محمدی کے ساتھ ہمیں جنت میں داخل کرے گا - اللہ تعالیٰ نے ان کی آرزو کو پورا کردیا - اور ان کے ایمان اور اعلان حق کی وجہ سے انہیں آخرت میں جنت کا حقدار ٹھہرا دیا - یہ انعام بطور ثواب ایمان اور جزائے اخلاص ہے اس جنت کے نیچے نہریں جاری ہیں - وہ ہمیشہ ہمیشہ اس جنت میں رہیں گے - اللہ نے یہ صلہ ان محسنین کے

Marfat.com

لیے مقرر کیا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دوسرا گروہ انکار اور تکذیب پر تلا ہوا ہے۔ وہ لوگ اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ ایسے سرکش اور بدکردار لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

آیت نمبر ۸۷-۸۸: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

مومنو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے

تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو اور حد

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

سے نہ بڑھو کہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں

الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

رکھتا اور حلال طیب روزی خدا نے تم کو

حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ

دی ہے اسے کھاؤ اور خدا سے جس پر ایمان رکھتے

Marfat.com

اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ۸۸

ہو	ڈرتے رہو

تشریح الفاظ طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ: اللہ کی حلال کی ہوئی لذیذ اور پاکیزہ چیزیں۔ وَلَا تَعۡتَدُوۡا اللہ کے احکام اور حدود سے تجاوز نہ کرو۔

مفہوم و مطلب ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو دنیا کی جائز لذتوں اور پاکیزہ چیزوں سے بہرہ ور ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ خدا کی مقررہ کردہ حدود سے تجاوز نہ کرو۔ حلال کو حلال سمجھو۔ اور حرام کو حرام۔ مؤمنوں کو یہ حق نہیں کہ حلال کو حرام قرار دیں۔

ان آیات کے شانِ نزول کے متعلق روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرامؓ کو قیامت اور اس کے ہولناک مناظر و احوال سنائے تو صحابہ ڈر گئے۔ آنحضرتؐ کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ اللہ اور بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کریں لیکن بعض صحابہ اتنے ڈرے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے گھر جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ دن بھر روزہ رکھا

Marfat.com

کریں گے اور رات بھر قیام کیا کریں گے۔ موٹے اور کھردرے کپڑے پہنیں گے۔ بیویوں سے تعلقات نہ رکھیں گے۔ سونے کے لیے بستر نہ بچھائیں گے، گوشت وغیرہ نہ کھائیں گے۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے عثمان بن مظعون اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم پر تمہاری جانوں کا بھی حق ہے۔ کبھی روزہ رکھو، کبھی نہ رکھو۔ رات کو قیام بھی کرو اور آرام بھی کرو۔ میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ گوشت وغیرہ بھی کھاتا ہوں۔ بیویوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ یہ میری سنت ہے۔ جو اس سے اعراض کرے گا۔ وہ میرے طریقے پر نہیں۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں۔ کہ اے ایمان والو! تمہیں یہ اختیار نہیں کہ اللہ کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دو۔ ایسا کرنا حدود الہی سے تجاوز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں۔ کہ کوئی شخص اس کے حکم کو ٹھکرا دے اور اس کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے تم ایمان والے ہو۔ تمہارا کام احکامِ الہی کی اطاعت ہے۔

Marfat.com

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ پاک، لذیذ اور حلال چیزوں کو کھاؤ وہ تمہارے کھانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اللہ کی نعمتوں کا صحیح استعمال اس کا شکریہ ہے اور نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھانا کفرانِ نعمت ہے۔ مسلمان کی شان نہیں کہ کفرانِ نعمت کرے دین کو اللہ نے آسان بنایا ہے۔ حلال چیزیں تمہارے استعمال کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچو۔ اس کی نافرمانی نہ کرو۔ کھاؤ، پیو، اس کا شکر بجا لاؤ۔ مگر اسراف سے بھی بچو۔ اللہ کے دی ہوئی نعمتوں کا استعمال، لذیذ اور پاکیزہ چیزیں کھانا بھی شریعت کے منشا کو پورا کرنا ہے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کو پورا کرنا بھی منشائے الٰہی ہے۔ بہر حال قرآن مجید اعتدال کی راہ سکھاتا ہے۔ ترک دنیا اور رہبانیت اسلام نہیں۔

آیت نمبر ۸۹: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ

خدا تمہاری بے فائدہ (اور بے مقصد) قسموں پر

Marfat.com

فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

تو تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن پختہ قسموں پر

عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ

(جن کو تم توڑ دو گے) مؤاخذہ کرے گا تو اس کا کفارہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ

دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے

مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ

اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا ان کے کپڑے بنا دینا یا ایک

اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

غلام آزاد کرنا اور جس کو یہ میسر نہ

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

ہو وہ تین دن روزے رکھے یہ تمہاری قسموں

اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا

کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا لو اور اسے توڑ دو اور

Marfat.com

أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

(تم کو چاہیئے کہ) اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح خدا تمہارے

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سمجھانے کیلئے) اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو

تشریح الفاظ بِاللَّغْوِ: بِ + اللَّغْوِ: (لَغَا يَلْغُوْ لَغْوًا) لفظی معنی بے سوچے سمجھے بولنا۔ فضول، بے ہودہ۔ فحش کلام۔ یہاں مراد ہے بلا ارادہ یا بطور تکیۂ کلام بے مقصد قسمیں کھانا۔ اَیْمَان: واحد یَمِیْن بمعنی قسم، حلف یہ لفظ یُمن سے نکلا ہے جو بمعنی برکت استعمال ہوتا ہے۔ عَقَّدْتُّمْ: تم مضبوط اور پکی کر لو۔ ارادۃً اور قصداً حلف اٹھانا۔ کَفَّارَۃٌ: کَفَرَ سے نکلا ہے جو بمعنی مٹانا، محو کرنا، ازالہ کرنا استعمال ہوتا ہے لفظ کَفَّارَۃ شریعت کی اصطلاح میں ان اعمال کے لیے استعمال ہوتا جو بعض گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ اور پھر ان گناہوں کا آخرت میں مؤاخذہ نہیں۔ اِطْعَام: کھلانا (باب افعال سے) مَسَاکِیْن: واحد مِسْکِیْن محتاج، مفلس۔ اَوْسَطُ: درمیانہ تُطْعِمُوْنَ: تم کھلاتے ہو۔

Marfat.com

اَهْلِيْكُمْ: (اَهْلِيْ + كُمْ) اَهْلِيْ اصل میں اَهْلِيْنَ تھا جو اَهْل سے جمع سالم منصوب ہے اور رفعی حالت میں اَهْلُوْنَ آتا ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون ساقط ہوگیا ہے۔
كِسْوَةٌ: لباس، کپڑے۔ تَحْرِيْرُ: آزاد کرنا۔ رَقَبَةٌ: گردن، مراد غلام۔

مفہوم ومطلب

اللہ تعالیٰ نے قسم کھانے اور حلف اٹھانے کے بارے میں ہدایت فرمائی کہ بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ بے مقصد اور بے سوچے سمجھے قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسی غیر ارادی بے سوچی سمجھی قسموں پر اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ البتہ ایسی قسموں پر ضرور مؤاخذہ ہوگا۔ کہ جب تم اچھی طرح قسمیں پکی کرلو اور سوچ سمجھ کر حلف اٹھالو پھر اس کو توڑ دو۔ جب کوئی مؤمن پکی قسم کھانے کے بعد اس قسم کو توڑ دے تو شریعت نے اُس کی سزا یہ مقرر کی ہے کہ

۱۔ قسم توڑنے والا دس مسکینوں کو بیک وقت کھانا کھلائے
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ایک مسکین کو دس دن مسلسل بھی کھلایا جاسکتا ہے۔

۲۔ یہ کھانا اوسط درجے کا ہو۔ نہ بہت گھٹیا اور ناقص اور نہ بہت اعلیٰ قسم کا۔ مقدار اور نوعیت کے لحاظ

Marfat.com

سے اوسط درجہ مقرر کیا۔

۳۔ یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے جائیں

۴۔ یا ایک غلام آزاد کیا جائے۔

۵۔ جو شخص کھانا کھلانے، کپڑا پہنانے یا غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو پھر وہ تین دن مسلسل روزے رکھے اگر اس موسم میں وہ بیمار ہو جائے تو تندرست ہو کر روزے رکھے۔

جب تم قسمیں پکی کرنے کے بعد توڑ دو۔ تو تمہاری سزا یہی ہے۔ جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ پھر فرمایا کہ حلف اور قسم کی حفاظت کرو۔ حفاظت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ خواہ مخواہ بے ضرورت قسمیں نہ کھاؤ تاکہ کفارہ کی تکلیف سے بچے رہو۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ قسم کھانے کے بعد اسے نہ توڑو۔ اور اگر توڑ دو تو پھر کفارہ ادا کرو۔ کفارہ میں اختیار دیا گیا ہے۔ جس کفارہ میں سہولت ہو وہ اختیار کر لیا جائے۔ حضرت حذیفہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمیں اختیار ہے جو کفارہ چاہیں ادا کریں آپؐ نے فرمایا کہ "تم کو اختیار ہے" اگر چاہو تو غلام آزاد کر دو اگر چاہو تو کپڑے پہنا دو، اگر چاہو تو کھانا کھلا دو، جس کو ان میں سے کسی کی استطاعت نہ ہو وہ تین دن مسلسل روزے

Marfat.com

رکھے۔

پھر اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسائل شریعت اور احکام دین کو یوں کھول کھول کر وضاحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے تاکہ تم اس کی مہربانی کا شکر ادا کرو۔

مسائلِ حلف اس آیات میں چند فقہی مسائل مذکور ہیں۔ جن کا خلاصہ مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم جائز نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قسم کھانے والا صرف اللہ کی قسم کھائے" پھر آپؐ نے دوسری جگہ فرمایا کہ "اللہ کی قسم کھاؤ، ورنہ چپ رہو"۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرما دیا ہے"۔

۲۔ فقہائے امت کہتے ہیں کہ نبی، ولی اور باپ دادا کی قسم کھانے والا قسم توڑ دے تو کوئی کفارہ نہیں۔ کیونکہ شریعت میں اس قسم کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہے۔ کعبہ اور فرشتے بھی اس میں شامل ہیں۔

۳۔ قسم کھانے کے بعد اگر اس سے بہتر عمل نظر آئے۔ تو قسم توڑ دو اور بہتر چیز اختیار کرلو اور قسم کا کفارہ ادا کرو (بخاری، مسلم، نسائی)۔

۴۔ یمینِ غموس کے لیے توبہ اور ادائے حق ضروری

Marfat.com

ہے۔ یمین غموس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا حق مارنے دھوکہ دینے یا خیانت کرنے کی غرض سے قسم کھائی جائے

۵۔ غیر شرعی کام کے بے قسم کا کفارہ یہی ہے کہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔ مثلاً ایک آدمی قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے کا حلف اٹھاتا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تعلقات استوار کرنا اور میل جول قائم رکھنا زیادہ نیکی ہے

آیت نمبر ۹۰-۹۳ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

مومنو! شراب اور جُوا اور

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ

بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک

وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

کام اعمال شیطان ہیں سے

الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ

Marfat.com

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

سبب تم میں باہم دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ

تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تو تم کو (ان کاموں سے) باز آجانا چاہیئے اور خدا کی

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ

فرمانبرداری اور رسول (خدا) کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

رہو اگر منہ پھیر لوگے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۹۲ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

صرف (احکام الہی کو) کھول کر پہنچا دینا ہے جو لوگ ایمان لائے

Marfat.com

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا

اور عمل نیک کرتے رہے ان پر ان چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ

طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کھا چکے جب کہ انھوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام

الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا

کئے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور

وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۹۳

نیکوکاری کی اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے

تشریح الفاظ اَلْخَمْرُ: لفظی معنی ہے ہر وہ چیز جو دماغ کو چکرا دے اور عقل میں فتور پیدا کر دے مراد ہے۔ ہر نشہ آور شے، شراب وغیرہ۔ اَلْمَيْسِرُ: قمار جوا۔ اَلْاَنْصَابُ: بت، تھان۔ اَلْاَزْلَامُ: قسمت کے تیر رِجْسٌ: ناپاک۔ ناپاک ہونے کے کئی وجوہات ہیں طبعی عقلی، شرعی یا عرفی۔ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ: سے مراد ہے کہ شیطان اس کو بنا سنوار کر تمہیں دکھاتا ہے يَصُدَّكُمْ تمہیں روکتا ہے۔ مُنْتَهُوْنَ: باز آنے والے جُنَاحٌ:

Marfat.com

گناہ۔ فِیْمَا طَعِمُوْا: یعنی حرام قرار دیے جانے سے پہلے جو تم نے پی لی۔ طَعِمَ کے لفظی معنی کھانا ہے۔

مفہوم و مطلب | آیت نمبر ۹۰ و ۹۱ کے شان نزول میں مذکور ہے کہ شراب عربوں کی گھٹی میں تھی، اس لیے اس کو آہستہ آہستہ حرام قرار دیا گیا سب سے پہلے یہ فرمایا۔ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ یعنی شراب اور جوے میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے فائدہ بھی۔ یہ سن کر بعض لوگ پیتے رہے اور بعض نے جوا اور شراب کو بالکل ترک کر دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی یعنی نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ تو اکثر صحابہؓ نے شراب کو ترک کر دیا، بعض رات کو پی لیتے تھے۔ پھر تیسرے درجے پر یہ حکم نازل ہوا کہ شراب ناپاک محض ہے۔ شیطانی کام ہے، ذکر الٰہی اور نماز سے روکتی ہے۔ اس سے اجتناب کرو۔ پینے سے باز آجاؤ۔ یہ حرمت سن کر سب نے بالکل ترک کر دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ ایک دن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ چند انصار کے پاس ایک باغ میں گئے ان لوگوں کے پاس اونٹ کا بھنا ہوا سر رکھا تھا۔ شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ بھی تھا۔ حضرت سعدؓ نے ان کے ساتھ مل کر شراب پی اور گوشت کھایا۔ جب شراب کے نشہ سے مدہوش ہو گئے۔ تو حضرت سعدؓ کہنے لگے۔ کہ مہاجرین

Marfat.com

انصار سے بہتر ہیں۔ ایک انصاری نے ایک ہڈی اٹھا کر حضرت سعدؓ پر دے ماری جس سے ان کا ناک زخمی ہو گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں۔

اللہ تعالٰے نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شراب، جوا بُت، قسمت اور فال کے تیر سب چیزیں ناپاک محض ہیں۔ ان چیزوں کی فطرت اور مزاج میں ناپاکی ہے، عقل سلیم ان چیزوں کو ناپاک سمجھتی ہے۔ شریعت نے ان کو ناپاک ٹھیرایا ہے اور عرف عام میں شراب، جوا وغیرہ ناپاک تصور کیے جاتے ہیں۔ لیکن شیطان ان ناپاک اشیاء کو زینت دے کر، بنا سنوار کر خوشنما شکل و صورت میں پیش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالٰے نے مومنوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ شیطانی کام ہے ایمان والوں کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اس سے بچو اور کنارہ کشی اختیار کرو۔ اس سے بچنے میں تمہاری کامیابی اور نجات ہے۔

پھر فرمایا کہ شیطان کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کو کسی نہ کسی طریقے سے بہکائے پھسلائے۔ وہ بڑے خوبصورت الفاظ اور خوشنما دلائل سے تمہیں شراب پینے اور جوا کھیلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن ان خوشنما الفاظ اور دلفریب دلائل کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ وہ تم میں باہم عداوت و دشمنی،

Marfat.com

بغض وحسد اور کدورت ورنجش پیدا کردے۔ یہی شراب اور جوا باہمی بغض وعناد کا موجب ہوتا ہے۔ اور آخرکار قتل وخونریزی اور فتنہ وفساد کا سبب بن جاتا ہے۔ اسلام تم میں محبت اور اخوت پیدا کرتا ہے لیکن شراب اور جوا نفرت و عداوت کا باعث ہیں دو انسانوں کے تعلقات بگاڑنے کے علاوہ یہ شراب اور جوا انسان اور خدا کے درمیان میں بھی جدائی اور دوری پیدا کرتے ہیں۔ نماز اور ذکر الٰہی سے روکتے ہیں۔ ایسی چیز فی الحقیقت ناپاک ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ شراب اور جوے سے اجتناب میں نجات اور کامیابی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ شراب کے بارے میں اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! شراب سے متعلق تفصیلی حکم بھیج۔ چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ یعنی کیا تم باز آؤگے؟ تو حضرت عمر نے کہا اِنْتَهَيْنَا يَا رَبِّ اے اللہ ہم باز آگئے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ شراب حرام قرار دے دی گئی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو منادی کرنے کے لیے شہر میں بھیجا جس نے شراب کے حرام ٹھیرائے جانے کا اعلان کردیا یہ اعلان سن کر سب لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑدیے اور مدینے کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو۔ جس کام کا حکم دیں، وہ کرو جس سے منع کریں، اس سے رک جاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت سے بچو۔ اگر تم نے مخالفت کی ٹھان لی تو پھر جان لو کہ رسول کا کام تو خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اس تبلیغ میں آپؐ نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپؐ نے تو اتمام حجت کر دیا ہے آپؐ کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہے۔ اب تمہاری ذمہ داری ہے اگر تم اطاعت کرو گے تو نجات پاؤ گے اور اگر سرتابی کرو گے تو نافرمان قوم تباہ برباد ہو جایا کرتی ہے۔

پھر فرمایا کہ حرمت سے پہلے شراب کا استعمال قابلِ مؤاخذہ نہیں رہا۔ اللہ نے اس اعلانِ حرمت سے پہلے کے گناہوں کے لیے معافی کا اعلان کر دیا ہے۔ شرط ایمان اور عمل صالح ہے۔ جو مومن مر چکے ہیں یا زندہ ہیں، اگر حرمت سے پہلے انہوں نے شراب پی ہے تو اللہ اس پر گرفت نہیں کرے گا۔ اب حرام چیزوں سے بچو، اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرو، اپنے ایمان کو مضبوط کرو۔ عمل صالح سے دامن مراد بھر لو۔ پھر ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرو۔ نیکوکار بن جاؤ، نماز روزہ میں پابندی کرو۔ ہر ایک کام میں اخلاص پیدا کرو۔ شکوک و شبہات کو راہ نہ دو۔ تزکیۂ نفس اور تطہیر قلب کے لیے ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ تقویٰ اور نیکوکاری اللہ کو بہت

Marfat.com

پسند ہے۔

بعض لوگ شراب کو دوا کے بہانے استعمال کرتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طارق بن سُوَید جعفی کو شراب بنانے سے روکا تو وہ کہنے لگے کہ میں تو دوا کے لیے بناتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّہٗ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَّلٰکِنَّہٗ دَاءٌ یعنی شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مسلم، احمد، ابو داؤد)

اسلامی تعزیرات میں شرابی کی سزا چالیسؔ سے اسیؔ تک کوڑے لگانا مقرر ہے۔ اس سے مقصد اس کی تذلیل ہے اور دوسروں کے لیے عبرت۔ نیز شراب کی خرید و فروخت حرام ٹھیرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۹۴-۹۶ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ

مومنو! کسی قدر شکار سے جن کو تم ہاتھوں اور

اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗۤ اَیْدِیْكُمْ

نیزوں سے پکڑ سکو خدا تمہاری آزمائش کریگا (یعنی حالت احرام میں شکار

وَرِمَاحُكُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ

کی ممانعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے

Marfat.com

فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ
تو جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دکھ دینے والا
اَلِیْمٌ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا
عذاب (تیار) ہے مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہو
الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ
تو شکار نہ مارنا اور جو تم میں سے جان بوجھ
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ
کر اسے مارے اور اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسی طرح کا چارپایہ
النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ
جسے تم میں سے دو عادل شخص مقرر کردیں قربانی
هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
کرے اور یہ قربانی کعبے پہنچائی جائے یا (اس کا) کفارہ مسکینوں
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ
کو کھانا کھلانا ہے یا اس کے برابر روزے رکھنا تاکہ اپنے کام کی

Marfat.com

وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ

سزا (کا مزہ) چکھے۔ (اور) جو پہلے ہو چکا وہ خدا نے معاف کر دیا اور

عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

جو پھر (ایسا کام) کرے گا تو خدا اس سے انتقام لے گا اور خدا غالب و

ذُوانْتِقَامٍ ۝ ۹۵ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

بدلہ لینے والا ہے تمہارے لئے دریا کی چیزوں کا شکار اور ان کا

وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ج وَ

کھانا حلال کر دیا گیا ہے یہ تمہارے لئے اور مسافروں کے لئے

حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا

موجب منفعت ہے اور جب تک تم احرام کی حالت میں رہو خشکی کی چیزوں

۹۶ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

کا شکار تم پر حرام ہے اور خدا سے جس کے پاس تم (سب) جمع کئے جاؤ گے ڈرتے رہو

Marfat.com

تشریح الفاظ

لَيَبْلُوَنَّكُمْ: (لَ + يَبْلُوَنَّ + كُمْ) ضرور تمہاری آزمائش کرے گا۔ مِنَ: برائے تبعیض یعنی کسی قدر۔ کچھ۔ الصَّيْدِ: شکار مراد خشکی کا شکار۔ تَنَالُهُ: جسے حاصل کریں۔ لے لیں (نَالَ يَنَالُ نَيْلًا)، تناول بھی اسی سے ہے رِمَاحُكُمْ: تمہارے نیزے۔ یعنی وہ سب چھوٹے بڑے جانور جن کو تم بآسانی ہاتھوں سے پکڑ لو یا نیزوں سے مار لو۔ بِالْغَيْبِ: غائبانہ بن دیکھے۔ اعْتَدٰى: زیادتی کرے حُرُمٌ واحد حَرَام بمعنی حالتِ احرام میں۔ مُتَعَمِّدًا: جان بوجھ کر، ارادی طور پر۔ النَّعَمِ: چار پایہ یعنی بھیڑ بکری گائے، اونٹ وغیرہ يَحْكُمُ بِهٖ: جس کا فیصلہ کریں۔ ذَوَا عَدْلٍ: دو عادل اور سمجھدار آدمی۔ هَدْيًا: قربانی کا جانور۔ بَالِغَ: پہنچنے والا۔ الْكَعْبَةِ: کعبہ سے مراد حرم پاک یعنی حرم میں لے جا کر قربانی کا جانور ذبح کیا جائے اور مسکینوں میں گوشت تقسیم کیا جائے۔ عَدْلُ: برابر۔ لِيَذُوْقَ: لِ تاکہ + يَذُوْقَ چکھے، ذَاقَ سے۔ وَبَالَ: سزا، عذاب۔ سَلَفَ: گزر چکا۔ الْبَحْرِ: مراد ہے سمندر، دریا، تالاب، نہر وغیرہ۔ صَيْدُ الْبَحْرِ سے مراد ہے مچھلیاں وغیرہ۔ لِلسَّيَّارَةِ بمعنی مسافروں کا قافلہ۔ تُحْشَرُوْنَ: تم جمع کئے جاؤ گے۔

مفہوم و مطلب

ان آیات کے شانِ نزول کے متعلق روایت ہے کہ سنہ ۶ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے حج کا اعلان کیا اور ذوالقعدہ کے شروع میں آپ چودہ سو مہاجرین وانصار کے ساتھ مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے۔ مدینے سے سات میل کے فاصلہ پر ذُوالحُلَیفَہ کے مقام پر پہنچ کر احرام باندھا گیا۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو پرندوں کے غول اور چارپایوں کے ریوڑ آ نمودار ہوئے۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

گزشتہ آیات میں شراب اور جوے کو ناپاک اور شیطانی کام قرار دے کر حرام ٹھہرانے کے بعد اب یہ وضاحت فرمائی کہ احرام کی حالت میں شکار جائز نہیں اور خشکی پر شکار مارنے کی سزا مقرر کر دی سمندر اور دریا کا شکار اور اس کا کھانا جائز ٹھہرا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مومن مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے سفر میں شکار کا بکثرت نمودار ہونا اور بسہولت شکار مار لینا دل میں شکار کھیلنے کا شوق پیدا کرنا ہے اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون جذبات میں بہ جاتا ہے۔ اور مرغوب جانوروں کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اور کون اللہ سے ڈر کر احرام کی حالت میں شکار کا خیال ترک کر دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کے لیے کڑی آزمائش ہے۔ اس آزمائش سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمہیں مشقت و محنت کا عادی بنا دے۔ اسے ایک خاص انداز میں تمہاری تربیت اور ریاضت منظور ہے جو شخص احرام میں شکار پکڑے گا، خواہ ہاتھ سے پکڑے یا تیر سے مارے

Marfat.com

وہ نافرمان اور باغی قرار پائے گا اور باغی کی سزا دردناک عذاب مقرر ہے۔

پھر فرمایا کہ اے ایمان والو! جب تم حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لو تو خشکی پر شکار نہ مارو۔ اگر کوئی جانتے بوجھتے شکار مار ڈالے تو پھر چار پایوں میں اس کے برابر کا جانور حرم کعبہ میں لے جاکر ذبح کرے اور اس کا گوشت مسکینوں میں بانٹ دے۔ اس چار پائے کا فیصلہ دو عقلمند، سمجھدار اور عادل مسلمان کریں گے۔ اگر جانور میسر نہ آسکے تو پھر مسکینوں کو کھانا کھلا دینا یا روزے رکھنا اس کا کفارہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ اگر احرام کی حالت میں کوئی شخص ہرن مار ڈالے تو پھر وہ ایک بھیڑ حرم میں لے جاکر ذبح کرے یہ نہ بن پڑے تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، یہ بھی نہ ہوسکے تو تین دن کے روزے رکھے۔ اگر نیل گائے یا بارہ سنگھا مار ڈالے تو اس کا بدلہ گائے ہے۔ یہ میسّر نہ آئے تو بیس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس کی توفیق نہ ہو بیس دن روزے رکھے۔ اگر شتر مرغ یا جنگلی گدھا مار ڈالیں تو اس کے بدلے اونٹ ذبح کیا جائے۔ اونٹ میسّر نہ آئے تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر تیس دن روزے رکھے۔

اسی طرح روایت ہے کہ خرگوش کو مار ڈالنے کا بدلہ بکری کا مادہ بچہ ہے جو سال سے کم عمر کا ہو۔

Marfat.com

اگر برابر اور مماثل جانور نہ مل سکے تو اس کی قیمت کی رقم ادا کر دی جائے۔ نیز اگر چڑیا اور مکڑی وغیرہ کو مار ڈالیں۔ تو ان کی قیمت مقرر کر کے نقد یا اس کا غلہ خرید کر مساکین میں تقسیم کیا جائے۔ حرم میں کبوتر مارنے کی سزا یہ ہے کہ مینڈھے کی قربانی حرم میں کی جائے۔

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں موذی ہیں: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کتا۔ ان کو مار ڈالنے کی اجازت ہے۔ ان کے قتل سے کوئی تاوان یا سزا لازم نہیں آتی امام مالکؒ کے نزدیک بھیڑیا، شیر، چیتا وغیرہ بھی انہی موذی جانوروں کے حکم میں آتے ہیں۔

بعض ائمہ کے نزدیک مُحرِم شکاری کو اختیار ہے کہ تاوان کی جونسی صورت چاہے اختیار کرے۔ لیکن مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے پر سب کا اتفاق ہے۔

یہ سزائیں اس لیے مقرر کی گئی ہیں تاکہ اللہ کا باغی اور مجرم اپنے کیے کا مزا چکھے۔ یَذُوْقُ استعارۃً استعمال کیا گیا ہے، مراد ہے کہ مجرم اپنی بدعملی کی سزا پائے۔ اس میں لطیف طنز بھی موجود ہے۔ وَبَال انجام بد کا مفہوم ادا کر رہا ہے فرمایا کہ شکار حرام ٹھہرائے جانے سے پہلے کے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیے ہیں۔ اب جو کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے

Marfat.com

تو مندرجہ بالا احکام کے مطابق سزا بھگتے ۔ اس سزا کا فائدہ یہ ہے کہ پھر آخرت میں اس سزا کے بعد کوئی مؤاخذہ نہیں بشرطیکہ مجرم دوبارہ اس جرم کا ارتکاب نہ کرے ۔ جو شخص ایک مرتبہ سزا بھگتنے کے بعد دوبارہ شکار مار ڈالے تو سزا کا مستحق ٹھہرے گا اور آیت ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور قادر ہے جو شخص اس کی نافرمانی کرے گا، خدا اسے سزا دے کر دوسروں کے لیے سامانِ عبرت پیدا کرے گا۔ پھر فرمایا کہ خواہ تم حالتِ احرام میں ہو یا احرام کے بغیر، پانی کا شکار یعنی مچھلی وغیرہ تمہارے لیے حلال ہے ۔ اس کا کھانا تمہارے لیے مباح ہے سفر و قیام میں اس سے فائدہ اٹھانا درست ہے۔ پانی کا شکار تم نے مارا ہو یا کسی اور نے، خواہ سمندر نے اسے زندہ باہر پھینک دیا ہو یا مردہ، بہر حال اس شکار کا کھا لینا بالکل درست اور بجا ہے ۔ اس سے کوئی تاوان نہیں پڑتا ۔ البتہ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار حرام قرار دے دیا گیا فرمایا کہ اس شکار کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو، آخر کار تمہیں مر کر خدا کے حضور میں پیش ہونا ہے اس لیے اس کے دربار میں حاضری سے ڈر جاؤ ۔

Marfat.com

آیت نمبر ۹: جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبہ کو لوگوں کے لیے موجب

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ

امن مقرر کیا ہے اور عزت کے مہینوں کو اور قربانی کو اور ان جانوروں

وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا

کو جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں یہ اس لئے کہ تم جان رکھو کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب کو

فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے

تشریح الفاظ | جَعَلَ: بنایا، مقرر کیا۔ اَلْكَعْبَةَ: مربع یا مکعب شکل کا۔ عرب میں عام طور پر مکانات مدور ہوتے تھے۔ بیت اللہ مربع شکل کا تھا اس لیے کعبہ نام پڑ گیا۔ نیز کَعْبَة کا مفہوم ہے ابھرا ہوا، نمایاں، ممتاز۔ اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ عزت و حرمت والا گھر۔ اَلْبَيْتَ اس لیے کہا کہ اس کی چھت اور

Marfat.com

دیواریں موجود ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کو لوگوں نے عزت نہیں دی، خود اللہ نے عزت و حرمت عطا کی۔ قِیَامًا: روزی اور آخرت کا سہارا۔ امن و سلامتی موجب امن قیام گاہ۔ الشَّهْرَ الْحَرَامَ: حرمت والا مہینہ یعنی ذُوالْحِجَّة۔ الْهَدْيَ: قربانی کا وہ جانور جسے حرم میں لے جاکر ذبح کیا جائے۔ الْقَلَائِدَ: (واحد قِلَادَة) وہ جانور جن کے گلے میں پٹے ڈال رکھے ہوں۔ ان جانوروں کی عظمت اور بڑائی کے پیش نظر ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

مفہوم و مطلب

گزشتہ آیت میں مذکور ہوا تھا کہ احرام کی حالت میں شکار جائز نہیں۔ یہ تو اتنی عزت اور شان و شوکت والا گھر ہے۔ کہ جہاں جنگلی جانوروں اور پرندوں کے لیے امن و سلامتی ہے وہاں انسانوں کے لیے بھی آفات اور خطرات سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ حرم پاک نیکیوں، برکتوں اور سعادتوں کے حصول کے لیے بڑا مقدس اور متبرک مرکز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اس مربع شکل گھر یعنی کعبہ کو عزت و حرمت والا ٹھہرایا گیا ہے۔ لوگ آکر اس کے پڑوس میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ حج اور عمرہ کرتے ہیں۔ اپنی عاقبت کو سنوار لیتے ہیں۔ تاجر لوگ تجارت اور کاروبار کرتے ہیں۔ خوفزدہ انسان یہاں پہنچ کر امن محسوس کرنے لگتا ہے۔ ایک کمزور و

Marfat.com

ناتواں آدمی اس حرم پاک میں قدم رکھنے کے بعد اپنے اندر ایک قوت اور طاقت محسوس کرتا ہے۔ اور کوئی اس سے تعرض نہیں کرتا لوگ دور دراز علاقوں سے آکر سرزمین حرم میں جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر یہ ذوالحجہ کا متبرک مہینہ دیکھو اس کو بھی عزت والا مہینہ ٹھہرایا گیا۔ لوگ اقطار عالم سے یہاں پہنچ کر اس ذوالحجہ میں حج کے مناسک و رسوم ادا کرتے ہیں۔ لوگ کعبہ کی بدولت مشہور عام و خاص ہوئے۔ ان کی شہرت دور دراز علاقوں تک پہنچ گئی۔ لوگ ذوالحجہ کے مہینے میں جمع ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اسی طرح قربانی کو لوگوں کے لیے باعث نجات ٹھیرایا۔ محتاج اور مساکین قربانی کے جانوروں کا گوشت لے لیتے ہیں۔ کوئی آدمی بیکار نہیں۔ یہاں سب مصروف و مشغول ہیں۔ کچھ لوگ ذکر الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔ یہ سب اس لیے ہے۔ کہ تم لوگ یہ جان لو کہ اللہ تعالےٰ کے ہر کام میں کچھ حکمتیں مضمر ہوتی ہیں۔ اللہ ہر چیز سے باخبر ہے زمین کے نیچے اور آسمانوں سے اوپر کی سب چیزوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔

Marfat.com

آیت نمبر ۹۸ - ۱۰۰: اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے

الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۹۸

اور یہ بھی کہ خدا بخشنے والا مہربان بھی ہے

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ

پیغمبر کے ذمے تو صرف (ارشادات خدا کا) پہنچا دینا ہے اور جو کچھ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ ۹۹

تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو خدا سب جانتا ہے

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ

کہہ دو کہ ناپاک چیز اور پاک چیز برابر نہیں ہو سکتی گو ناپاک چیزوں

اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

کی کثرت تمہیں خوش ہی لگے تو عقل والو! خدا

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۱۰۰

سے ڈرتے رہو تاکہ رستگاری حاصل کرو

Marfat.com

تشریح الفاظ اَلرَّسُوْل سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
لَایَسْتَوِیْ: برابر نہیں ہے (اِسْتَوٰی یَسْتَوِیْ
سے باب افتعال اِسْتِوَاء)۔ اَلْخَبِیْثُ: ناپاک مراد ہے
حرام چیز۔ اَلطَّیِّبُ: پاکیزہ، مراد ہے حلال چیز۔ اَعْجَبَکَ
(اَعْجَبَ + کَ) تجھے خوش لگے، پسند ہو۔ اُولِی نصبی اور
جزی حالت میں اُولِی، رفعی حالت میں اُولُو (جیسے اُولُوالعزم
وغیرہ) واحد ذُوْ آتا ہے۔ مؤنث اُولَاتِ (جیسے اُولَاتُ
العلم، اُولَاتِ الفضل) اس کا واحد ذات ہے۔
اُلْاَلْبَاب: واحد لُبّ بمعنی عقل۔ یعنی عقل والو۔ اصل میں یہ
اُولُو الْاَلْبَابِ تھا۔ اُولُو مضاف ہے اور مضاف پر یَا
آنے سے مضاف منصوب ہو جاتا ہے۔ اس لیے یَا اُولِی
الْاَلْبَابِ بن گیا۔

مفہوم و مطلب اس آیت میں بتایا کہ جو لوگ احکام الٰہی
کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اللہ کی حدود
کو توڑتے ہیں۔ اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کرتے ہیں۔
انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تعزیرات اور سزا کے
معاملے میں بڑا سخت ہے۔ اور جو شخص اللہ کی فرمانبرداری کرتا
ہے، اس کے حکموں پر چلتا ہے، گناہوں سے توبہ و استغفار
کرتا ہے تو ایسے لوگوں کو اپنی رحمت اور بخشش اس کے

Marfat.com

عذاب پر غالب ہے۔ اور اکثر گناہ معاف کر دیتا ہے شرط یہ ہے کہ انسان صدق دل سے توبہ کرے اور اللہ کی طرف جھک جائے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے

پھر فرمایا کہ لوگوں کی ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ رسولؐ کا کام تو صرف پیغام حق پہنچا دینا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ہر ممکن طریق سے اللہ کے احکام پہنچا دیے جس نے حق بات قبول کر لی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے خدا کا کلام سن کر منہ موڑ لیا، اس کی عاقبت خراب ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ کون مؤمن ہے۔ اور کون کافر، کون مطیع اور فرماں بردار ہے اور کون سرکش و نافرمان۔ وہ تو دل کے بھیدوں سے بھی واقف ہے۔ ظاہر و باطن اس کے سامنے ہیں۔ کوئی چیز اور کوئی خیال و عمل اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پیغمبرؐ نے اپنا فریضۂ تبلیغ حق اور اشاعت دین پورا کر دیا۔ اب عوام کی ذمہ داری ہے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا عمل لائے ہیں۔

پھر فرمایا۔ اے نبیؐ! اپنی اُمت کو بتا دو پاک و ناپاک حلال و حرام، اطاعت اور سرکشی، ایمان و کفر، نیکی اور بُرائی برابر نہیں ہو سکتے۔ اگر حرام اور ناپاک چیزوں کی کثرت ہو جائے، برائی ساری دنیا میں پھیل جائے۔ اور یہ برائی

Marfat.com

دیکھنے والوں کو مرغوب و پسندیدہ ہو' کفر اور گناہ کتنا ہی دلفریب اور جاذب نظر کیوں نہ ہو' یہ بہرحال ناپاک و حرام ہے۔ اللہ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اللہ کے نزدیک تو نیک اعمال کی قدر و منزلت ہے ایمان کی قدر ہے' نیکی کی قدر ہے۔ اس چند روزہ زندگی میں گناہوں کی دلفریبیاں' کفر و انکار کی دلکشی عصیاں اور سرکشی کی جاذبیت محض عارضی چیز ہے۔ مرنے کے بعد خدا کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ وہ ہر عمل سے باخبر ہے۔ اللہ کے ہاں تو تھوڑا سا عمل صالح اور حلال مال بھی قابل قدر ہے اس کا ثواب ملے گا۔ اور بداعمالیوں کے انبار اور حرام مال کے ڈھیر بھی بے حقیقت ہیں۔ بڑی سے بڑی ناپاک اور حرام کی دولت بھی دوزخ سے نہیں بچا سکتی اور عمل صالح کے مقابلے پر گناہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں گناہ تو الٹا عذاب کا موجب ہے۔ پاک مال سے ایک پیسہ بھی صدقہ خیرات کرنا باعث اجر ہے اور ناپاک مال سے لاکھوں روپے خیرات کر دینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد عقلمندوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ عقل و انصاف سے کام لو۔ ذرا سوچو اور غور کرو کہ فائدہ کس میں ہے اطاعت میں یا سرکشی میں؟ جب یہ حقیقت ہے۔ کہ گناہ

Marfat.com

دوزخ میں لے جائے گا اور نیکی جنت میں۔ تو پھر تم گناہوں سے کیوں نہیں بچتے۔ خدا کی نافرمانی سے بچنا ہی کامیابی اور فلاح کا ضامن ہے۔

آیت نمبر ۱۰۱-۱۰۲۔ يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال

تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

کرو کہ اگر (ان کی حقیقتیں) تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری معلوم

وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

ہوں اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں ایسی باتیں پوچھوگے تم

تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

پر ظاہر بھی کر دی جائینگی (اب تو خدا نے ایسی باتوں اکے پوچھنے سے)

حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ

درگزر فرمایا ہے اور خدا بخشنے والا بردبار ہے اس طرح کی باتیں تم سے

Marfat.com

ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝١٠٢

پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں (مگر بتائے جانے پر) پھر ان سے منکر ہو گئے

تشریح الفاظ لَا تَسْئَلُوْا: تم سوال نہ کرو۔ نہ پوچھو تُبْدَ لَكُمْ (تُبْدَ + لَكُمْ) تمہارے لیے ظاہر کیا جائے

تُبْدَ اصل میں تُبْدٰى تھا، اِن کی وجہ سے ی کو حذف کر دیا گیا۔ بَدَا يَبْدُوْ بَدَاءً (بمعنی ظاہر ہونا) سے اَبْدٰى يُبْدِىْ اِبْدَاءً باب اِفعال سے اور تُبْدٰى مضارع واحد مؤنث غائب مجہول ہے تَسُؤْكُمْ: (تَسُؤْ + كُمْ) تَسُوْءُ سَاءَ يَسُوْءُ سے، تمہیں بری لگیں، تمہیں ناگوار ہوں جواب شرط ہونے کی وجہ سے تَسُؤْ بن گیا ہو حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ يُنَزَّلُ: نَزَلَ سے نَزَّلَ يُنَزِّلُ تَنْزِيْلًا باب تفعیل بمعنی آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا نازل کرنا۔ يُنَزَّلُ مضارع مجہول ہے یعنی نازل کیا جاتا ہے۔ حِيْنَ بمعنی جب، مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور نزول وحی کے زمانہ میں۔ تُبْدَ + لَكُمْ: اس مسئلہ کے بارے میں اللہ کا حکم واضح کیا جائے۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا: اللہ اس مسئلہ کے متعلق تمہارے سوال سے درگزر کرے۔ آئندہ ایسی سوال نہ کریں۔ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ: تم سے پہلے لوگوں نے

Marfat.com

بھی اپنے انبیاء سے اس قسم کے سوالات پوچھے تھے۔ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ: اس سے انکار کر بیٹھے۔

مفہوم و مطلب ان آیتوں کے شان نزول سے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت ہے۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔ اس پر اَقرَع بن حابس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر سوال کیا۔ آپؐ نے پھر منہ موڑ لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ نہیں، اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور اگر ہر سال واجب ہو جاتا تو تم ہر سال حج نہ کر سکتے۔ جو بات میں نہیں بتاتا، وہ کرید کرید کر پوچھا نہ کرو۔ تم سے پہلی قومیں بکثرت سوال کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ جس کا میں حکم دوں، وہ جہاں تک بن پڑے کر لیا کرو۔ جب کسی چیز سے روکوں تو باز آ جایا کرو۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ میں نے ویسا خطبہ نہیں سنا تھا آپؐ نے فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تمہارا ہنسنا کم اور رونا زیادہ ہو جائے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے چہرے چھپا لیے اور زار زار رو رہے تھے۔ اس موقع پر ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ فلاں، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (صحیح بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی)
اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا۔ کہ اے ایمان والو! جس چیز کے بارے میں قرآن مجید اور وحیِ الٰہی خاموش ہو، اس سے متعلق سوال نہ پوچھو۔ اگر تم خواہ مخواہ سوالات کرو گے تو وحی کا سلسلہ تو جاری ہے، قرآن مجید نازل ہو رہا ہے یہ عین ممکن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سوال کے جواب میں ایسے احکام نازل کر دے جو تمہارے لیے باعث تکلیف و مشقت ہوں یا تمہیں اس سوال کا جواب سن کر رنج و غم ہو۔ البتہ یہ جائز ہے کہ قرآن مجید نے کوئی حکم اجمالاً بیان کیا ہو تو تم اس کی تشریح اور توضیح پوچھ لو۔ غیر متعلقہ امور کے بارے میں تمہارے گزشتہ سوالات کو اللہ نے معاف فرما دیا۔ اب اللہ نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے کہ آئندہ ایسے لایعنی سوالات نہ پوچھو۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اس کی بخشش اور بردباری ہے کہ وہ تمہارے گناہوں سے درگزر کر دیتا ہے، اور تمہیں فوراً سزا نہیں دیتا۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مسائل کے بارے میں سکوت اور خاموشی اختیار فرما کر تمہیں تکلیف اور مشقت سے بچا لیا ہے۔ اب تم بھی خاموش رہو۔ اس کی تائید میں ابو ثعلبہ کی حدیث ہے۔ جس میں نبی صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو فرائض عائد کر دیے ہیں، ان کو ضائع نہ کرو۔ اور جن اشیاء سے روکا ہے۔ ان کا ارتکاب نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حد بندی کر دی ہے۔ اس کی حدود کو نہ توڑو۔ اور چند امور سے اس نے عمداً خاموشی اختیار فرما کر تمہیں معافی دی ہے، ان کو کرید کرید کر مت پوچھو۔"

پھر فرمایا کہ تم سے پہلے بھی لوگوں نے اپنے اپنے نبیوں سے اسی طرح لایعنی سوالات پوچھے۔ جب ان سوالات کا جواب دے دیا گیا تو وہ انکار کر بیٹھے۔ حضرت صالحؑ کی قوم نے اپنے نبی سے اونٹنی کا تقاضا کیا۔ جب اللہ نے ایک اونٹنی بھیجدی تو انہوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح عیسائی قوم نے حضرت عیسیٰؑ سے سوال کیا۔ کہ وہ آسمان سے "مائدہ" لائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مائدہ نازل کیا تو وہ منکر ہو گئے۔ سابقہ امتوں نے یہ ثابت کر دیا کہ جب ان کے کہنے پر احکام نازل کئے گئے تو وہ سرکشی، بدعملی اور فسق و عصیان کی وجہ سے منکر ہو گئے۔ اور احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ گزشتہ امتوں سے تم سبق حاصل کرو۔

Marfat.com

آیت ۱۰۳۔۱۰۴: مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ

خدا نے نہ تو بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ

وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ

وصیلہ اور نہ حام یعنی ان میں سے کوئی چیز مشروع نہیں کی

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

بلکہ کافر خدا پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اور یہ اکثر عقل

الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۳ وَاِذَا

نہیں رکھتے اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب)

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ

خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو

اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے وہی

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا

ہمیں کافی ہے بھلا اگر ان کے بڑے نہ تو کچھ جانتے ہوں اور

Marfat.com

يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۱۰۴

نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی؟)

تشریح الفاظ مَا جَعَلَ اللّٰهُ: اللہ نے نام نہیں رکھے۔ مقرر نہیں کیا۔ شریعت میں حکم نہیں دیا' مِن زائدہ ہے۔
بَحِيْرَةٍ: وہ اونٹنی ہے۔ جو پانچ بچے دے چکی ہو۔ اور آخری بچہ نر ہو۔ تو عرب ایسی اونٹنی کا کان چیر دیتے تھے۔ نہ اسے ذبح کرتے نہ اس پر سواری کرتے' نہ اسے دوہتے۔ اور نہ اس اونٹنی کو پانی سے روکتے اور نہ چراگاہ سے۔ سَائِبَةٍ: وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادہ بچے دے۔ عرب زمانہ' جاہلیت میں ایسی اونٹنی پر نہ سواری کرتے' نہ اس کی اُون اتارتے اور نہ اس کا دودھ پیتے۔ وَصِيْلَةٍ: جب کوئی بھیڑ بکری مادہ بچہ دیتی تو عرب اپنے لیے رکھ لیتے' اگر نر بچہ دیتی تو اسے اپنے معبودوں کی نذر کر دیتے۔ اور اگر بکری بیک وقت ایک نر بچہ اور ایک مادہ بچہ دیتی تو عرب کہتے اب جوڑا بن گیا ہے۔ پھر نر بچہ معبودوں کے لیے ذبح نہ کیا جاتا۔ حَامٍ: وہ نر اونٹ ہے جس کی پشت (نسل) سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ عرب ایسے اونٹ پر نہ تو بوجھ لادتے۔ نہ پانی اور

Marfat.com

چراگاہ سے روکتے۔ بلکہ کہتے کہ اس اونٹ نے اپنی پشت کو بچالیا ہے۔ تَعَالَوْا: آؤ مفرد تعال ہے۔

مفہوم و مطلب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاہلیت کے عربوں نے ان چارپایوں کی عزت و حرمت اپنی طرف سے قائم کر لی ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا۔ ان کے تمام رسم و رواج باطل اور غیر مشروع ہیں۔ کافروں کی اس قسم کی سب باتیں جھوٹ ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔ اللہ نے اس کا مطلقاً کوئی حکم نہیں دیا۔ جب ان لوگوں کو وحی الٰہی اور قرآن مجید کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کے دل دلائل و براہین کو بالکل نہیں سنتے اور جمود اور بے حسی کے باعث کہدیتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا کرتے چلے آرہے ہیں وہ ہمارے لیے کافی ہے۔ قرآن مجید نے جواب دیا۔ کہ ان کے باپ دادا تو دینی سمجھ بوجھ سے کورے تھے بت پرستی اور شرک نے ان کے ذہن مسخ کر دیے تھے، ان کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے تھے۔ ان کے دل زنگ آلود ہو چکے تھے۔ وہ تو خود گمراہ تھے۔ ایسے باپ دادا کی پیروی کر کے تم راہ راست کیسے پا سکتے ہو۔ بغض و عداوت کی تاریکیاں اور شرک و بت پرستی کی ظلمتیں تمہیں نور ایمان

Marfat.com

اور راہِ ہدایت سے روک رہی ہیں۔ قرآن مجید نے دعوت دی کہ دلائل کو جانچو، براہین کا وزن دیکھو۔ اور جہالت، اندھی تقلید اور کورانہ بت پرستی سے باز آجاؤ۔

آیت نمبر ۱۰۵:- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ

مومنو! تم اپنی جانوں کی محافظت کرو جب تم

اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا

ہدایت پہ ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ تم سب کو

اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جو کام تم کرتے رہے ہو گے

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵

وہ (قیامت کو ایک ایک) تمہیں بتا دے گا

Marfat.com

تشریح الفاظ عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ: تم اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ۔ تم اپنا بچاؤ کرو۔ مَرْجِعُکُمْ: تمہارا لوٹنا یا رجوع کرنا۔

مفہوم و مطلب اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے ایمان والو! کفار اور مشرکین کا رویہ تمہارے سامنے ہے۔ ان کو اسلام اور توحید سے ضد ہے۔ وہ اپنے شرک و کفر پر مصر ہیں۔ دلائل و براہین کو سننے کے لیے وہ قطعاً آمادہ نہیں۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنی اصلاح کرو۔ اپنے آپ کو معاصی اور گناہوں سے بچاؤ۔ اگر تم راہِ راست اور رشد و ہدایت پر قائم رہے۔ تو گمراہوں کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ خود گمراہ لوگ گھاٹے اور خسارے میں ہیں۔ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ تمہارے نیک اعمال اور خلوصِ نیت تمہاری کامیابی کی دلیل ہوگی گمراہ لوگوں کی گمراہی ان کے لیے وبال بن جائے گی۔

البتہ ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جہاں تک بن پڑے ایک مؤمن تبلیغ و اشاعت سے عہدہ برا ہونے کی کوشش کرتا رہے۔ کیونکہ ظلم و عصیان انفرادی شے نہیں اس کے اثرات اجتماعی ہیں۔ معاشرہ میں فساد اور بگاڑ کی روک تھام ہر مسلمان کا فرض ہے۔ البتہ جب ہر طرف سے مایوسی نظر آنے

Marfat.com

لگے، جب دعوت وارشاد کا اثر بالکل مفقود ہو جائے، جب لوگ گناہوں پر اصرار کریں اور نیکی اور تقویٰ کی بات پر کان نہ دھریں تو پھر مؤمن کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ضرور بچائے رکھے، ایسا نہ ہو کہ وہ بھی گمراہوں کے ساتھ گمراہی کی رو میں بہ جائے۔ پھر فرمایا کہ انجام کار سب لوگوں کو خدا ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ وہ قیامت کے دن سب کے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔ ہر شخص کے کاموں کا جائزہ لے گا اس دن اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی نیکیوں اور برائیوں سے مطلع کرے گا پھر نیک لوگوں کو ابدی راحت اور زندگی کے لیے جنت میں بھیج دے گا۔ اور بدکردار لوگوں کو ان کے جرائم کی سزا میں دوزخ میں ڈال دے گا۔

آیت نمبر ۱۰۶-۱۰۸: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ

مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت

بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

کا وقت آ پہنچے تو شہادت کا نصاب یہ ہے کہ وصیت کرنے کے

Marfat.com

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ

وقت تم مسلمانوں میں سے دو صاحب عدل گواہ ہوں یا اگر تم سفر کر رہے

اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

ہو اور (اس وقت) تم پر موت کی مصیبت واقع ہو تو تم مسلمانوں کے سوا

فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ

دو اور شخص (گواہ ہونے چاہئیں)

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

اگر تمکو ان کی نسبت کچھ شک ہو تو ان دونوں کو (عصر کی) نماز کے بعد کھڑا کرو اور

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا

وہ دونوں خدا کی قسم کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے۔ گو وہ

وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ

ہمارا رشتہ دار ہی ہو۔ اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے اگر ایسا

اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ ۱۰۶ فَاِنْ

کریں گے تو گنہگار ہوں گے اگر خبر ہو جائے

Marfat.com

عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ

کہ ان دو نوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے تو جن لوگوں کا انہوں

يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ

نے حق مارنا چاہا تھا ان میں سے ان کی جگہ اور دو گواہ کھڑے ہوں اور

عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ

وہ (جس کے حق میں گواہی دیں) اس سے قرابت قریبہ بھی رکھتے ہوں) پھر وہ

اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ز صلے

خدا کی قسمیں کھائیں کہ ان کی شہادت سے ہماری شہادت بہت درست ہے

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۷ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں اس طریق

يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا

سے بہت قریب ہے اور یہ لوگ صحیح صحیح شہادت دیں یا اس بات سے

اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا

خوف کریں کہ (ہماری) قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی اور خدا

Marfat.com

اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ

سے ڈرو اور (اس کے حکموں کو گوش ہوش سے) سنو اور خدا نافرمان لوگوں

الْفٰسِقِیْنَ ۱۰۸ ع

کو ہدایت نہیں دیتا

تشریح الفاظ شَھَادَۃُ بَیْنِکُمْ: اس چیز کی شہادت جو کچھ تم کو معلوم ہے یا تم نے دیکھا ہے۔ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ: جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آپہنچے۔ ذَوَا عَدْلٍ: دو منصف اور عادل مِنْکُمْ: تم میں سے یعنی مومنوں میں سے یا بقول بعض تمہارے خاندان سے اٰخَرَانِ مِنْ غَیْرِکُمْ دو غیر مسلم، یا بقول بعض دو اجنبی۔ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ: تم سفر کرو۔ تَحْبِسُوْنَھُمَا: ان دونوں کو تم روکے رکھو۔ تاکہ کہیں بھاگ نہ جائیں مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوۃِ: مراد ہے عصر کی نماز کے بعد فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ: اور دونو خدا کی قسم کھائیں۔ اِرْتَبْتُمْ ان کی شہادت کے بارے میں) تم (وارثوں) کو شک ہو (رَیْبٌ سے اِرْتَابٌ باب افتعال ہے)۔ لَا نَشْتَرِیْ: ہم نہیں بیچتے، ہم تبادلہ نہیں کرتے۔ بِہٖ قسم کی طرف ضمیر راجع ہے۔ بعض کے مطابق اللہ کے ثواب یا شہادت کی طرف ضمیر راجع ہے۔ ثَمَنًا: لفظی ترجمہ

Marfat.com

قیمت مراد ہے عوض میں دنیا کی کوئی چیز نہیں لیں گے۔ ذَا قُرۡبٰی
ہمارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اگر قریبی رشتہ دار کے
خلاف بھی شہادت دینی پڑے تو ہم رشوت وغیرہ نہیں لیں گے۔
الاٰثِمِیۡنَ: گنہگار (واحد اِثم) عُثِرَ: اطلاع مل جائے۔ خبر
ہو جائے اسۡتَحَقَّا: ارتکاب کیا ہے۔ حاصل کیا ہے اِثۡمًا: گناہ
مراد ہے کہ حلف اٹھانے کے بعد معلوم ہو کہ ان گواہوں نے شہادت
میں جھوٹ بولا ہے جھوٹی قسم کھائی ہے یا موصی کی وصیت میں
خیانت کی ہے۔ فَاٰخَرَان: وارثوں میں سے دو آدمی جو ان
کی جگہ صحیح صحیح گواہی دیں، یا اللہ کی قسم کھائیں، یا ان کی خیانت
کا اظہار کریں۔ یَقُوۡمٰنِ مَقَامَهُمَا: پہلے دو گواہوں اور
حلف اٹھانے والوں کی طرح گواہی دینے اور حلف اٹھانے کے
لیے کھڑے ہوں۔ مِنَ الَّذِیۡنَ اسۡتَحَقَّ عَلَیۡهِمُ: ان وارثوں
میں سے جن کے خلاف گواہوں نے جھوٹی شہادت دی۔ الاَوۡلَیٰنِ
تثنیہ ہے اَوۡلیٰ کا یعنی دو قرابت دار۔ وَمَا اعۡتَدَیۡنَا: اور
ہم نے شہادت یا قسم میں کسی حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اِذًا: اگر جھو
قسم کھائی تو پھر۔ اَدۡنٰی: زیادہ قریب۔ (دَنَا یَدۡنُوۡ دُنُوًّا
سے دَانٍ اسم فاعل اور اَدۡنٰی اسم تفضیل)۔ وَجۡهِهَا: اپنی اصلی
حالت میں یعنی کذب اور خیانت کے بغیر تُرَدَّ: رد کردی جائے گی
باطل ٹھرائی جائے گی۔ اَیۡمَانٌ بَعۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ: ہماری قسمیں

Marfat.com

وارثوں کے حلف کے بعد۔ یعنی وارثوں کے حلف کے بعد ہماری قسم باطل قرار دے دی جائے گی۔ اَلْفٰسِقِیْنَ: نافرمان۔

مفہوم و مطلب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی تجارت یا کسی اور غرض سے سفر کو نکلے۔ پھر دورانِ سفر میں جب اسے اپنی موت کے آثار نظر آنے لگیں تو وہ وصیت کر سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو دو عادل مسلمانوں کو اپنی وصیت کا گواہ ٹھیرا لے۔ اگر مسلمان گواہ دستیاب نہ ہوں تو پھر دو غیر مسلم گواہ مقرر کر لے۔ تاکہ یہ گواہ اس کی وصیت اور ترکہ کی گواہی دے سکیں۔ گواہوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ تم ان دونو گواہوں کو نمازِ عصر کے بعد تک روکے رکھو، پھر وہ عصر کے بعد گواہی دیں۔ کیونکہ یہ وقت کئی اعتبار سے موزوں ہے۔ اہلِ کتاب کے نزدیک یہ وقت مقدس ہے اور وہ اس وقت جھوٹ بولنا روا نہیں سمجھتے۔ پھر یہ وقت فرصت و فراغت کا بھی ہے۔ دن بھر کے کام کاج سے قدرے فراغت مل جاتی ہے اور لوگ بکثرت جمع ہو سکتے ہیں اور اگر گواہ جھوٹی شہادت یا خیانت وغیرہ کے مرتکب ہوں گے تو برسرِعام ان کی رسوائی اور ذلت ہو گی۔ اس کے بعد اگر تمہیں ان کے بیان میں شک نظر آئے تو دونو گواہ اللہ کی قسمیں کھائیں۔ کہ ہم کسی دنیاوی غرض اور رشوت وغیرہ کے لیے حلف نہیں اٹھا رہے، اور

Marfat.com

یہ کہ ہم گواہی کا پورا پورا حق ادا کریں گے۔ کسی بات کو نہ چھپائیں گے خواہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اگر رشوت وغیرہ لیں جھوٹی قسم کھائیں۔ شہادت کے کسی حصے کو بھی چھپائیں یا ترکہ میں خیانت کریں تو ہم گنہگار ٹھہریں گے۔ اور ظالموں میں شمار ہوں گے جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ گواہوں نے جھوٹ بول کر گواہی کو بدل کر، یا مُوصِی کے ترکہ میں خیانت کرکے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو وارثوں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ حق ثابت کرنے کے لیے ان دونوں کی گواہی کو ٹھکرا دیں اور میت کے وارثوں میں سے دو قریبی آدمی گواہی دے کر پہلے دونوں گواہوں کی شہادت کو باطل قرار دے سکتے ہیں۔ ان آخری گواہوں کو اس بات کا حلفیہ اقرار کرنا پڑے گا کہ ان کی شہادت بالکل درست اور صحیح ہے اس کے بعد پہلے گواہوں کی شہادت مردود ٹھہرے گی۔ کیونکہ انہوں نے حدود الٰہی سے تجاوز کیا تھا۔ جھوٹی قسم کھانے والا ظالم بھی ٹھہرتا ہے یہ بات بڑی واضح ہے کہ قسم کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے۔ جب گواہوں کی صداقت پر شک کیا جائے۔ بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ جب گواہ غیر مسلم ہوں تو پھر قسم ضروری ہے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ کیے جاتے ہیں

۱۔ مرنے والے کو وصیت کی اجازت، سفر کی حالت میں بالخصوص وصیت کی ترغیب۔

Marfat.com

۲۔ وصیت اور ترکہ وغیرہ کے لیے دو گواہوں کا تقرر۔
۳۔ بہتر صورت یہ ہے کہ گواہ مسلمان مؤمن ہوں۔
۴۔ بحالت مجبوری وصیت کے بارے میں غیر مسلم کی گواہی بھی جائز ہے۔
۵۔ گواہی کے اعلان اور بیان کے لیے مناسب وقت کا تقرر، جہاں کہ لوگ بکثرت جمع ہو سکیں۔
۶۔ بصورت شک گواہ حلف اٹھائے کہ وہ حق بات کہے گا، شہادت میں کمی بیشی اور مال میں خیانت نہیں کرے گا۔ اور کسی فریق کی وہ رعایت نہیں کرے گا۔
۷۔ غلط شہادت اور خیانت سے گواہی باطل اور مردود ہو جاتی ہے جب کہ وارث حلفیہ تردید کردیں۔
۸۔ جھوٹی گواہی اور مال میں خیانت گناہ اور خدا کی نافرمانی ہے
۹۔ صحیح صحیح شہادت کے لیے مناسب اہتمام ضروری ہے۔
۱۰۔ کسی مصلحت یا عدم احتیاط کی وجہ سے احکام الٰہی میں کوتاہی سے نافرمانی واجب آتی ہے۔

اوپر کی آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی موت کا وقت قریب آپہنچے تو وہ دو مسلمان عادلوں کو اپنی وصیت کا گواہ مقرر کرے۔ اگر سفر میں ہو، اور مسلمان شاہد نہ مل سکیں۔ تو دو کافروں کی شہادت بھی جائز ہے۔ اگر مرنے والے کے وارثوں کو ان

Marfat.com

گواہوں کی صداقت میں شک ہو تو گواہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ حق بات کہتے ہیں، شہادت کو چھپاتے نہیں اور میت کے مال میں ذرا بھی خیانت نہیں کرتے، اگر حلف اٹھانے کے بعد بھی ان گواہوں کے خلاف کوئی بات ثابت ہو جائے تو میت کے وارثوں میں سے دو آدمی قسم کھا کر اپنا مطالبہ پیش کریں۔ ان کی قسم کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔

ان آیات کے نزول کے ضمن میں ایک روایت ہے کہ تمیم داری اور عدی بن بداء دو عیسائی مکہ، مدینہ اور شام میں تجارت کا مال لے کر آیا جاتے کرتے تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد ایک مرتبہ وہ شام کو گئے اور ان کے ساتھ حضرت عمرو بن عاص کا ایک مولیٰ بُدَیلؓ بن ابی ماریہ بھی مال تجارت لے کر چل پڑے۔ یہ بدیلؓ مسلمان تھے۔ ان کے سامانِ تجارت میں چاندی کا ایک قیمتی اور مرصع پیالہ تھا راستے میں کسی مقام پر حضرت بدیل بیمار ہو گئے انہوں نے اپنے دونوں ساتھیوں تمیم اور عدی کو وصیت کی کہ وہ دونو ان کا سامان ان کے گھر پہنچا دیں۔ بدیل نے ایک رقعہ لکھ کر سامان میں بند کر دیا۔ مگر ان میں سے کسی کو اس یادداشت کے متعلق نہ بتایا۔ تمیم اور عدی نے چاندی کا پیالہ نکال لیا۔ ادھر گھر والوں نے پیالہ تلاش کیا، لیکن انہیں چاندی کا پیالہ نہ ملا۔ معاملہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا

Marfat.com

اس وقت آیت نمبر ۱۰۶ نازل ہوئی۔ چنانچہ آپؐ نے تمیم اور عدی کو بلا کر پوچھا تو وہ قسم کھا گئے کہ ہم نے پیالہ نہیں لیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد پیالہ ان دونوں کے پاس دیکھا گیا۔ معاملہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ اس موقع پر آیات ۱۰۷، ۱۰۸ نازل ہوئیں۔ چنانچہ حضرت عمروؓ بن عاص اور مطلب بن ابی رفاعۃ نے حلف اٹھایا کہ ہماری بات دو نصرانیوں سے زیادہ صحیح اور مضبوط ہے اور جام بُدَیل کا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جام ان سے لے کر بُدَیل کے گھر والوں کو دلوا دیا۔

آیات نمبر ۱۰۹-۱۱۵ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ

جس دن خدا سب پیغمبروں کو جمع کریگا تو

فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۗ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۗ

ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ (پروردگار)

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۰۹ اِذْ قَالَ

ہمیں (لوگوں کے دلوں کا حال) کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے خوب وا

Marfat.com

اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي

واقف ہے اس روز خدا (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرے

عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ

ان احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے جب میں نے

بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي

روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی) تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک

الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ

ہی نسق بدیع پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ

اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس

تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ

بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا

میرے حکم سے اڑنے لگتا

Marfat.com

بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور

بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ

مُردے کو میرے حکم سے (زندہ کرکے) نکال کھڑا کرتے تھے اور

كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ

جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا تھا جب تم ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

پاس کھلے ہوئے نشان لے کر آئے جو ان میں کافر تھے کہنے لگے یہ تو

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَاِذْ

صریح جادو ہے اور جب میں

اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ

نے حواریوں کو الہام کیا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ کہنے لگے

وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا

کہ (اے پروردگار) ہم ایمان لائے اور تو شاہد رہیو کہ

Marfat.com

مُسْلِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى

ہم فرماں بردار ہیں۔ (یہ قصہ یاد کرنے کے لائق ہے) جب حواریوں نے کہا

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ

کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تمہارا پروردگار پسند کرتا ہے کہ ہم پر آسمان سے

يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ

خوان (طعام) نازل کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے

اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا

ہو تو خدا سے ڈرو وہ بولے

نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا

کہ ہمارا یہ مقصود ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل

وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ

تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس

عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى

(خوان کے نزول) پر گواہ رہیں (تب) عیسٰی بن مریم

Marfat.com

ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا

نے (خدا سے) دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے عید ہو جائے

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا

یعنی ہمارے اگلے اور پچھلوں (سب) کے لئے اور تیری طرف سے نشانی ہو اور

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ

ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور

مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ

خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اسے

فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا

ایسا عذاب دوں گا کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

عذاب نہ دیا جائے گا

Marfat.com

تشریح الفاظ یَوْمَ: سے مراد یوم قیامت۔ یَجْمَعُ: جمع کریگا مَاذَا اُجِبْتُمْ: تمہیں کیا جواب دیا گیا یعنی تمہاری امتوں نے تمہاری دعوت و تبلیغ کا کس طرح خیر مقدم کیا جن لوگوں کے پاس تمہیں بھیجا گیا تھا ان کا ردِ عمل کیا تھا، لَا عِلْمَ لَنَا: ہمیں کچھ علم نہیں۔ مفسرین کا خیال ہے۔ کہ روز محشر کے ہولناک اور خوفناک مناظر کی وجہ سے پیغمبروں پر بھی عجز و انکسار مستولی ہوگا۔ وہ عدم قدرت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کہ یا اللہ تو خوب جانتا ہے۔ تیرے علم کے مقابلے پر ہمارا علم بھی بے حقیقت ہے۔ ہمیں تو ظاہری الفاظ کا علم ہوسکتا ہے لیکن باطن کے اسرار تک ہماری قاصر نگاہ کیسے پہنچ سکتی ہے۔ اَیَّدْتُکَ: میں نے تیری مدد کی۔ تائید کی۔ تجھے قوت اور عزم عطا کیا۔ رُوحِ الْقُدُسِ: فرشتہ وحی یعنی جبرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص روح طاہرہ عطا کی ہے تُکَلِّمُ النَّاسَ: تو باتیں کرتا تھا۔ الْمَهْدِ: جھولا، مراد بچپن۔ کَهْلًا: بڑھاپے میں، تیس برس سے اوپر کی عمر میں یعنی عہد نبوت میں۔ اِذْ: جب، یعنی میری نعمت یاد کرو جب میں نے تمہیں کتاب کی تعلیم دی، کتاب الٰہی سکھائی کتابت کی تعلیم دی۔ کتاب سے مراد خط یعنی لکھائی بھی ہے۔ الْحِكْمَةَ: علم اور حسنِ تدبیر، اُسوہ۔ صحیح علم جو دین دنیا میں نافع عمل ہے

Marfat.com

کَهَیْئَةِ: ک بمعنی مانند۔ ھَیْئَةِ بمعنی شکل۔ فَتَنْفُخُ: پس تو پھونکتا تھا۔ فِیْھَا: پرندے کی اس شکل میں تُبْرِئُ: تو تندرست کرتا تھا۔ الْاَکْمَهَ: پیدائشی اندھا۔ الْاَبْرَصَ: برص کی بیماری والا، کوڑھی، وہ شخص جس کے بدن پر سفید سفید داغ نمودار ہوجائیں تُخْرِجُ الْمَوْتٰی: تو مردوں کو قبروں سے زندہ نکالتا تھا کَفَفْتُ عَنْ: میں نے روک دیا۔ باز رکھا۔ سِحْرٌ: جادو۔ مُبِیْنٌ: ظاہر کھلا، بیّن۔ اَوْحَیْتُ: میں نے دل میں ڈال دیا۔ حکم دیا۔ الْحَوَارِیّٖنَ (واحد حَوَارِیّ) ظاہر و باطن میں مخلص۔ مَائِدَة: کھانا، دسترخوان خوانِ نعمت۔ یَسْتَطِیْعُ: بمعنی پسند کرتا ہے، خوشی محسوس کرتا ہے بقول بعض قدرت رکھتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ: یا اللہ۔ لفظ اَللّٰہُ کے ساتھ م بڑھا دینے سے اَللّٰھُمَّ بن گیا حرف م ندا کا فائدہ دیتا ہے۔ اٰیَةً: نشانی، نشان قدرت، علامت صداقت و نبوت۔

مفہوم و مطلب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تمام پیغمبروں کو جمع کر کے ہر ایک سے پوچھے گا کہ جب میں نے تمہیں نبی اور پیغمبر کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز کیا تھا۔ اور تم نے لوگوں کو پیغام حق سنایا، میری اطاعت اور توحید کی طرف بلایا جب تم نے لوگوں کو بت پرستی چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ تو اس وقت تمہاری امت نے کیا جواب دیا؟ تمہاری دعوت سن کر ان پر کیا ردعمل ہوا؟ اس وقت انبیاء کرام ؑ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ جواب عرض

Marfat.com

کریں گے کہ اے اللہ! انہوں نے جو کچھ جواب میں کہا ہمیں یاد نہیں تو خوب جانتا ہے کہ ان کا جواب کیا تھا۔ جو الفاظ ان کے منہ سے نکلے اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ تھا۔ وہ سب تیرے سامنے ہے۔ کوئی شے تجھ سے مخفی نہیں۔ علم غیب تیرا خاصا ہے کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ انبیاء کا یہ جواب اپنے عجز و انکسار کے اظہار کی خاطر ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کامل کے مقابلے پر اپنے علم ناقص کا اعتراف لیکن بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ قیامت کے ہولناک مناظر اور خوفناک حالات کی وجہ سے نبیوں اور پیغمبروں پر ذہول اور بھول کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔

اوپر کی آیت کے اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بطور نمونہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ تاکہ لوگوں کے لیے عبرت کا سامان مہیا ہو۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کا انکار کر کے انہیں ساحر اور جادوگر کہا وہ بھی حقیقت سے باخبر ہو جائیں اور جنہوں نے ان پہ ایمان لا کر انہیں خدا اور معبود ٹھہرایا وہ بھی عبرت پکڑیں۔ فرمایا کہ اس دن کو یاد کرو۔ جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم ایسے اولوالعزم پیغمبر سے فرمائے گا۔ کہ اے عیسیٰ بن مریمؑ میری اس نعمت کو یاد کر جس سے میں نے تجھے اور تیری والدہ کو سرفراز فرمایا، جب میں نے فرشتہ وحی یعنی جبریلؑ کو بھیجکر تیری تائید کی اور تجھے قوت و عزم عطا کیا۔ لوگوں نے تیری ماں پر تہمتیں تراشیں،

Marfat.com

عیب لگائے، اس کے کردار اور سیرت پر الزام لگایا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ بلا باپ کیسے بچہ پیدا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے فرشتہ بھیج کر تیری والدہ کا ایمان مضبوط و محکم کیا، وہ مخالفوں کے طعن تشنیع کو برداشت کرنے لگی۔ پھر اللہ نے اپنے خاص انعام سے تجھے بچپن میں قوت گویائی عطا کی۔ تو نے توفیق الٰہی اور تائید ایزدی سے جھولے میں یہ اعلان کیا کہ میری ماں ان الزامات اور تہمتوں سے بری اور پاک ہے۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے صاحب کتاب نبی بنایا اور مجھے بابرکت ٹھہرایا ہے۔ پھر فرمایا کہ میرا یہ انعام بھی یاد کرو کہ میں نے تجھے لکھنا پڑھنا سکھایا، محکم رائے اور حسن تدبیر عطا کی، صحیح علم دیا۔ توراۃ اور انجیل سمجھنے کی توفیق بخشی۔ پھر یہ انعام بھی کیا کم تھا کہ میں نے تجھے معجزات اور خوارق عطا کئے۔ تو مٹی کے پرندے بناتا پھر ان میں پھونکتا تو اذن الٰہی اور حکم ربی سے اس مٹی کے بت میں جان پیدا ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ انعام بھی کیا کہ تمہیں یہ قوت اور قدرت عطا کی کہ مادر زاد اندھوں کو بینا کر دو۔ کہ وہ دیکھنے لگیں۔ کوڑھیوں اور برص کی بیماری والوں کو بھلا چنگا کر دو کہ وہ بالکل تندرست ہو جائیں۔ تمہیں یہ قدرت بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کی کہ مردوں کو قبروں سے نکال زندہ کھڑا کر دو۔ باوجودیکہ تمہیں کھلے معجزات اور واضح نشانات و خوارق دے کر بھیجا گیا پھر بھی بنی اسرائیل تمہاری نبوت پر ایمان نہ لائے وہ تمہارے دشمن بن گئے۔ تمہیں جادوگر اور ساحر کے نام سے پکارنے لگے تمہارے معجزات کو فریب نظر اور دھوکہ سمجھے۔ بالآخر وہ تمہارے

Marfat.com

قتل کے درپے ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں ان سے بچا لیا۔
پھر یہ انعام بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب میں نے تمہارے ماننے والوں میں سے مخلص لوگوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اے مسیح کے حواریو! تم مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰ پر اپنے ایمان کا اعلان کر دو۔ تاکہ جو یہودی تمہاری تکذیب کر رہے ہیں انہیں معلوم ہو جائے کہ تم سچے نبی ہو اور کچھ لوگ تم پر ایمان لا چکے ہیں اور تمہاری نبوت کی تصدیق کر چکے ہیں۔ چنانچہ حواریوں نے اعلان کر دیا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور مسیح ابن مریم کو خدا کا سچا رسول تسلیم کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے اللہ کو اس بات پر گواہ ٹھیرایا کہ ہم ایمان میں مخلص ہیں اور خدا کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حواریوں کا ایک مطالبہ نقل فرمایا ہے۔ کہ وہ انعام بھی یاد کرو کہ جب حواریوں نے عیسیٰ بن مریم سے سوال کیا تھا کہ کیا تمہارا پروردگار اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرمائے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس مطالبہ کے جواب میں حواریوں کو تقویٰ کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ ایمان و اخلاص اور رضا و تسلیم کے بعد اس قسم کا مطالبہ جائز نہیں۔ حواریوں کا یہ مطالبہ اپنے لیے اطمینان قلب کے لیے تھا اور یہود کے لیے معجزہ کے طور پر اتمام حجت کے لیے حواری بھوکے تھے وہ چاہتے تھے کہ معجزانہ انداز میں ان کے لیے آسمان سے بنا بنایا اور تیار شدہ کھانا آئے۔ وہ کھا کر سیر بھی ہو جائیں۔ اور اتمام حجت بھی ہو کہ یہ نبی سچے اور برحق ہیں اور مزید اطمینان کے ساتھ

Marfat.com

مزید شہادت کا موقع میسر آئے اس آیت کے ضمن میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حواری بہترین لوگ تھے، وہ قطعاً اللہ تعالیٰ کی قدرت طاقت میں شک نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے یہ انداز محض سوال میں تلطف کی خاطر اختیار کیا۔

حواریوں کے اطمینانِ قلب اور رفع احتیاج کی خاطر اور یہود پر اتمام حجت کے لیے حضرت عیسیٰؑ نے خدا کے حضور میں دعا کی کہ اے اللہ! اے ہمارے پالنہار! ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما۔ نزول نعمت کا یہ دن ہمارے عہد میں لوگوں کے لیے مسرت و خوشی اور عید و سرور کا دن قرار پائے اور ہمارے بعد آنے والوں کے لیے بھی۔ یہ نزول نعمت تیری طرف سے میری نبوت کی دلیل اور میری صداقت کی نشانی بھی ٹھہرے اے اللہ! تو بہترین روزی دینے والا ہے ہمیں روزی دے اور ہمیں توفیق عنایت فرما کہ ہم تیری نعمتوں پر تیرا شکر بھی ادا کر سکیں۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم پر خوان نعمت نازل فرماؤنگا اس کے بعد بھی جو شخص انکار اور کفر کا مرتکب ہو گا۔ تو میں اسے بڑا سخت عذاب دونگا۔

آیت نمبر ۱۱۶ ۔ ۱۲۰ : وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم

Marfat.com

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ

کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو دو معبود مقرر کرو

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ

وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق

اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ

نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ جو بات میرے دل میں

عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ

ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک

نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝۱۱۶ مَا قُلْتُ

تو علام الغیوب ہے میں نے ان

لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ

سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت

وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ

کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا

فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ

ان (کے حالات) کی خبر رکھتا تھا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا

Marfat.com

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ

نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے

فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ

تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) تو غالب اور

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ

حکمت والا ہے خدا فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ راستبازوں

الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ

کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ

رہی ہیں (اور) ابدالآباد ان میں بستے رہیں گے خدا ان سے راضی اور وہ

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ ۱۱۹ لِلّٰهِ

خدا سے راضی۔ یہی بڑی کامیابی ہے آسمان

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ وَهُوَ

اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہت

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ۱۲۰ ع

ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

Marfat.com

تشریح الفاظ اِذْ: بمعنی اِذَا (جب) مستقبل کے لیے۔ یعنی قیامت کے روز۔ مِنْ دُوْنِ: سوا۔ سُبْحَانَكَ: تو پاک ہے۔ یعنی میں تجھے شریک اور ساجھی کی آلائشوں سے پاک اور مبرا سمجھتا ہوں ۔ شَهِيْدًا: نگران، خبردار۔ تَوَفَّيْتَنِيْ: قرآن مجید میں تَوَفّی تین معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) وفات رفع یعنی آسمان پر زندہ اٹھالینا۔ (۲) وفاتِ نوم یعنی سلا دینا (۳) وفاتِ موت (قرطبی) مَادُمْتُ: جب تک میں تھا (دَامَ یَدُوْمُ سے واحد متکلم ماضی) الرَّقِیْبَ: نگران، محافظ۔ تُعَذِّبْهُمْ: اگر تو ان کو عذاب دے۔ قَالَ: بمعنی کہے گا۔ یَوْمُ: سے مراد یَوْمُ الْقِیَامَةِ۔ خَالِدِیْنَ ہمیشہ رہنے والے۔ اَبَدًا: ہمیشہ۔ اَلْفَوْزُ: کامیابی۔ مُلْكُ: حکومت مَا فِیْهِنَّ: آسمان و زمین کے درمیان، یعنی جن و انس، سیارے، ستارے پہاڑ، سمندر، دریا، فضا، ہوا، بادل وغیرہ۔

مفہوم و مطلب حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں میں سے بعض نے انہیں اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریمؑ کو خدا ٹھیرایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسائیوں کو توبیخ کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ سے پوچھے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تونے لوگوں سے یہ کہا تھا۔ کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو خدا مان لو؟ یہ سوال سن کر حضرت عیسیٰؑ پر کپکپی طاری ہو جائے گی اور وہ جواب سے پہلے اللہ کی تعریف کریں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مجھے کیا حق پہنچتا تھا۔ کہ ایسی بات کہتا؟ یہ تو صریح شرک ہے۔ میں تو توحید کی تبلیغ کے لیے مبعوث

Marfat.com

ہوا تھا۔ میں نے تیری وحدانیت کا اعلان کیا۔ میں بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ
کیونکر کر سکتا تھا، مجھے خدائی کیسے زیبا دے سکتی ہے؛ اگر بفرض محال
میں نے کہا بھی تو اے اللہ! تجھ سے یہ معاملہ کیسے چھپا رہ سکتا ہے؟
سب کچھ تیرے علم میں ہے۔ قول و الفاظ تو الگ رہے، اے اللہ! تو تو دلوں
کے بھیدوں سے بھی واقف ہے۔ تو ظاہر و باطن سے باخبر ہے میرے ارادوں
کو بھی تو بخوبی جانتا ہے۔ البتہ میں انسان ہوں، مجھے تیرے ارادوں کا علم
نہیں ہو سکتا۔ علم غیب صرف تیرا ہی خاصا ہے۔ کسی انسان کو اس میں
دخل نہیں۔

اے اللہ! میں تیرا پیغمبر ہوں۔ میں نے تو لوگوں سے وہی کچھ کہا جس
کا تو نے مجھے حکم دیا۔ میں نے تیرے احکام بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچا
دیے۔ میں نے ان سے کہا تھا۔ کہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ اسی کی
عبادت کرو۔ اس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اے اللہ! جب
تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، میں ان کو یہی کہتا رہا کہ صرف ایک اللہ
واحد کی عبادت کرو۔ اور میں ان کے اعمال کی نگرانی کرتا رہا اور تو ہر چیز
سے باخبر ہے۔

اے اللہ! یہ تیرے بندے ہیں۔ تو مالک ہے۔ ان لوگوں نے تیرے
ساتھ شریک ٹھیرائے۔ تیری نافرمانی کی۔ یہ لوگ عذاب کے مستحق ہیں۔ اگر
تو ان کو عذاب دے تو تجھے پورا اختیار ہے۔ بندے اور غلام کی کیا مجال
کہ مالک مختار کے سامنے چوں کر سکے۔ دنیا کی کوئی قوت ان کو عذاب

Marfat.com

سے نہیں بچا سکتی - اور اگر تو ان کے گناہوں سے درگزر فرمائے - تو تو غالب قدرت والا ہے - تجھے ثواب اور عذاب کا پورا اختیار ہے - تیرا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں -

حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول اپنی قوم کے حق میں شفاعت نہیں ہے بلکہ وہ صراحت کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں - کہ اللہ کا عذاب ٹل نہیں سکتا البتہ احادیث صحیحہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذکر آتا ہے - آپؐ خدا کے حضور میں عجز و نیاز سے امت کے ایک حصے کے لیے بخشش کی سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما کر آپؐ کی عزت افزائی فرمائے گا - لیکن آنحضرتؐ نے اس بات کی صراحت فرما دی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے والے کے لیے میری شفاعت نہیں ہو گی - (احمد اور نسائی)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ان لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچے گا - جو ایمان و عمل میں صداقت شعار تھے - اور جنہوں نے انبیاء کی تبلیغ کی شہادت دی - یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جھوٹ سے اجتناب کیا - باطل کو چھوڑ کر حق کا ساتھ دیا، انبیاء کی تصدیق کی اور اعمال صالحہ کو اپنایا - ان لوگوں کو اللہ بڑا اجر دے گا - ان سے خوش ہو کر ان کو ایسی جنت میں داخل کرے گا - جہاں نہریں بہتی ہیں - یہ لوگ ان باغات میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے - یہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن پر اللہ راضی ہو گیا - اور وہ اللہ پر راضی ہو گئے - جنت اور رضائے الٰہی کا حصول بہت بڑی کامیابی

Marfat.com

ہے۔ اس میں جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی کامیابی مضمر ہے۔ جنت کے باغات میں مزے کی زندگی جسمانی لحاظ سے اور رضائے الٰہی کا حصول روحانی اعتبار سے۔

آخر میں فرمایا کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر اللہ کی حکومت ہے۔ ساری کائنات ارضی و سماوی، تمام مخلوقات سب جن و انس اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ اس میں حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریم بھی شامل ہیں۔ وہ بھی اللہ کی حکومت سے باہر نہیں۔ ایسے بڑے حاکم کی طرف رضامندی کی سند اور جنت کا انعام کتنی بڑی عزت اور کامیابی ہے یہ سند اور یہ انعام دینے والا اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تمت سورۃ المائدۃ بعون اللہ وبحمدہ تعالیٰ۔

Marfat.com

اسلامیات ۱۹۵۶ء (پرچہ الف)

وقت تین گھنٹے | سالانہ | کل نمبر ۷۵

حصہ اوّل

مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کا اردو میں با محاورہ ترجمہ کیجئے (عربی عبارت لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ۲۰

(الف) وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۚ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ

(ب) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

Marfat.com

۲۔ سورۃ المائدہ میں اہل کتاب یا نصاریٰ کے متعلق آیات کے مطالب کو قلمبند کیجئے
یا
سورۃ المائدہ میں حلال اور حرام کے احکام کو تفصیل سے لکھئے ۱۲

۳۔ مذکورہ ذیل آیات میں سے کسی دو کے مطالب پر تبصرہ کیجئے ۱۰

(الف) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

(ب) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

(ج) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ

(د) لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ

۴ مذکورہ ذیل میں سے کسی چار پر مختصر نوٹ لکھئے۔ ۱۰

(۱) شعائر اللہ (۲) المسجد الحرام (۳) الجروح قصاص (۴) روح القدس۔
(۵) عبد الطاغوت (۶) الربانیون والاحبار (۷) وصیلۃ وحام۔

حصہ دوم

۵۔ ترتیب نزول القرآن اور ترتیب سور کے متعلق جو کچھ آپ کو معلوم ہے یا اختصار کے ساتھ بیان کیجئے۔ یا

قرآن مجید کے اسلوب بیان (STYLE) پر مفصل نوٹ لکھئے

۶۔ فقہ مذاہب اربعہ میں سے کسی دو کی مختصر تاریخ بیان کیجئے۔ یا

مندرجہ ذیل میں سے کسی تین پر تشریحی نوٹ لکھئے ۱۳

(۱) اصول فقہ (۲) قیاس (۳) اسناد (۴) جرح و تعدیل (۵) ناسخ و منسوخ
(۶) محکمات و متشابہات

Marfat.com

اسلامیات ۱۹۵۷ء پرچہ ب

وقت تین گھنٹے — سالانہ — کل نمبر ۷۵

پہلا حصہ

اس حصے میں سے صرف چار سوالات کے جواب دیجئے

۱۔ خلیفہ ولید کے عہد میں جو ملکی فتوحات ہوئیں ان کی کیفیت لکھئے اور ان کی تاریخی اہمیت واضح کیجئے ۱۲½

۲۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے واقعات زندگی اور ان کی سیرت کو بیان کیجئے اور ان کی ناکامی کے اسباب کی وضاحت کیجئے۔ ۱۲½

۳۔ بنو امیہ کے عہد حکومت کی سیاسی، تمدنی اور علمی خصوصیات سے بحث کیجئے ۱۲½

۴۔ دعوت عباسیہ کی ابتدا، اس کی غرض و غایت، اس کی تدریجی ترقی اور اس کے نتائج بیان کیجئے ۱۲½

۵ دارالخلافہ بغداد کی تعمیر کی کیفیت قلمبند کیجئے۔ اس شہر کو کن اسباب سے فروغ حاصل ہوا اور تاریخ اسلام میں اس کی اہمیت کی کیا وجوہات ہیں۔ ۱۲½

۶۔ اسمٰعیلی فرقہ کی ابتدا کیسے ہوئی اس کے خاص عقائد کیا ہیں ؟ اور مذہبی اور سیاسی لحاظ سے اسلام کی تاریخ پر ان کا کیا اثر ہوا؟ ۱۲½

۷۔ سلجوق کون تھے؟ ان کی ابتدا کیسے ہوئی؟ تاریخ اسلام میں ان کی اہمیت کی کیا وجوہ ہیں۔ ۱۲½

دوسرا حصہ

اس حصے کے تمام سوالات لازمی ہیں

۸ مندرجہ ذیل آیات کا اردو میں ترجمہ کیجئے ۱۵

(الف) یَا أَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ وَالَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ

Marfat.com

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(ب) وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝

۹ ذیل کے الفاظ کے جمع کے صیغے لکھئے اور ان پر حرکات لگائیے۔ ۵

قلب ۔ کافر ۔ اعمی ۔ ثمرۃ ۔ زوج

۱۰ ذیل کے افعال کے صیغوں کی پہچان کیجئے اور ان کے معنے بھی لکھئے ۵

نَزَّلْنَا ۔ اَخْرَجَ ۔ بَشِّرْ ۔ یَقُوْلُوْنَ ۔ یَهْدِیْ۔

اسلامیات ۱۹۵۷ء سپلیمنٹری (پرچہ الف)

وقت تین گھنٹے **حصہ اوّل** **کل نمبر ۵۰**

(الف) یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا
یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى
تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

(ب) لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا
كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا
وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا
ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ
بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝

(ج) وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ
وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ

Marfat.com

بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

۲۔ سورۃ المائدۃ میں طعام اور طہارت کے احکام اور اہل کتاب سے تعلقات کے متعلق ہدایات اختصار سے قلمبند کیجئے۔ ۱۴

۳۔ مذکورہ ذیل آیات میں سے نمبر (۱) اور باقیہ میں سے کسی ایک کے مطالب پر تبصرہ کیجئے۔ ۱۷

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(۲) تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا۔

(۳) اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔

(۴) وَمِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ○

حصہ دوم

۴۔ (الف) قرآن مجید کی لغت (DICTION) پر ایک مختصر نوٹ لکھئے ۸

(ب) قرآن مجید میں ربط آیات کے متعلق جو کچھ آپ کو معلوم ہے اختصار کے ساتھ لکھئے۔

یا

اعجاز القرآن پر ایک مختصر نوٹ لکھئے۔

۵۔ مندرجہ ذیل میں سے کسی تین پر نوٹ لکھئے۔

(۱) فقہ اور اصول فقہ (۲) صحاح ستہ (۳) امام مالکؒ (۴) امام ابو حنیفہؒ (۵) تقلید و اجتہاد۔

یا

فقہ کی مختصر سی تاریخ بیان کیجئے۔

Marfat.com

اسلامیات ۱۹۵۷ء سپلیمنٹری) پرچہ ب

وقت تین گھنٹے کل نمبر ۷۵

حصہ اوّل (۵۰ نمبر)

اس حصے میں سے صرف چار سوالات کے جوابات دیجئے۔ سب سوالوں کے نمبر برابر ہیں۔

۱ امیر معاویہ کے عہد کے اہم واقعات قلمبند کیجئے اور بتائیے کہ ان کے برسرِ اقتدار آنے سے دستورِ حکومت میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟

۲۔ حجاج بن یوسف کے حالات زندگی، اس کی سیرت اور اس کے اصول سیاست بیان کیجئے۔

۳۔ اموی خلافت کے زوال کے اسباب بیان کیجئے۔

۴۔ خلیفہ المنصور کے عہد حکومت کے اہم واقعات قلمبند کیجئے۔ اور اس کی سیرت اور اصول سیاست کو واضح طور پر بیان کیجئے

۵۔ عباسی عہد کی سیاسی، معاشرتی اور علمی زندگی میں جو ایرانی اثرات کارفرما ہوئے، ان کی نوعیت اور وجوہات کی وضاحت کیجئے۔

۶۔ سلطان صلاح الدین کے حالات زندگی اور اس کی سیرت بیان کیجئے۔ اور بتائیے کہ اس نے صلیبی جنگوں میں کیا کارہائے نمایاں دکھلائے؟

۷ عباسی عہد میں دنیائے اسلام میں مختلف علوم وفنون نے جو ترقی پائی اس کی کیفیت جامع الفاظ میں قلمبند کیجئے۔

Marfat.com

حصہ دوم (۲۵ نمبر)

اس حصے کے تمام سوالات لازمی ہیں۔

۸۔ مندرجہ ذیل آیات کا اردو میں ترجمہ کیجئے۔

(الف) كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(ب) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

۹۔ ذیل کے الفاظ کے جمع کے صیغے لکھئے اور ان پر پوری حرکات لگائیے۔

جَنَّةٌ - سَمَاءٌ - كِتَابٌ - دَمٌ - نَهْرٌ

۱۰۔ ذیل کے افعال کے صیغوں کی پہچان کیجئے۔ اور ان کے معنے لکھئے۔

قِيْلَ - اَضَاءَتْ - يَرْجِعُوْنَ - يَخْطَفُ - شَاءَ -

Marfat.com

فہمِ اسلام

بی اے کے طلبۂ اسلامیات کے لیے

مؤلفہ

پروفیسر عبدالقیوم ایم اے

شعبۂ عربی و اسلامی علوم

گورنمنٹ کالج لاہور

ناشر

یونیورسٹی بک ایجنسی ۲ کچہری روڈ لاہور

Marfat.com